



راہ سلوک اختیار کرنے والوں کیلئے
ابتدائی اور عمدہ کتاب

رہنمائے سالکان



مؤلف

پروفیسر میاں مشتاق احمد طاہری سیٹھی

مکتبہ محمدیہ سیفیہ

0321-8401546
042-6686205

دارالعلوم جامعہ جیلانیہ

042-5721609

(راہِ سلوک اختیار کرنے والوں کے لئے ابتدائی اور عمدہ کتب)

رہنمائے سالکان

مؤلف

پروفیسر میاں مشتاق احمد عابدی سیفی

دارالعلوم جامعہ جیلانیہ

ناور آباد نمبر 1، بیدیاں روڈ، لاہور کینٹ

فون: 042-5721609

واحد تقسیم کار: مکتبہ محمدیہ سیفیہ راوی ریان شریف لاہور

0321-8401546-6686205

marfat.com

Marfat.com

جملہ حقوق بحق مؤلف اور ناشر محفوظ ہیں۔

نام کتاب رہنمائے سالکان
مؤلف پروفیسر میاں مشتاق احمد عابدی سیفی
پروف ریڈنگ میاں مدثر رسول کیانہ۔ میاں مبشر رسول کیانہ
کمپیوٹر کمپوزنگ میاں فرخ رسول کیانہ (رینالہ خورد)
اشاعت اول۔۔۔ اکتوبر 2000ء
 دوم۔۔۔ دسمبر 2006ء
تعداد دو ہزار
قیمت مبلغ 120 روپے
طباعت

ملنے کے پتے :

- 1- جامعہ سیفیہ، فقیر آباد (لکھوڑی) لاہور۔
- 2- آستانہ عالیہ محمدیہ سیفیہ، حسین ٹاؤن، راوی ریان لاہور۔
- 3- پیر طریقت صوفی گلزار احمد سیفی، بابا فرید کالونی، جیل روڈ، جنگلی امر سدھو، لاہور۔
- 4- پیر طریقت مفتی احمد الدین توکیر وی سیفی، علاقہ نواب صاحب، رائے ونڈ روڈ لاہور۔
- 5- جامعہ سیفیہ رحمانیہ للبنات الاسلام، بادشاہی روڈ، ادھووال کلاں، گجرات۔
- 6- پیر طریقت صوفی محمد مشتاق عابدی سیفی، چک نمبر 17/1.R ضلع اوکاڑہ۔
- 7- پیر طریقت پروفیسر میاں مشتاق احمد عابدی سیفی۔ علیم ٹاؤن، رینالہ خورد، ضلع اوکاڑہ۔

(Cell: 0321-6977515)

انتساب

قیومِ زماں، مجددِ ملت، عصرِ حاضر کے شیخِ کامل و مکمل
 حضرت اخوندزادہ سیف الرحمن دامت برکاتہم
 پیر ارچی خراسانی کے نام
 جن کی نگاہِ کیمیا گر سے مجھ جیسے ہزاروں نکلے انسانوں کی تقدیریں بدلیں۔
گر قبولِ اُفتد.....

خاکسار : (پروفیسر، الحاج) مشتاق احمد عابدی سیفی

شریعت / طریقت / حقیقت

- ۱۔ اوامر و نواہی کا پابند ہونا، شریعت ہے۔
- ۲۔ دل کی صفائی کرنا اور برائیوں کو اچھائیوں سے بدل دینا، طریقت ہے۔
- ۳۔ مابوا اللہ کی باتوں کو دفع کر کے رُوح میں تجلی پیدا کرنا، حقیقت ہے۔

(رسالہ غریب در شمائل اقیام)

شریعت اور حقیقت کا آپس میں تعلق جسم اور رُوح کا ہے۔

شریعت، حقیقت کے بغیر یا کاری ہوتی ہے۔ اور

حقیقت، شریعت کے بغیر منافقت ہے۔

(کشف المحجوب)

توقیب

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
1	پچھمصنف کے بارے میں	1
6	حرف آغاز	2
11	تقریحات	3
27	حمد باری تعالیٰ	4
28	نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	5
29	توبہ و استغفار	6
38	طہارت	7
47	نماز کی اہمیت	8
53	فضیلت درود پاک	9
61	مہر	10
65	شکر	11
69	سخاوت و بخل	12
73	توکل و رضا	13
78	داڑھی کی اہمیت	14
85	فضیلت عمار	15
91	اسماں فی الازار	16
93	شریعت و طہریت	17
99	فضیلت ذکر	18
110	تصوف و صوفی	19
116	بی دہرہ (شیخ) کی ضرورت	20

121	کامل اور ناقص پیر کی پہچان	21
125	تصویر شیخ	22
134	آداب شیخ	23
138	مبتدی سالک کے لئے ہدایات	24
141	اثبات لطائف	25
146	عالم امر اور عالم مطلق	26
147	اثبات وجد و تواجد	27
154	صورت کعبہ اور حقیقت کعبہ	28
156	حقیقت محمدیہ ﷺ	29
159	حقیقت محمدی ﷺ افضل ہے یا حقیقت کعبہ	30
161	اسباق طریقہ عالیہ نقشبندیہ	31
183	اسباق طریقہ عالیہ کاشغریہ	32
184	اسباق طریقہ عالیہ قادریہ	33
186	اسباق طریقہ عالیہ سہروردیہ	34
188	اصطلاحات حضرات نقشبندیہ	35
198	ختم خواجگان	36
202	درود تاریہ	37
203	درود تمجیدنا / نجات	38
204	شجرہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ	39
206	شجرہ سلسلہ عالیہ چشتیہ	40
208	شجرہ سلسلہ عالیہ قادریہ	41
210	شجرہ سلسلہ عالیہ سہروردیہ	42
213	کتابیات	43

کچھ مصنف کے بارے میں

(از صاحبزادہ محمد عرفان اللہ عابدی سیفی)

پروفیسر میاں مشتاق احمد عابدی سیفی صاحب کا ایک نیا شاہکار ”رہنمائے سالکان“ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ یہ ان کی ان خدمات میں سے ایک ہے جو انہوں نے سلسلہ سیفیہ کے حوالے سے کی ہیں۔ خداوند قدوس کا ان پر خاص کرم ہے کہ وہ اپنے بندے سے یہ کام کروا رہا ہے۔ پروفیسر صاحب کی زندگی تجربات کا ایک مجموعہ ہے۔ ذیل میں پروفیسر صاحب کے مختصر حالات زندگی ہدیہ قارئین کیے جاتے ہیں جس سے آپ کی شخصیت مزید نکھر کر سامنے آئے گی۔

پیدائش:

آپ یکم اکتوبر 1949ء کو موضع کماں تحصیل رینالہ خورد ضلع اوکاڑہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام مشتاق احمد رکھا گیا۔ یہ ابھی بچے ہی تھے کہ ان کے والدین موضع کماں کو الوداع کہہ کر قریبی گاؤں 4/G.D میں منتقل ہو گئے۔ پھر ہجرت کا وہ سلسلہ شروع ہوا کہ کبھی کہیں کبھی کہیں۔ تعلیمی تشکیلی دور کرنے کے لیے آپ کئی جگہوں پر گئے۔ لیکن 1982ء میں مستقل طور پر رینالہ خورد میں رہائش پذیر ہو گئے۔

تعلیم:

ابتدائی تعلیم قرآن کریم ناظرہ سے شروع کی پھر مدرسہ میں داخل ہو گئے۔ پرائمری تعلیم کا آغاز چک نمبر 29/1.A.L. نزد شیر گڑھ سے کیا۔ وہاں مرزا محمد صدیق صاحب سے تعلیم حاصل کی۔ پانچویں کا امتحان 24/2.R میں محترم استاد محمد اسماعیل صاحب کی زیر نگرانی اول پوزیشن میں پاس کیا۔ چونکہ آپ کے والد میاں نور محمد صاحب محکمہ انہار میں ملازم تھے۔

اس لیے اکثر مقامات پر تبادلے ہوتے رہتے تھے۔ اپنے گاؤں G.D. 4 میں بھی زیر تعلیم رہے۔ وہاں کے شفیق اساتذہ جنہوں نے آپ کو کندن بنانے میں اہم کردار ادا کیا، ان میں جناب محمد اسماعیل، جناب محمد ابراہیم نظامی، جناب غلام رسول قادری اور جناب میاں احمد دین جیسے اساتذہ شامل ہیں۔ مڈل کا امتحان سنگھڑہ سے پاس کیا۔ استاد مکرم جناب محمد امین صاحب نے یہاں خصوصی رہنمائی فرمائی۔ میٹرک کا امتحان گورنمنٹ ہائی سکول رینالہ خورد سے فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔ یہ سکول اب ہائیر سیکنڈری کے درجہ میں آ گیا ہے۔ انٹرمیڈیٹ کا امتحان میونسپل ڈگری کالج اوکاڑہ سے پاس کیا۔ اس دوران پروفیسر ابوالاعجاز حفیظ صدیقی صاحب سے آپ بہت متاثر ہوئے۔

ملازمت :

گورنمنٹ ٹیچرز ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ گلگت، ضلع گوجرانوالہ سے ایس وی کا امتحان پاس کر کے دسمبر 1970ء میں گورنمنٹ نارمل سکول مظفر گڑھ میں بطور ٹیچر ملازمت کا آغاز کیا۔ پھر گورنمنٹ ہائی سکول ساہیوال میں تبادلہ ہو گیا۔ دس سال وہاں گزارے۔ اس دوران بی۔ اے کا امتحان پرائیوٹ طور پر پاس کیا۔ گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول اوکاڑہ شی اور گورنمنٹ ہائی سکول رینالہ خورد میں بھی بطور استاد خدمات سرانجام دیں۔ 1975ء میں ادارہ تعلیم و تحقیق، پنجاب یونیورسٹی لاہور میں ایم ایڈ میں داخلہ لیا۔ 1977ء میں نہ صرف یہ امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا بلکہ اپنی کلاس میں اول بھی رہے۔ 1980ء میں ایم۔ اے (اردو) کا امتحان پنجاب یونیورسٹی سے پاس کیا۔ 1984ء میں پنجاب پبلک سروس کمیشن لاہور سے منتخب ہو کر گورنمنٹ کمرشل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ جہلم میں نئی ملازمت کا آغاز کیا۔ 1986ء میں گورنمنٹ کمرشل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ دیپاپور ضلع اوکاڑہ میں تبادلہ ہو گیا۔ تاحال اسی ادارہ میں بطور وائس پرنسپل اپنے فرائض بحسن و خوبی سرانجام دے رہے ہیں۔

بیعت :

اللہ والوں کی باتیں کرنا، مختلف بزرگوں کے پاس حاضری دینا، آپ کے دل کے لیے وقتی تسکین کا باعث تو تھا لیکن دائمی تسکینی کہیں سے بھی دور نہ ہو رہی تھی۔ تلاش شیخ میں کئی جگہوں پر گئے۔ مگر دیار یار تک نہ پہنچ پائے۔ آخر 1990ء میں رینالہ خورد میں ہی پیر طریقت حافظ حاجی عبدالسلام نقشبندی مجددی المعروف حضور صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی اور طریقت کے رموز و حقائق کی معرفت کی خواہش لئے سُوئے منزل چل پڑے۔ لیکن تسکین جاں نہ ہو سکی۔ شاید ان کی قسمت میں حضور صاحب سے فیض نہ تھا۔ 1992ء میں اباجی کے مرید خاص صوفی محمد منشاء عابدی سیفی (جن کی پروفیسر صاحب سے پہلے ہی بے تکلف دوستی تھی) سے ان کے گاؤں 4/G.D میں بڑے عرصے بعد اتفاقاً ملاقات ہوئی۔ گفتگو کرتے کرتے پروفیسر صاحب نے طریقت کا موضوع چھیڑ دیا اور اپنے دل کے قلق کا ذکر کیا۔ صوفی محمد منشاء صاحب نے اباجی کے حوالے سے معلومات فراہم کیں اور طریقت و حقیقت کے اسرار و رموز سے آگہی کے لیے سلسلہ سیفیہ کے دروازے پر دستک دینے کا مشورہ دیا۔ لہذا پروفیسر صاحب نے اپنے پیر قبلہ حضور صاحب سے اجازت لے کر اباجی کے ہاتھ پر بیعت مانی کی۔ پروفیسر صاحب کی روحانی ترقی اتنی تیزی سے ہوئی کہ 1994ء میں نقشبندیہ ارشاد خط عطا ہوا۔ 2000ء میں ان کا طریقت کی خدمات اور روحانی کیفیات کی بنا پر مطلق خلافت کے اہل جانتے ہوئے سرکار اخندزادہ سیف الرحمن پیر ارچی و خراسانی دامت برکاتہ کی جانب سے مطلق خلافت عطا ہو گئی۔ 1997ء میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و احسان سے حج کی سعادت سے سرفراز فرمایا۔

طریقت کی خدمات :

الحمد للہ اب پروفیسر صاحب رینالہ خورد اور دیپالپور میں بڑے اہتمام سے محفل

marfat.com

Marfat.com

کرواتے ہیں۔ جبکہ ان کی زوجہ محترمہ نے بھی اباجی کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور وہ بھی اپنے مجازی خدا کے شانہ بشانہ طریقت کی خدمت کر رہی ہیں۔ ہر ہفتے کو اپنے گھر میں مستورات کی محفل طریقت کا اہتمام کرتی ہیں۔ ان کی توجہ سے خواتین میں ذوق شوق بڑھتا جا رہا ہے اللہ تعالیٰ مزید ترقی عطا فرمائے۔

جنوری 1996ء میں جب ماہنامہ ”السیف الصارم“ کا اجراء ہوا تو پروفیسر صاحب قلمی معاونت کرتے رہے۔ مجدد عصر، قیوم زماں، سرکار اخندزادہ سیف الرحمن پیرارچی و خراسانی مدظلہ العالی کے فارسی مکتوبات کے اردو میں ترجمے کیے۔ جو ”السیف الصارم“ کے اوراق کی زینت بنتے رہے۔ سرکار اخندزادہ مبارک کے افاضات عالیہ پر مبنی کتاب ”ہدایت السالکین فی ردالمسکرین“ جب پہلی بار شائع ہوئی تو اس میں اردو اطباء کے لحاظ سے بہت سی کمزوریاں تھیں جن کو دور کرنے کی ذمہ داری بھی پروفیسر صاحب پر آن پڑی۔ انہوں نے محنت شاقہ سے کام لے کر اس کتاب کی اردو عبارت کو صحیح قالب میں ڈھالا۔ فارسی، عربی عبارات کا با محاورہ ترجمہ کیا اور یوں یہ کتاب پروفیسر صاحب کے قلم سے نکل کر مزید حسین بن گئی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی شہرت کو چار چاند لگا دیئے۔ بعد میں ”ہدایۃ السالکین“ کی تلخیص کا فریضہ بھی انہوں نے ہی ادا کیا۔ سیفی حضرات میں خصوصاً اور عوام الناس میں عموماً یہ کتاب بے حد پسند کی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ 1996ء سے لے کر آج تک یہ کتاب پانچویں بار چھپ چکی ہے اور اس کتاب نے نہ صرف ملک کے کونے کونے میں پہنچ کر اپنا لوہا منوایا ہے بلکہ بیرون ملک بھی لوگ اس سے مستفید ہو رہے ہیں۔

کتاب ہذا ”رہنمائے سالکان“ نئے سالکین کی ابتدائی تربیت کے لیے لکھی گئی ہے۔ اس میں کتنی محنت کرنا پڑی اور اس کی افادیت کی کتنی اہمیت ہے یہ تو آپ پڑھ کر ہی اندازہ لگا سکیں گے۔ پروفیسر صاحب جس محنت سے کام کر رہے ہیں یہ انہیں کا خاصا ہے

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ انہیں مزید ہمت و توفیق بخشے۔ آج کل مکتوبات سیفیہ اور سیرت
اختدزادہ سیف الرحمن مبارک پر کام کر رہے ہیں انشاء اللہ یہ بھی جلد منظر عام پر آ جائیں
گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی قبول فرمائے۔

رہے تا ابد فروزاں تیرا خاورِ درخشاں
تیری صبحِ نورافشاں کبھی شام تک نہ پہنچے

آمین بجاہ نبی الکریم علیہ التحیة والتسلیم

خاکِ راہِ درسیفیہ

احقر صاحبزادہ حافظ عرفان اللہ عابدی سیفی

نوٹ: پروفیسر صاحب کی دسمبر 2002ء میں محکمانہ طور پر ترقی ہوئی اور وہ پرنسپل بن کر
گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف کامرس، فورٹ عباس ضلع بہاولنگر چلے گئے۔ ڈیڑھ سال کے بعد
ان کا تبادلہ گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف کامرس، چیچہ وطنی ضلع ساہیوال میں ہو گیا۔ ایک سال کا
عرصہ وہاں گزارا۔ پھر تبدیل ہو کر گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف کامرس، چوکی ضلع قصور میں آ
گئے۔ تا حال وہیں پر بطور پرنسپل سرکاری خدمات انجام دے رہے ہیں۔

صاحبزادہ حافظ عرفان اللہ عابدی سیفی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حرف آغاز

اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات کے لیے تمام حمد و ثنا جو معبودِ حقیقی ہے، جس نے اپنے کمال فضل و کرم سے کائنات کو تخلیق کر کے خالقیت کا حق ادا کر دیا۔ اس نے انسان، حیوان، چمندر، پرند، نباتات، جمادات، جاندار بے جان اور خوردبین سے بھی نظر نہ آنے والے جرثومے سے لے کر وسیع و عریض آسمانوں تک، جس بھی شے کو جو بھی انداز اور رنگ ڈھنگ بخش کر تخلیق کیا، اس سے زیادہ بہتر اور عمدہ نمونہ نہیں ہو سکتا تھا۔ پھر ہر شے کو اس کی حیثیت، اہمیت اور ضرورت کے مطابق ٹھیک ٹھیک صفات عطا کیں۔ زمین و آسمان میں موجود ایک ایک چیز اس کی اکمل صناعی کی مظہر ہے۔ وہی قادرِ مطلق ہے۔ ہر شے اس کے حکم کے تابع ہے اور اسی کے حضور سجدہ ریز ہو کر اس کی عظمت و کبریائی کا اعتراف اور اپنی عاجزی و کمزوری کا اظہار کر رہی ہے۔ وہی اپنی مخلوقات پر انتہائی مہربان اور فضل و کرم کرنے والا ہے۔

محبوبِ خدا، انسانِ کامل، خیر البشر، امام الانبیاء، رحمت اللعالمین، شافع المذنبین، باعثِ تخلیقِ کائنات، رہبرِ صراطِ مستقیم، عظمتِ انسانیت، منبعِ جو دو سخا، سرورِ کون و مکان، مونس و غم خوار بے کساں، راحت و سرورِ قلبِ عاشقان، حاملِ قرآن، ہی آخر الزمان، شاہنشاہِ دو جہاں، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ بابرکات پر ان گنت درود و سلام کہ جن کے وجودِ مسعود سے گمراہ انسانوں کو راہنمائی نصیب ہوئی، غلاموں کو بادشاہی ملی، عدل و انصاف اور مساوات کے معنی واضح ہوئے، ہمدردی و خدمتِ انسان کا شعور ملا۔ حیاتِ مستعار بسر کرنے کا پتہ چلا، ذوقِ بندگی اور لذتِ آشنائی کی دولت نصیب ہوئی۔ خالق و مخلوق اور معبود و عابد کے رشتے کا علم حاصل ہوا۔ حقیقی عبادت کا ڈھنگ آیا اور اس عبادت کے لطف و مزہ

وجود اہل زمین کے لیے باعثِ رحمت ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے طفیل بارشیں برساتا ہے، تمام جانداروں کو رزق عطا کرتا ہے اور لوگوں سے عذاب دفع کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب فضل و کرم فرمایا تو اس بندہٴ ناپسند کے لیے ایک ایسے ہی ولی کامل کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا سبب پیدا ہوا۔ ولی کامل سے میری مراد پیر و مرشد علامہ "مفتی" "مفسر" شیخ القرآن والحديث حضرت پیر محمد عابد حسین سیفی مدظلہ العالی کی ذات گرامی ہے جن کی نگاہ کیسیا گر سے اس خاکسار کی تقدیر بدل گئی۔ شریعت مصطفیٰ ﷺ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق نصیب ہوئی، جاوہ حق سے روشناس ہوا۔ مکرمی و مرشدی کی نظر عنایت سے طریقت کے اسرار و رموز سے چنداں آگاہی ہوئی۔ یوں سمجھئے کہ علامہ اقبال کے مصرع "نگاہِ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں" کی وضاحت ہو گئی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ سرکار کو عمر دراز عطا فرمائے تاکہ مجھ جیسے نکلے اور بے بہرہ افراد آپ کی ذات عالیہ سے فیوض و برکات حاصل کر کے اپنی دنیا و آخرت سنوارنے کے قابل ہو سکیں۔

سببِ تالیف :

جب کوئی فرد رحمت ایزدی کی توفیق سے سالک بنتا ہے تو اسے کئی نئی باتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، کم علم معترضین کے جوابات دینا ہوتے ہیں، بہت سی اصلاحات کا مفہوم سمجھنا پڑتا ہے۔ مثلاً تصوف کیا ہے؟ طریقت کیا ہے؟ شریعت اور طریقت کا آپس میں کیا تعلق ہے؟ وجد و جذب کیوں ہوتا ہے؟ عالم امر اور عالم خلق کیا ہے؟ لطائف کیا ہوتے ہیں؟ ان کی حرکت کیوں ہوتی ہے؟ پیر و مرشد کی ضرورت کیوں ہے؟ متبذی سالک کو کچھ عرصہ کے لیے نفلی عبادات اور وظائف سے کیوں روکا جاتا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ ان کے جوابات کے لیے سالک کو مختلف کتابوں کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے، جس کے لیے کافی وقت درکار ہوتا ہے۔ بعض سالکین کی قلب و وقت اور کم علمی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے کوشش کی ہے کہ ان تمام

سوالات اور مسائل کے حل کو یکجا کر دیا جائے تاکہ سالکین کی ابتدائی طور راہنمائی ہو سکے۔ میں نے کوشش کی ہے کہ کتاب کی عبارت سادہ اور دلنشین ہو تاکہ کم تعلیم یافتہ شخص بھی کما حقہ مستفید ہو سکے۔ ساتھ ہی یہ وضاحت بھی کر دوں کہ میری یہ کوشش دریا کو کوزے میں بند کرنے کا قطعاً دعویٰ نہیں ہے۔ یہ علم تو بحر بیکراں ہے۔ عظیم سے عظیم غوث قطب ابدال اور مجذد اس کا کنارہ نہ پاسکے میں ناچیز حقیر اور ادنیٰ سا سالک کیا شے ہوں۔

پیر و مرشد حضرت محمد عابد حسین سیفی مدظلہ العالی کے لیے میرے وجود کا ہر نو سپاس گزار ہے کہ اس کتاب کی تالیف میں انہوں نے قدم قدم پر میری راہنمائی فرمائی۔ حوالوں کے لیے کتب فراہم کیں۔ مسودے کے ایک ایک لفظ کو پڑھا اور حسب ضرورت اصلاح فرمائی۔ میں پیر طریقت علامہ احمد دین تو گیروی سیفی کا بھی تہ دل سے ممنون ہوں کہ انہوں نے کتاب کی تدوین میں میری بھرپور مدد فرمائی۔ مولا کریم انیس جزائے خیر دے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ میری اس سنی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔ و ما تو فیقی الا باللہ۔

قارئین کرام! اس کتاب کے بارے میں آپ کی آراء کا مجھے انتظار رہے گا۔ اور اس کی خرید بہتری کے لیے آپ کی تجاویز کا احسان مند ہوں گا۔

خاک پائے اولیاء

(پروفیسر الحاج) میاں مشتاق احمد عابدی سیفی

(اکتوبر ۱۹۹۹ء)

علیم ٹاؤن، ریٹالہ خورد۔

صلح اوکاڑہ

دیباچہ اشاعت دوم

میرے لئے یہ انتہائی خوش بختی کی بات ہے کہ کتاب ہذا کا پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ لیا گیا۔ اس قدر کہ دومرتبہ چھپوانا پڑا۔ سیفی حضرات نے بالخصوص پذیرائی بخشی۔ جس کے لئے میں ان تمام کا قلبی عمق سے ممنون ہوں۔ ان کے علاوہ دوسرے احباب نے بھی بھرپور استفادہ کیا۔ اس سے مجھے ذہنی و قلبی اطمینان نصیب ہوا کہ میری محنت ٹھکانے لگی۔

دوسرا ایڈیشن اگرچہ کچھ دیر سے اشاعت پذیر ہو رہا ہے۔ تاہم اس میں کچھ میری کوتاہی اور کچھ دیگر حالات سدِ راہ تھے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کے کرم و اعانت سے اس ایڈیشن کے لئے پوری کتاب کو دوبارہ کمپیوٹر پر کمپوز کیا گیا ہے۔ کچھ اغلاط تھیں، ان کا ازالہ کیا گیا ہے۔ حسبِ ضرورت کچھ تبدیلیاں اور اضافے کئے گئے ہیں۔ نیز چند نئے ابواب اور شامل کر دیئے گئے ہیں۔ جس سے اس کتاب کو مزید بہتر بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ توقع ہے کہ قارئین حضرات اسے پہلے سے عمدہ پائیں گے۔

احقر (پروفیسر) مشتاق احمد عابدی سیفی

دسمبر 2006ء

علیم ٹاؤن۔ ریٹالہ خورد۔

تقریظ

شیخ الحدیث استاذ العلماء علامہ، مولانا صاحبزادہ محمد حمید جان اخندزادہ

(صدر مدرس و شیخ الحدیث جامعہ سیفیہ بازار ایشاور)

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی
رسوله الکریم . اما بعد

این کتاب برائے مبتدی سالکین بے حد مفید است۔ لازم است کہ ہر سالک
ازین کتاب استفادہ کند۔ زیرا کہ تصوف بحر عمیق است۔ پس لازم است کہ حصول آن
موافق بہ شریعت باشد و تحت رہبر شیخ کامل باشد۔ درین کتاب احکام شریعت و آداب شیخ و
شناختن شیخ و دیگر امور بسلسلہ طریقت بانداز خوب بیان کردہ اند۔ لہذا مطالعہ این کتاب
برائے سالکان ضرور است۔ اللہ تعالیٰ برائے مؤلف این کتاب اجر عظیم فرماید۔

محمد حمید جان

(ترجمہ: یہ کتاب مبتدی سالکین کے لئے بے مفید ہے۔ ہر سالک کے لئے لازم ہے
کہ وہ اس کتاب سے استفادہ کرے۔ چونکہ تصوف ایک گہرا سمندر ہے، اس لئے اس کا
حصول شریعت مطہرہ کے عین مطابق اور رہبر شیخ کامل کی نگرانی میں ہونا چاہئے۔ اس کتاب
میں احکام شریعت، آداب شیخ، شیخ (کامل) کی پہچان اور سلسلہ طریقت کے دیگر امور عمدہ
طریقے سے بیان کئے گئے ہیں۔ لہذا سالکین کے لئے اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے۔ اللہ
تعالیٰ اس کتاب کے مؤلف کو اجر عظیم عطا فرمائے۔)

marfat.com

Marfat.com

تقریظ

شیخ القرآن والحديث، مفتی، علامہ، پیر محمد عابد حسین سیفی

(ناظم اعلیٰ دارالعلوم جامعہ جیلانیہ نادرا آباد نمبر ۱ بیدیاں روڈ لاہور کینٹ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ. وَاشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَحْدَهُ لَا شَرِیْكَ لَهُ وَ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَ سَلَّمَ تَسْلِیْمًا كَثِیْرًا. اَمَّا بَعْدُ.

اللہ تعالیٰ نے انسانوں جنوں اور ہر ذی عقل کے لیے ضروری قرار دیا ہے کہ وہ
اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد ﷺ اس
کے عبد اور رسول ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو پہلی تمام امتوں پر فوقیت عطا فرمائی۔ اور
جملہ مذاہب پر اسے غالب کر دیا۔ و کفی باللہ شہیداً۔ اور جو عمل کرے گا وہ کامیاب
رہے گا۔ اور عمل آپ کی کامل سنت کا نام ہے۔ سنت پر عمل کے بغیر کوئی شخص طریقت، معرفت
اور حقیقت تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا اور بدوں شریعت کے کوئی مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ اور نہ
ہی آپ ﷺ کی سچی پیروی کے بغیر کوئی شخص اللہ تعالیٰ جل شانہ کا مقرب بندہ بن سکتا
ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِیَّتَهُمْ وَمَا اَلْتَهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ
مِنْ شَیْءٍ ؕ كُلُّ اٰمْرِیْٓ اِیَّیْكُمْ بِمَا كَسَبْتُمْ وَهٰیٓنٌ. (التورہ۔ ۲۰)

”اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد بھی کسی درجہ ایمان میں ان کے نقش قدم پر چلی۔ ہم

ان کی اس اولاد کو بھی (جنت میں) ان کے ساتھ ملا دیں گے۔ اور ان کے عمل میں کوئی گھانا ان کو نہ آنے دیں گے۔ ہر شخص اپنے کسب کے عوض رہے گا۔“

زیر نظر کتاب میں تصوف کے بنیادی امور کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ تصوف کی تعریف میں شیخ الاسلام حضرت زکریا انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”تصوف وہ علم ہے جس کے ذریعے ان احوال کو پہچانا جاتا ہے جو تزکیہ نفس تصفیہ اخلاق اور دائمی خوش بختی کے حصول کی خاطر ظاہر و باطن کی تعمیر کے متعلق ہوں۔“

شیخ احمد زروق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”تصوف وہ علم ہے جس کا مقصد دلوں کی اصلاح کرنا ہے اور ان کو محض اللہ تعالیٰ کے لیے خاص کر دینا ہے۔ اور فقہ عمل کی اصلاح اور پورے نظام کی حفاظت اور احکام میں مضمحلکتوں کو آشکار کرنے کا نام ہے۔ اور علم توحید کا مقصد یہ ہے کہ مقدمات کو براہین و دلائل سے ثابت کیا جائے۔ اور ایمان کو یقین کے زیور سے آراستہ کیا جائے۔ جیسا کہ طب کا مقصد اجسام کی حفاظت کرنا ہے اور علم نحو کا مقصد زبان کو اغلاط سے محفوظ کرنا ہے۔“

شیخ الاسلام حضرت امام جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”تصوف یہ ہے کہ ہر اچھی عادت اور طریقہ کو اپنایا جائے اور ہر بُرے طریقہ اور عادت کو ترک کیا جائے۔“

تصوف کی تعریف بزرگوں نے مختلف طریقوں سے بیان کی ہے۔ کسی نے فرمایا ہے کہ ”تصوف سراپا اخلاق کا نام ہے۔“ حضرت ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”تصوف نفس کو عبودیت کے سانچے میں ڈھالنے اور اسے احکام ربوبیت کی طرف لے جانے کا نام ہے۔“ حضرت ابن عجبیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ”تصوف وہ علم ہے کہ جس کے ذریعے بارگاہِ خداوندی تک رسائی حاصل ہو۔ باطن کی رذائل سے صفائی اور اس کو مختلف

فضائل سے آراستہ کرنے کی کیفیت معلوم ہو۔ اس کی ابتدا علم، وسط عمل اور انتہا عنایت خداوندی ہے۔ صاحب کشف الظنون فرماتے ہیں کہ ”تصوف وہ علم ہے کہ جس میں اہل کمال کی منازل اور سعادت میں ترقی کرنے کی کیفیت معلوم ہو۔ نیز آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ یہ وہ علم ہے جسے عظیمند اور صاحب حال ہی جان سکتا ہے۔ اسے وہی شخص جان سکتا ہے جسے اس کا مشاہدہ حاصل ہو۔ اور کور چشم سورج کی روشنی کا کیسے مشاہدہ کر سکتا ہے۔“

حقائق عن التصوف میں تحریر ہے کہ ”تصوف کا دار و مدار مادی آلائشوں سے دل کو صاف کرنے پر ہے۔ اور اس کی بنیاد خالق حقیقی سے بندے کے تعلق قائم کرنے پر ہے۔ تو صوفی وہ ہے جس کا دل پاک اور اللہ تعالیٰ سے معاملہ صاف ہو اور اس بارگاہ سے اسے خاص انعام و اکرام حاصل ہو۔“

علم تصوف کا آغاز رسول اللہ ﷺ سے ہوا۔ فقط ناموں میں فرق ہے۔ ہر دور میں اصحاب مجاہدہ رہے ہیں۔ حضور علیہ السلام کے دور میں کامل اتباع اور محبت ہی اس کا آغاز تھا۔ تمام امور میں حضور علیہ السلام کا زمانہ صحابہ کے زمانہ سے متصل تھا۔ صحابہ کرام تمام امور میں نبی کریم ﷺ کی اتباع میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ ان کی تربیت کے لیے کسی ایسے علم کی ضرورت نہ تھی جو ان کی ان اعمال کی طرف راہنمائی کرتا۔ انہیں صرف محبت رسول اللہ ﷺ کافی تھی۔ صحابہ کرام کے بعد تابعین اور ان کے بعد تابع تابعین ہی اصل میں حقیقی وارث و انبیاء علیہ السلام تھے۔ انہی کے بارے میں سرکارِ دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے:

خیر القرون قرنی هذا فالذی یلیہ والذی یلیہ۔ (بخاری۔ مسلم)

”بہترین زمانہ میرا یہ زمانہ ہے۔ اس کے بعد متصل آنے والا اور پھر اس کے بعد متصل آنے

والا زمانہ۔“

اس کے بعد اصلی وراثت ان حقیقی علماء اور صوفیہ کرام کے پاس آگئی جن کو دونوں علوم میں حصہ ملا۔ اور اصلی تصوف دین کا سیکھنا اور سکھانا ہے۔ جس کی اصل حدیث جبرائیل ہے۔ اور یقیناً اسی مقام کا نام احسان ہے جو دین کے تین بنیادی ارکان میں سے ہے۔ جن کو نبی کریم ﷺ نے دین قرار دیا۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

هذا جبرئیل اتاكم يعلمكم دينكم - "یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں اور یہ تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے ہیں۔"

مذکورہ حدیث میں دین سے مراد اسلام ایمان اور احسان ہے۔ اسلام اطاعت اور عبادت کا نام ہے۔ ایمان نور اور عقیدہ کا نام ہے۔ اور احسان مراقبہ اور مشاہدہ کا نام ہے۔ یعنی تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرے گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو یہ تصور ہو کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ:

لَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيُحْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا
(سورۃ کہف۔ ۱۱۰)

"تو جو شخص امید رکھتا ہے اپنے رب سے ملنے کی تو اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور شریک نہ کرے کسی کو اپنے رب کی عبادت میں۔"

اور اصلاح قلوب کے ساتھ اصلاح بدن خود بخود ہو جاتی ہے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ کا ارشاد پاک ہے ان الجسد مضافہ اذا صلحت صلحت الجسد كله و اذا فسدت فسدت الجسد كله الا وهي القلب. (بخاری و مسلم)

"جب انسان جسم میں ایسا ٹھنڈا (لوٹھڑا) ہے جب وہ صحیح ہو تو سارا جسم صحیح ہو جاتا ہے۔ اور جب اس میں خرابی پیدا ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ خیر دار ہو اور یہ

لو تھڑا، دل ہے۔“

اسی طرح مسلم شریف میں ایک حدیث میں ارشاد پاک ہے: ان اللہ لا ينظر الى اجسادكم ولا الى صوركم ولكن ينظر الى قلوبكم۔
 ”اللہ تعالیٰ نہ تمہارے جسموں کو اور نہ تمہاری صورتوں کی طرف دیکھتا ہے بلکہ وہ تمہارے دلوں کی طرف دیکھتا ہے۔“

گویا انسان کی اصلاح اس کے دل کی اصلاح کے ساتھ مربوط ہے۔ اور دل کی اصلاح کا تعلق شیخ کامل و مکمل کی صحبت سے ہے۔ صحبت شیخ کا انسان کی شخصیت طرزِ اخلاق، اعمال اور احوال پہ انتہائی گہرا اثر پڑتا ہے۔ اگر اچھے لوگوں کی بجائے فاسق و فاجر لوگوں کی صحبت اختیار کرے تو صحبت اختیار کرنے والے کی شخصیت پر ان فاسق و فاجر لوگوں کا اثر ہوگا۔ جبکہ شیخ کامل و مکمل اور عارف باللہ کی صحبت اختیار کرنے والا بلندیوں کے اعلیٰ و ارفع مقام سے سرفراز ہوگا۔ اور اس کا نفس جملہ عیوب اور اخلاقِ رذیلہ سے محفوظ رہے گا۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ اگر کسی آدمی کا کردار دیکھنا ہو تو اس کے دوستوں کو دیکھو۔ اسی طرح اگر کسی شیخ کے کامل ہونے کا اندازہ لگانا ہو تو اس کے مریدوں سے لگایا جاسکتا ہے۔

اذا كنت في قوم فصاحب خبارهم ولا تصعب الا ري لفردي مع الردي عن المرء لا تسئل و سل عن قرينة فكل قرين بالمقارن يقتدي۔

”جب تو کسی قوم میں ہو تو ان میں سے بہترین کی صحبت اختیار کر۔ گھٹیا اور خبیث لوگوں کا ساتھ اختیار نہ کر کیونکہ تو بھی ان کے ساتھ ہلاکت کا شکار ہو جائے گا۔ کسی انسان کے متعلق نہ پوچھ بلکہ اس کے دوست کے متعلق پوچھ کیونکہ ہر دوست اپنے دوست کی پیروی کرتا ہے۔“

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: المؤمن مرآة المؤمن (ایک مومن دوسرے مومن

کے لیے آئینہ ہے۔

اچھی صحبت کی اہمیت قرآن کریم میں یوں بیان کی گئی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ . (التوبہ۔ ۱۱۹)

”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور ہو جاؤ سچے لوگوں کے ساتھ۔“

صادقین سے مراد اہل ایمان، مومنین اور مخلصین ہیں۔

(۱)۔ عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ ﷺ مثل الجلیس الصالح و السوء

كحامل المسك و نافع الکبر فحافل المسك اما ان یحلیک و اما ان

تبتاع منه و اما ان تجد منه ریحاً طیبه و نافع الکبر اما ان یحرق ثيابک و اما

ان تجد منه ریحاً خبیثه . (بخاری۔ مسلم۔ مشکوٰۃ)

”حضرت ابو موسیٰ“ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اچھے اور برے دوست کی

مثال کستوری والے اور بھٹی والے کی طرح ہے۔ کستوری والا یا تو تمہیں عطر عطا کر دے گا یا تم

اس سے خرید لو گے یا اس سے اچھی خوشبو پاؤ گے۔ جبکہ بھٹی والا یا تو تمہارے کپڑے جلادے

گایا تم اس سے بدبو پاؤ گے۔“

(۲)۔ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ ای جلسنا خیر؟ قال من

ذکرکم اللہ رویتہ زاد فی عملکم منطقہ و ذکرکم فی الآخِرہ عملہ۔

”حضرت ابن عباس“ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے عرض کی گئی کہ کون سا دوست بہتر اور

افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا جس کا دیدار تمہیں اللہ کی یاد دلا دے۔ اور جس کی گفتار

تمہارے عمل میں زیادتی کا باعث ہو۔ اور جس کا عمل تمہیں آخرت کی یاد تازہ کر دے۔“

(۳)۔ عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ ﷺ الرجل علی دهن خلیله

marfat.com

Marfat.com

فلینظر احد کم من یخالف . (احمد۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ بیہقی)

”حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ پس تمہیں چاہیے کہ یہ دیکھو کہ وہ کس کے ساتھ دوستی قائم کر رہا ہے۔“

کتاب ہذا ”رہنمائے سالکان“ کی تیاری میں میرے فاضل عزیز اور مرید باصفا پروفیسر مشتاق احمد سیفی نے محنت شاقہ سے کام لیا ہے۔ اس میں ایسے موضوعات کو زیر بحث لایا گیا ہے جو متبذی سالک کے لیے انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔ ہر موضوع کو ممکنہ حد تک اجاگر کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے تاہم غیر ضروری طوالت سے بھی اجتناب کیا گیا ہے۔ مجھے قوی امید ہے کہ اس کے مطالعہ سے سالکین پر طریقت کی راہیں وا ہو جائیں گی۔ اور منزل کے حصول میں یہ کتاب بڑی مدد و معاون ثابت ہوگی۔

میری قلب کی گہرائیوں سے دعا ہے کہ رب ذوالجلال اس کتاب کے مصنف و مؤلف پروفیسر صاحب کو اجر عظیم عطا فرمائے اور اسے آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔
آمین۔

خاک راہ اہل قلوب

محمد عابد حسین سیفی

دارالعلوم جامعہ جیلانیہ، نادر آباد، نمبر ۱

بیدیاں روڈ، لاہور کینٹ۔

تقریظ

پیر طریقت عاشق رسول، میاں محمد سیفی حنفی ماتریدی

(زیب آستانہ عالیہ نقشبندیہ سیفیہ محمدیہ راوی ریان حسین ٹاؤن لاہور)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ . الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ . وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی
رَسُولِهِ الْكَرِیْمِ . اَمَّا بَعْدُ .

زیر نظر کتاب ”رہمائے سالکان“ میں عزیزم پروفیسر مشتاق احمد عابدی سیفی نے تصوف کے بنیادی مسائل، جن سے ایک مبتدی سالک کی آگاہی ضروری ہے، کو بڑے احسن طریقے سے بیان کیا ہے۔ اور سالکین کے علاوہ دیگر افراد جو شریعت و طریقت سے خاصا لگاؤ رکھتے ہیں، وہ بھی باسانی سمجھ کر اس کتاب سے پورا پورا فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ انسانی زندگی میں علم کا حصول نہایت ضروری امر ہے۔ اس کے بغیر انسان جاہل مطلق ہے۔ علم والے اور بے علم شخص کی مثال آنکھوں والے اور اندھے کی سی ہے۔ جس طرح یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے اسی طرح عالم اور جاہل کا برابر ہونا بھی ناممکن ہے۔ شیخ سعدیؒ نے فرمایا:

بے علم چون شمع باید گداخت کہ بے علم نتواں خدا را شناخت
یعنی ”علم کے حصول میں انسان کو سرتاپا شمع کے پگھلنے کی طرح کوشاں رہنا چاہیے کیونکہ علم کے بغیر اللہ تعالیٰ کی پہچان بھی ناممکن ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سورۃ مجادلہ میں ارشاد فرمایا: يَرْفَعُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ
وَالَّذِیْنَ اٰتَوْا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ .

”تم میں ایمان والوں کے اور ان بزرگوں کے جن کو علم عطا ہوا ہے اللہ تعالیٰ درجے بلند کر

marfat.com

Marfat.com

دے گا۔“

اس علم سے مراد ہر دو علم یعنی شریعت و طریقت ہیں۔ شریعت پر عمل پیرا ہو کر طریقت کی راہوں پر گامزن ہو جا سکتا ہے جبکہ حقیقت و معرفت اس کا پھل ہے۔ ہر علم کے حصول کے لیے کسی قابل و ماہر استاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ طریقت کی راہ پر چلنے کے لیے بھی رہبر کامل کی ضرورت لازمی ہے۔ جو انسان (مرید) کی مکمل رہنمائی کے ساتھ ساتھ اس کو راستے میں پیش آنے والے خطرات سے محفوظ رکھنے کی پوری کوشش کرتا ہے۔ اگر مرید شیخ کامل و مکمل کی رہنمائی اور ہدایت کی روشنی میں اپنے سفر پر رواں دواں رہتا ہے تو منزل کا حصول اس کے لیے آسان ہو جاتا ہے۔ جس طرح ایک مریض اگر اپنے معالج کے بتائے ہوئے پر ہیز کے ساتھ ساتھ اس کی ہدایت کے مطابق دوا کا صحیح استعمال کرتا ہے تو شفا جلد اور یقینی ہو جاتی ہے ورنہ صحت یابی کی بجائے الٹا مرض میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس کتاب میں اس امر پر بھی زور دیا گیا ہے کہ شیخ کامل و مکمل کی رہنمائی کے بغیر دنیا و آخرت کی بھلائی بہت مشکل ہے۔ علاوہ ازیں کتاب ہذا میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ مبارکہ کے معمولات تحریر کئے گئے ہیں اور ساتھ ہی باقی سلاسل یعنی سلسلہ عالیہ چشتیہ سلسلہ عالیہ قادریہ اور سلسلہ عالیہ مہروردیہ کے معمولات اور اسباق بھی شامل کر دیئے گئے ہیں۔ تاکہ ایک مرید تمام سلاسل کے معمولات سے بھی واقف ہو کر کمالات کے حصول کے لیے کوشاں رہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ پروفیسر صاحب کی اس سعی و کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور جزائے خیر دے۔ آمین۔

خاکِ راہِ اولیاء

مرید محترم حنفی ماتریدی۔ آستان عالیہ راوی ریان لاہور

marfat.com

Marfat.com

تقریظ

پیر طریقت رہبر شریعت، شیخ الحدیث، حضرت علامہ احمد الدین توگیروی سیفی

(علاقہ نواب صاحب رائے ونڈ روڈ، لاہور)

الحمد لله و كفى وسلام على عباده الذين اصطفى خصوصاً على سيدنا و
مولانا محمد المصطفى صلى الله عليه وآله وسلم وعلى آله و صحبه
البردة التقى والنقى. اما بعد.

شریعت مطہرہ کے تین پہلو ہیں۔ پہلا احکام (او امر و نواہی) کا علم، دوسرا ان پر عمل
اور تیسرا عمل میں اخلاص۔ جیسا کہ امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہم دفتر اول کے
مکتوب نمبر ۳۰ میں ارشاد فرماتے ہیں۔ ”شریعت کے تین اجزا ہیں۔ علم۔ عمل اور اخلاص۔ تو
طریقت اور حقیقت دونوں اس جزو اخلاص کو کمال تک پہنچانے میں شریعت کے خادم
ہیں۔ اصل بات یہی ہے۔ لیکن ہر شخص کا فہم و ادراک یہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔ اکثر مخلوق
خواب و خیال میں آرام کر رہی ہے۔ اخروٹ و ناریل پر اکتفاء کر چکی ہے۔ شریعت کے
کمالات کو کیا پہنچانے گی؟ طریقت و حقیقت کی ماہیت کو کیا پائے گی؟ اکثر لوگ شریعت کو
پوست اور حقیقت کو مغز خیال کرتے ہیں۔ یہ نہیں جانتے کہ اصل معاملہ کیا ہے؟“

اس سے پہلے والے مکتوب نمبر ۳۹ میں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
”کام کا دار و مدار دل پر ہے اگر دل حق تعالیٰ سے غیر کے ساتھ گرفتار ہے تو خراب اور اتر
ہے۔ صرف ظاہری اعمال اور رسمی عبادات سے کام مکمل نہیں بن سکتا۔ دل کو غیر حق تعالیٰ کی
طرف توجہ سے سالم اور محفوظ رکھنا اور اعمال صالحہ جو بدن سے تعلق رکھتے ہیں اور جن کے

کرنے کا شرعاً حکم ہے۔ دونوں درکار ہیں۔ اعمال صالحہ بدنیہ کی بجا آوری کے بغیر دل کی سلامتی کا دعویٰ باطل ہے جس طرح اس جہاں میں بدن کے بغیر روح متصور نہیں اسی طرح قلبی احوال کا حصول بھی بدنی اعمال صالحہ کے بغیر محال ہے۔“

گروہ صوفیہ کے سردار تصوف کے امام، حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ علمنا هذا مشید بالکتاب وسنة۔ (ہمارا علم (تصوف) کتاب وسنت سے آراستہ ہے)۔

امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ ”طریقت و حقیقت خادمان شریعت اند“۔ (طریقت اور حقیقت دونوں ہی شریعت کے خادم و تابع ہیں)۔ فقہ (احکام) ظاہر ہے تو تصوف اس کا باطن ہے۔“

تصوف کی دعوت اسلام کی دعوت ہے۔ اس کا فروغ اسلام کا فروغ ہے۔ تصوف اسلام کی معنوی قوت اور اس کی بقاء کا ضامن ہے۔ اسلام اگر حقیقت ہے تو تصوف اس کا عرفان۔ اسلام اگر تمدن ہے تو تصوف اس کا جوہر ہے۔ اسلام اگر شریعت ہے تو تصوف اس کی روح۔ تصوف اپنی حقیقت کے لحاظ سے خدا تک پہنچنے کا راستہ ہے۔ یہ تزکیہ نفس اور تعمیر سیرت کا خدائی نظام ہے یہ روح انسانی کی شناخت اور فطرت صحیحہ کی بازیافت ہے۔ یہ صحت فکر اور حسن عمل کا آفاقی معیار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تصوف عقائد اخلاق اعمال اور شریعت کے دیگر تمام اجزاء میں خون کی طرح گردش کر رہا ہے۔ بڑے بڑے کبار محدثین اور فقہاء صوفیائے کرام کے سامنے سر جھکائے نظر آتے ہیں۔ اسی بناء پر امام شافعی علیہ الرحمۃ یہ اعلان کرتے نظر آتے ہیں۔ یحتاج الفقیہ الی معرفة اصلاح الصوفیة عن العلم مالم یکن عبده (فقیہ اور صاحب علم ظاہر کو علم صوفیہ کی اشد ضرورت ہے تاکہ اس کا نقص دور ہو

(کے)۔

دوسری جانب حضرت داتا علی ہجویریؒ، غوث الاعظم محی الدین جیلانیؒ، شیخ بہاؤ الدین شاہ نقشبندؒ، خواجہ معین الدین اجمیریؒ، قطب الدین بختیار کاکئیؒ، شیخ الصوفیہ مجدد الف ثانی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جیسے سرخیل گروہ صوفیہ، کسی نہ کسی امام و مجتہد کی تقلید کرتے نظر آتے ہیں۔

اسی سبب سے ”رہنمائے سالکان“ کے مرتب نے فقہی مسائل میں سے نماز، عمامہ، اسباب فی الازارہ وغیرہ اور طریقت میں سے سلاسل اربعہ کے اسباق، مراقبات، ضرورت، شیخ، آداب، شیخ، فضیلت، ذکر وغیرہم بیان کیے ہیں۔ کتاب مذکورہ کا انداز تحریر پرکشش اور عبارت سلیس ہے اور متبذی سالکین کے معیار کو ملحوظ رکھتے ہوئے عام فہم انداز اختیار کیا گیا ہے تاکہ کم فہم سالک بھی مستفید ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ مرتب کتاب پروفیسر مشتاق احمد عابدی سیفی کو جزائے خیر دے۔ دنیا و آخرت میں کامرانی و کامیابی سے ہمکنار کرے۔ اس کتاب سے عام مومنین، بالخصوص سالکین کو تادیر استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔

وما تو فیقی الا باللہ العزیز المتین.

حررہ احمد الہ انوار کیروی سیفی

تقریظ

پیر طریقت رہبر شریعت صوفی گلزار احمد سیفی

(زیب آستانہ عالیہ سیفیہ بابا فرید کالونی، چونگی امر سدھو، لاہور)

زیر نظر کتاب ”رہنمائے سالکان“ جو مبتدی سالکین کے لیے انتہائی مفید ہے پروفیسر مشتاق احمد عابدی سیفی دامت برکاتہ العالیہ نے بڑی عرق ریزی سے تالیف کی ہے۔ سالک کو ابتدائی طور پر جن امور سے واسطہ پڑتا ہے اور جن مسائل کی اسے تلاش ہوتی ہے بڑے احسن طریقے سے ان سب کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور کوئی ایسا مسئلہ ذکر نہیں کیا گیا جس کا ثبوت قرآن و حدیث سے نہ ملتا ہو اور بزرگان دین کے عمل سے ثابت نہ ہو۔ قرآن مجید میں واضح طور پر ارشاد ہے کہ جنوں اور انسانوں کو فقط عبادت کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ ہر عبد اپنے جس عمل سے معبود حقیقی کا قرب حاصل کرنے کی سعی کرتا ہے اسی کا نام عبادت ہے۔ عبادت کے احکامات خداوند قدوس نے اپنے پاک کلام میں ارشاد فرمائے اور امام الانبیاء سرکار کون و مکان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ان احکامات پر نہ صرف خود عمل کیا بلکہ پوری انسانیت کے لیے بہترین نمونہ کی شکل میں پیش کیا۔ ہم انسانوں کا یہ فرض بنتا ہے کہ رسول کریم فخر موجودات ﷺ کے اس اسوہ حسنہ (طرز عبادت) پر حتی الامکان عمل پیرا ہو کر جہاں خالق کائنات کی خوشنودی حاصل کریں وہاں رحمت العالمین نبی کریم ﷺ کی سنتوں پر عمل کر کے نہ صرف اپنی دنیا و آخرت سنواریں بلکہ سرکارِ دو عالم ﷺ سے محبت کا ثبوت دیں۔ عشق رسول (ﷺ) ہی حیات مستعار کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ یہ نعمت وہ پارس ہے جو فانی حیات کو دائمی حیات میں بدل دیتی ہے (مولا کریم، ہم سب کو اس نعمت سے

مالا مال کرے)۔

فاضل مولف نے اس کتاب میں جن موضوعات کو شامل کیا ہے ان سے یاد الہی اور عشق رسول (ﷺ) کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے۔ انداز تحریر ایسا سادہ اور پر لطف ہے کہ ہر شخص اپنے دامن میں عبادت کے پھول سمیٹ کر دل و دماغ کو معطر کر سکتا ہے۔ جب انسان صحیح معنوں میں عبدیت کا رتبہ حاصل کر لے تو اسے معبودِ حقیقی کی رضا حاصل ہو جاتی ہے۔

خداوندِ قدوس سے دعا ہے کہ وہ پروفیسر صاحب کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکِ راہِ اتقیاء

صوفی گلزار احمد سیفی

تقریظ

پیر طریقت رہبر شریعت صوفی محمد منشاء عابدی سیفی

(شاہ پور ملتان روڈ لاہور۔ حال متیم چک نمبر 17/1.R ضلع اوکاڑہ)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم . اما بعد .

عرصہ سے ایک ایسی کتاب کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی جو مبتدی سالکین کی نفسی کو مٹا سکے۔ جب کوئی سالک راہ سلوک پر گامزن ہوتا ہے تو اسے کچھ ایسے مسائل کی کشمکش گھاٹیوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ جو اس کی دسترس سے باہر ہوتی ہیں۔ نیز طریقت کی وادیاں اس کے لیے اجنبی ہوتی ہیں۔ ایسے تمام امور سے کما حقہ عہدہ برآء ہونے کے لیے میرے برادر محترم پروفیسر حاجی میاں مشتاق احمد عابدی سیفی نے بڑی جانفشانی سے کام لے کر اس کتاب ”رہنمائے سالکان“ کو تالیف کیا جو مبتدی سالک کی بھرپور رہنمائی کرتی ہے اور راستے کے مشکل مرحلے باسانی طے ہو جاتے ہیں۔ کتاب کا انداز بڑا سلیس رکھا ہے یعنی ترتیب وار ایک ایک سیرمی چڑھتے ہوئے سالک منزل مقصود کی جانب رواں دواں ہوتا ہے۔ زبان ایسی سادہ اور دلنشین ہے کہ کم تعلیم یافتہ فرد بھی پوری طرح مستفید و مستفیض ہو سکتا ہے۔ مجھے کامل یقین ہے کہ اگر غیر سالک بھی خلوص دل سے اس کتاب کا مطالعہ کرے تو اس کے دل میں بھی رب ذوالجلال اور نبی رحمت دو جہاں ﷺ کی محبت کی شمع ضرور روشن ہوگی۔ اور کتاب کا اصل مقصود بھی یہی ہے۔ ہر مبتدی سالک کے پاس اس کتاب کا ہونا ضروری ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کتاب کے مولف کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

خاک راہ اصفیاء

صوفی محمد منشاء عابدی سیفی

marfat.com

Marfat.com

حمدِ ربِّ کریم

اے وہ کہ ذاتِ بے نشاں، وجود ہے یکتا تیرا
 ہر منزل شہود پر آئے نظر جلوہ تیرا
 گلزار ہوں کہ خار ہوں، صحرا ہوں، کہسار ہوں
 ہر شے میں تیری قدر تیں، ہر چیز میں پر دا تیرا
 تو مالکِ کل کائنات تو صاحبِ امر کن ہے
 کس کی بھلا مجال ہے کہ مانے نہ کہتا تیرا
 عبادتوں کے لائق تو، مسجود تیری ذات ہے
 مختارِ کل بس تو ہی تو، ہے ہر کوئی منگتا تیرا
 ہے تو ہی خیر الزا زقیں ہر شے تیری محتاج ہے
 ہے کل جہاں سے تو غنی، اور بے غرض زجتا تیرا
 اس قدر تیری نعمتیں عاجز ہوئے حساب بھی
 ہے منگ میری یہ زباں کیا شکر کرے ادا تیرا
 مشتاق جیسے عاصیوں کی ہے ذعا میرے خدا
 بخشش کے طلبگار ہیں رحمت کا در ہو وا تیرا

(پروفیسر مشتاق احمد عابدی سیفی)

نعت رسول کریم

(پروفیسر مشتاق احمد عابدی سیلی)

تخلیق حق تعالیٰ کے گوہر میرے حضور ﷺ
 ہیں جملہ مخلوقات کے سرور میرے حضور ﷺ
 وہ حقیقت الحقائق ہیں اور نورِ اولیں
 انساں کے کامل ہونے کا مظہر میرے حضور ﷺ
 ٹھہرے وہ پیشوائی کے لائق اسی لئے
 سب انبیاء سے افضل و برتر میرے حضور ﷺ
 جو دائرۂ اتباع میں آیا ، سنور گیا
 انسانیت کی راہ کے رہبر میرے حضور ﷺ
 اس بارگاہ سے کوئی بھی محروم نہ رہا
 ہود و سخا و عطا کے پیکر میرے حضور ﷺ
 یہ مہر و ماہ اور انجم تاباں ہیں خوش چہیں
 دلوں جہاں میں سب سے ہیں انور میرے حضور ﷺ
 سیاست ، معاشرت ہو ، عدالت ہو ، بندگی
 ہر پہلوئے حیات کے شہپر میرے حضور ﷺ
 ہر حسن با کمال پہ ٹھہرے نہ یہ نظر
 ہر حسن با کمال سے بڑھ کر میرے حضور ﷺ
 مشتاق درد مند ہے ، بے کس ہے ، بے نوا
 فریاد لے کے آیا ہے در پر میرے حضور ﷺ

توبہ و استغفار

توبہ کا لفظ ”توب“ سے ماخوذ ہے۔ اس کے لغوی معنی ہیں ”لوٹ آنا“ مگر شرعی اصطلاح میں توبہ سے مراد یہ ہے کہ ”انسان گناہ کو گناہ سمجھ کر اُسے چھوڑ دے۔ مگر اس کے ساتھ یہ بھی لازم ہے کہ نہ صرف گناہوں سے باز آ جائے بلکہ اپنے کیے پر سخت شرمندہ بھی ہو اور دوبارہ کبھی گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ بھی کرے“۔ انسان اگر ندامت و شرمندگی کا احساس نہیں کرتا اور آئندہ کے لیے بھی باز نہیں رہتا، تو پھر وہ توبہ نہیں ہوگی۔

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

فَتُوبُوا إِلَىٰ بَارِئِكُمْ۔ (البقرہ-۵۴)۔ (پس تم اپنے خالق کے حضور توبہ کرو۔)

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا۔ (التحریم-۸)

(اے ایمان والو! تم اللہ کے آگے سچی توبہ کرو۔)

بیہٹی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔

عن النعمان بن بشير رضى الله عنه عن عمر بن خطاب رضى الله عنه
سئل عن التوبه النصح قال ان يتوب الرجل من العمل السنى ثم لا يعود
اليه ابدا۔

(حضرت نعمان سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ توبہ
النصح کیا ہے؟ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ انسان بُرے کاموں سے توبہ کرے اور پھر دوبارہ
ان کے پاس کبھی نہ جائے۔)

مدارج السالکین، ص ۳۰۹ میں تحریر ہے:

marfat.com

Marfat.com

قال الحسن البصرى رضى الله تعالى عنه هي ان يكون العبد نادما على ماضى مجمعا على ان لا يعود فيه.

(حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ توبہ التصوح سے مراد یہ ہے کہ بندہ اپنے پہلے گناہوں پر پشیمان ہو اور پختہ ارادہ کر لے کہ وہ دوبارہ گناہ نہیں کرے گا۔)

اس سے ثابت ہوا کہ خالص اور سچی توبہ یہ ہے کہ انسان نہ صرف ہر ممکن گناہوں سے پرہیز کرے بلکہ اس کا اثر اس کے اعمال سے بھی ظاہر ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بندہ توبہ کے بعد گناہ کی طرف بالکل نہ لوٹے جیسے کہ تھن سے نکلا دودھ واپس نہیں جاتا۔ اہل سنت کے نزدیک تمام گناہوں سے توبہ کرنا واجب اور ضروری ہے۔ خواہ وہ گناہ صغیرہ ہو یا کبیرہ۔ اگر کوئی شخص بعض گناہوں سے توبہ کرتا ہے اور بعض سے نہیں تو ان بعض گناہوں سے اس کی توبہ قبول ہوگی اور جن سے توبہ نہیں کی وہ اس کے ذمے باقی رہیں گے۔ لہذا چاہیے کہ ان تمام باقی ماندہ گناہوں سے بھی توبہ کرے۔

توبہ و استغفار میں فرق

اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں ارشاد فرمایا ہے۔

وَأَنِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا يُمَتِّعْكُمْ مَتَاعًا حَسَنًا۔ (حود۔ ۳۲)

(اور یہ کہ اپنے رب سے معافی مانگو پھر توبہ کرو۔ وہ تمہیں اچھا انعام دے گا۔)

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے پہلے استغفار کا حکم فرمایا اور پھر توبہ کا۔ استغفار کا

معنی ”معافی مانگنا“ اور توبہ کا معنی ”گناہ سے باز آنا“ ہے۔ اگرچہ کبھی استغفار سے بھی مراد توبہ لی جاتی ہے۔ لیکن استغفار (معافی مانگنا) توبہ کا نام نہیں ہے۔

روح البیان جلد اول صفحہ نمبر ۹۱ میں تحریر کیا گیا ہے۔

الاستغفار لا يكون توبه بالا جماع مالم يقل معه تبت واسات ولا اعود اليه

marfat.com

Marfat.com

ابدا فاغفر لی یارب. (استغفار تو بہ نہیں ہے بہ اجماع و اتفاق۔ جب تک کہ بندہ یوں نہ کہے میں نے توبہ کی اور میں نے برا کیا اور برائی کی طرف لوٹ کر نہیں جاؤں گا۔ پس اے رب! مجھے بخش دے۔)

بندے کی توبہ پر اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔

■ عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ اشد فرحاً بتوبة عبده حين يتوب اليه احدكم كان على راحله بارض فلاه فانفلتت منه و عليها طعامه و شرابه فانيس منها فاتي شجرة فاضطجع في ظلها قد انيس من راحلته فبينما هو كذلك اذ هو بها قائمه عنده فاخذ بخطامها ثم قال من شدة الفرح اللهم انت عبدی وانا ربك اخطأ من شدة الفرح. (مسلم۔ ج ۳۔ ص ۳۵۵)

(حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی بندہ اللہ سے توبہ کرتا ہے تو وہ اپنے بندہ کی توبہ سے خوش ہوتا ہے۔ اس قدر خوش اتنا خوش کہ تم میں سے وہ شخص بھی نہ ہوگا جو اپنی سواری پر ایک چھیل میدان میں جا رہا ہو پھر وہ سواری گم ہوگئی اور اس پر اس کا کھانا اور پانی بھی ہو اور وہ (کافی تلاش کے بعد) ناامید ہو کر ایک درخت کے پاس آ کر اس کے سایہ میں لیٹ گیا ہو۔ پس وہ اسی غمزہ حالت میں پڑا ہو کہ اچانک اس کی سواری اس کے پاس آکھڑی ہو اس نے اس کی رسی پکڑ لی ہو اور خوشی کی زیادتی کے سبب اس کے منہ سے یہ غلا القاطنکل گئے ہوں اے اللہ! تو میرا بندہ میں تیرا رب ہوں۔)

■ عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ الفرح بتوبة عبده من العقيم الوالد و من الضال الواجد و

من الظمان الوارد۔ (جامع صغیر۔ ج ۲۔ ص ۱۳۱)

marfat.com

Marfat.com

(حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی توبہ سے اس سے بڑھ کر خوش ہوتا ہے جتنا کہ اولاد سے ناامید باپ کو بچے کے پیدا ہونے پر گمشدہ چیز کے مالک کو اس کے دوبارہ ملنے پر اور نہایت ہی پیاسے کو پانی پر آکھڑے ہونے سے ہوتی ہے۔)

توبہ کا ثواب اور فضیلت

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

۱- **الْأَمْثَلُ تَابًا وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا.** (الفرقان۔ ۶۹)

(مگر جنہوں نے توبہ کی اور ایمان لائے اور نیک عمل کئے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ تعالیٰ بہت ہی بخشنے والا مہربان ہے۔)

۲- **الْأَمْثَلُ تَابًا وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يظَنُّونَ شَيْئًا.** (مریم: ۶۰)

(مگر جنہوں نے توبہ کی اور ایمان لے آئے اور نیک کام کئے سو یہ لوگ جنت میں جائیں گے اور ان کا ذرا نقصان نہ کیا جائے گا۔)

۳- **عن ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یسط یدہ بالیل لیتوب مسنی النہار ویسط یدہ بالنہار لیتوب مسنی الیل حتی تطلع الشمس من مغربہا۔** (صحیح مسلم)

(حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ رات کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ دن کا گنہگار توبہ کر لے اور دن کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے کہ رات کا گنہگار توبہ کرے (یہ سلسلہ جاری رہے گا) حتیٰ کہ سورج مغرب سے طلوع کرے (یعنی

قیامت آجائے)۔

■ **فمن تاب الى الله توبه نصر حانسی الله حافظیه و جوارحه و بقاع الارض کلها خطایا و ذنوبه۔** (جامع صغیر۔ ج ۲۔ ص ۱۲۱)

(پس جس نے اللہ کی طرف پکی توبہ کی اللہ تعالیٰ اس کے محافظ فرشتوں کو اور اس کے جسم کے اعضاء کو اور زمین کی تمام جگہوں کو اس کے گناہ بھلا دیتا ہے۔)

■ **عن ابی امامہ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قال ان صاحب الشمال لیرفع القلم ست ساعۃ عن العبد المسلم المنحطی او المسنی فان ندم واستغفر منها ابقاها و الا کتبت واحده۔** (رواہ طبرانی۔ مجمع الزوائد)

(حضرت امامہ سے روایت ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: کہ بائیں طرف والا فرشتہ (جو برائیاں لکھتا ہے) خطا کار گنہگار مسلمان بندے سے چھ گھڑیوں تک لکھنے سے قلم کو اٹھا لیتا ہے پھر اگر وہ شرمندہ ہوا اور اس نے استغفار کر لیا تو وہ قلم رکھ دیتا ہے ورنہ ایک گناہ لکھ لیتا ہے۔)

■ **عن ابی سعید رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قال الندم توبه والتائب من الذنب کمن لا ذنب له۔** (رواہ طبرانی۔ مجمع الزوائد)

(حضرت ابو سعید سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ: (گناہ پر) پشیمان ہونا توبہ ہے اور گناہ کی توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ اس نے گناہ نہیں کیا۔)

■ **عن ابی عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لثم الاستغفار جعل اللہ له من کل ضیق مخرجاً و من کل هم فرجاً و رزقاً من حیث لا یحسب۔** (سنن ابن ماجہ۔ ص ۶۷۱)

marfat.com

(حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص استغفار کو اپنے اوپر لازم کر لے تو اللہ تعالیٰ ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ اس کے لیے نکال دیتا ہے اور ہر رنج و غم سے اس کو نجات دیتا ہے اور ایسی جگہ سے رزق بہم پہنچاتا ہے جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔)

توبہ کی شرطیں

صحیح اور سچی توبہ کی شرائط یہ ہیں:

- ۱۔ اوامر و نواہی کی خلاف ورزی پر پشیمان ہونا۔
- ۲۔ ہر حالت اور ہر گھڑی میں گناہوں کو ترک کرنا۔
- ۳۔ سابقہ گناہوں کی طرف رجوع نہ کرنا۔

توبہ کرنے والے کی شناخت

سچی توبہ کرنے والے کی پہچان یہ ہے کہ وہ:

- ۱۔ اپنی زبان کو قابو میں رکھے۔
- ۲۔ کسی کے لئے اپنے دل میں حسد نہ رکھے۔
- ۳۔ بُرے آدمیوں سے دُور رہے۔
- ۴۔ ہر وقت موت کے لئے تیار رہے۔

توبہ قبول ہونے کی پہچان

جب توبہ کرنے والا۔۔۔۔۔ (۱) فاسق اور گنہگار لوگوں سے بالکل جُدا ہو جائے۔
 (۲) ہر صغیرہ اور کبیرہ گناہ سے باز رہے اور عبادتوں کی طرف راغب رہے۔ (۳) دُنیا کی خوشی اُس کے دل سے دُور ہو جائے اور آخرت کا غم و فکر اُسے لاحق رہے۔ (۴) تلاشِ رزق اور فکرِ معاش سے اُس کا دل فارغ ہو جائے۔۔۔۔۔ توجان لو کہ اُس کی توبہ قبول ہو گئی۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ توبہ کے چار ستون ہیں۔

- ۱۔ زبان سے استغفار پڑھنا۔
- ۲۔ دل میں (گناہ پر) پشیمان ہونا۔
- ۳۔ اعضاء و اعضاء ہوں سے پچائے رکھنا۔
- ۴۔ دل میں یہ نیت رکھنا کہ آئندہ ایسا گناہ نہیں کروں گا۔

توبہ و استغفار کے اوقات

صحیح بخاری شریف میں ہے:

عَنْ أَبِي عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوْبُوا
إِلَى اللَّهِ فَإِنِّي التَّوْبُ إِلَيْهِ كُلُّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ۔

(حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور پر نور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے حضور
توبہ کرو اس لیے کہ میں ہر روز دن میں سو بار توبہ کرتا ہوں۔)

اس سے معلوم ہوا کہ استغفار و توبہ کسی وقت بھی کی جاسکتی ہے، اہل توبہ کی کا وقت
نہی کی قیود کے لیے انتہائی موزوں ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔

وَالْمُتَّخِرِينَ بِالْأَسْحَارِ۔ (سورۃ آل عمران - آیت ۷۷)

(اور جو نیکو ہونے والے پہلی رات میں۔)

وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ۔ (الذریٰہ - آیت ۱۹)

(ایمان والوں کے وقت معافی مانگتے ہیں۔)

صحیح بخاری جلد اول میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
يَسْرُورٌ رَبَّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلُّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَنْفِثُ الرِّيحُ

marfat.com

الآخر يقول من يدعوني فاستجب له من يستأني فاعطيه من يستغفري فاغفر له۔

(حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہمارا پروردگار ہر رات کو آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے حتیٰ کہ پھلی تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو فرماتا ہے کوئی ہے جو مجھ سے دعا کرے میں اس کی دعا قبول کروں۔ کوئی ہے جو مجھ سے مانگے میں اسے دوں۔ کوئی ہے جو مجھ سے (اپنے گناہوں کی) بخشش طلب کرے، میں اسے بخش دوں۔) درمنثور جلد دوم میں ہے۔

عن انس بن مالك رضى الله عنه قال امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان نستغفر بالا سحار سبعين استغفار۔

(حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ہمیں حضور اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ سحری کے وقت ستر دفعہ استغفار کی دعا کیا کریں۔)

علاوہ ازیں ان اوقات میں بھی استغفار کی جا سکتی ہے۔

- ۱۔ نماز پڑھنے کے بعد۔
- ۲۔ گناہ واقع ہو جانے کے بعد۔
- ۳۔ مجلس برخواست ہونے کے بعد۔
- ۴۔ وضو کرتے وقت۔
- ۵۔ وضو کرنے کے بعد۔
- ۶۔ سوتے وقت۔
- ۷۔ مسجد میں داخل ہونے کے بعد۔
- ۸۔ مسجد سے نکلنے کے وقت۔
- ۹۔ قعدہ میں التحیات کے بعد۔
- ۱۰۔ موت کے وقت۔
- ۱۱۔ نماز جنازہ میں۔
- ۱۲۔ میت کو دفن کرنے کے وقت۔
- ۱۳۔ حاجی کی ملاقات کے وقت۔
- ۱۴۔ سورج اور چاند کو گرہن کے وقت۔
- ۱۵۔ زلز لے کے وقت۔
- ۱۶۔ غم اور تنگی کے وقت وغیرہ۔

توبہ کب ختم ہوگی

صحیح مسلم، جلد دوم میں ہے۔

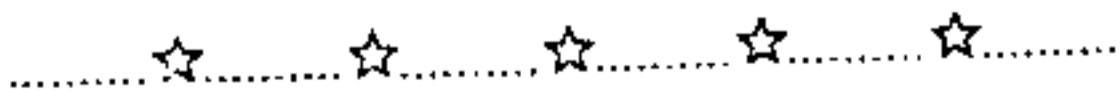
عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تاب قبل ان تطلع الشمس من مغربها تاب اللہ علیہ۔

(حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص آفتاب کے مغرب سے نکلنے (یعنی قیامت) سے پہلے توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔) سنن ابن ماجہ صفحہ نمبر ۲۹۵ میں تحریر ہے۔

عن صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ جعل بالمغرب بابا عرضہ مسیرہ سبعین عاما للتوبہ لا یفلق مالہ تطلع الشمس من قبلہ۔

(حضرت صفوان بن عسالؓ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مغرب کی جانب توبہ کا ایک دروازہ بنایا ہے جس کا عرض ستر برس کی مسافت ہے اور یہ دروازہ اس وقت تک بند نہ ہوگا جب تک کہ سورج مغرب سے نہ نکلے (یعنی قیامت نہ آئے)۔)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے۔ انسان جس قدر جلد توبہ کی سعادت حاصل کر لے، اسی قدر اس کے لیے زیادہ مفید ہے۔



طہارت

دین اسلام کی بنیاد طہارت پر ہے۔ طہارت کا مفہوم ہے بدن، رُوح، قالب اور قلب کو ظاہری گندگیوں اور باطنی آلائشوں سے پاک و صاف کرنا۔ اسی لیے اسلام میں طہارت و پاکیزگی پر بہت زور دیا گیا ہے۔

فرمان خداوندی ہے:-

وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهَّرِينَ۔ (التوبہ۔ آیت، ۱۰۸)

(اور اللہ پاک و صاف لوگوں سے محبت کرتا ہے۔)

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلَكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ۔

(سورہ المائدہ۔ آیت، ۶)

(اللہ تعالیٰ تم پر تنگی نہیں چاہتا البتہ تم کو پاکیزہ بنانا چاہتا ہے۔)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔

الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ۔ (طہارت ایمان کا حصہ ہے۔)

الَّذِينَ هُوَ النَّظَافَةُ۔ (دین اسلام سراسر طہارت اور پاکیزگی کا نام ہے۔)

عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلَاةُ وَ مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ۔

(حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ جنت کی چابی نماز

ہے اور نماز کی چابی طہارت ہے۔)

ایک اور حدیث میں ہے کہ ہمیشہ پاک و صاف رہا کرو، رزق میں برکت ہوگی۔

marfat.com

Marfat.com

طہارت کی چار اقسام۔

- ۱۔ ظاہری بدن کو خدث (بے وضو ہونا) اور ہر قسم کی نجاست و فضلات وغیرہ سے پاک کرنا۔
- ۲۔ اعضاء بدن کو تمام صغیرہ و کبیرہ گناہوں اور خطاؤں سے پاک کرنا۔
- ۳۔ دل کو ہر قسم کے بڑے اخلاق (مثلاً تکبر، حسد، ریاکاری، کینہ وغیرہ) اور ناپسندیدہ خصائل سے پاک کرنا۔
- ۴۔ اپنے باطن کو ماسواہ اللہ سے پاک کرنا۔

ظاہری طہارت دراصل باطنی طہارت کا ایک ذریعہ ہے۔ جب انسان شریعت کے احکام پر عمل پیرا ہونے کے لیے اپنے بدن اور اعضاء کو ظاہری طہارت کا پابند بناتا ہے تو یہی طہارت آہستہ آہستہ اس کے قلب و روح پر اثر ڈال کر اسے بھی پاکیزہ بنا دیتی ہے۔ ظاہری طہارت کے لیے جس طرح پانی کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح ندامت اور توبہ کے آنسوؤں سے باطنی طہارت حاصل ہو جاتی ہے۔ انسان جب ظاہری و باطنی آلائشوں سے پاک ہو کر عبادت کرتا ہے تو اس کے دل میں عبادت کے نور سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور یاد جاگزیں ہو جاتی ہے۔ پھر اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ یاد نہیں رہتا۔ اس کا ہر کام اسی کی رضا کے لیے ہوتا ہے۔ وہ جس قدر اللہ تعالیٰ سے زیادہ محبت کرتا ہے، اس کا عکس اس کے قول و فعل میں نظر آتا ہے۔ طہارت و پاکیزگی پر قائم و دائم رہنے سے انسان اس قابل ہو جاتا ہے کہ اس کی روح کو ملکوتی کمالات حاصل ہو جائیں جبکہ نجاست و ناپاکی میں غرق رہنے والا شخص شیطان کا ساتھی ہوتا ہے۔ جو ہمیشہ ظلمت و تاریکی کی غاروں میں گم ہو جاتا ہے۔

استنجا کرنا اور اس سے متعلق دیگر امور:

شریعت مطہرہ ہمیں طہارت پر گامزن رکھنے کے لیے استنجا تک کے طریقے

marfat.com

Marfat.com

بتلاتی ہے۔

۱۔ بیت الخلاء میں جانے سے قبل یہ دعا پڑھیں جو کہ احادیث میں ثابت ہے۔

اللَّهُمَّ اغْوِذْ بَكَ مِنَ الْغُبَاتِ وَالْغَبَائِثِ - (اے اللہ! تحقیق میں تیرے ساتھ پناہ مانگتا ہوں نر خبیثوں اور مادہ خبیثوں سے)۔

۲۔ بیت الخلاء سے باہر نکلنے وقت یہ دعا پڑھیں۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنِّي الْأَذَى وَعَافَانِي - (حمد کے لائق ہے اللہ جس نے دور کیا دکھ مجھ سے اور آرام بخشا مجھے)۔

۳۔ بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت پہلے بائیں پاؤں اندر رکھیں پھر دایاں جبکہ باہر نکلنے وقت اس کے برعکس پہلے دایاں پاؤں باہر رکھیں پھر بائیں۔

۴۔ بیت الخلاء میں ننگے سر جانا مکروہ ہے۔

۵۔ ہمیشہ بیٹھ کر بول و براز کریں۔ اور اس انداز سے بیٹھیں کہ وزن بائیں پاؤں پر ہو۔ البتہ اگر کسی انتہائی مجبوری یا عذر کی وجہ سے نہ بیٹھ سکیں تو پھر لیٹ کر یا کھڑے ہو کر کرنے کی اجازت ہے۔

۶۔ بیت الخلاء میں کسی قسم کا کام نہ کریں۔

۷۔ پیشاب کے لیے نرم جگہ پر بیٹھیں یا ایسی جگہ پر بیٹھیں کہ چھینٹے آپ کے جسم یا کپڑوں پر نہ پڑیں۔

۸۔ سورج یا چاند کی طرف منہ کر کے، سایہ دار پھلدار درخت کے نیچے، کسی سوراخ میں، راستہ، قبرستان، کنوئیں یا حوض میں، چشمہ کے کنارے، مسجد یا عید گاہ کے پہلو میں (جس جگہ بے پردگی ہوتی ہو) پیشاب یا پاخانہ نہیں کرنا چاہیے۔

۹۔ جس جگہ وضو یا غسل کیا جاتا ہو وہاں پیشاب کرنا مکروہ ہے۔

۱۰۔ بول و براز کے وقت کعبہ شریف کی طرف نہ تو رخ ہو اور نہ پیٹھ۔

۱۱۔ استنجاء بائیں ہاتھ سے کریں۔

۱۲۔ شرم گاہ کو دائیں ہاتھ سے نہ چھوئیں۔ اگر بول و براز ایک ساتھ ہوں تو پہلے پیشاب کے مقام کو اور پھر پاخانہ کے مقام کو ڈھیلے سے خشک اور صاف کریں۔ اگر صرف پانی سے بھی طہارت کر لی جائے تو بھی جائز ہے۔

وضو کرنا:

وضو کا شرعی معنی یہ ہے کہ انسان اپنے چار مخصوص اعضاء کو مخصوص طریقہ سے پانی سے دھوئے۔

قرآن کریم میں حکم باری تعالیٰ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ۔ (المائدہ۔ آیت ۶)

(اے ایمان والو! جب تم نماز پڑھنے کی تیاری کرو تو اپنے منہ دھوؤ اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھوؤ اور سروں کا مسح کرو اور ٹخنوں تک پاؤں دھوؤ۔)

یہ چاروں اعضاء پورے جسم کے قائم مقام ہیں، لہذا ان کا دھونا گویا پورے جسم کا دھونا ہے۔

طہارت میں استنجاء کے بعد وضو کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ نبی کریم ﷺ کے احکام اور سنت کے مطابق اگر اچھی طرح وضو کیا جائے تو اس سے نہ صرف جسمانی اعضاء کی میل کچیل دور ہو جاتی ہے بلکہ اس کی باطنی نجاست بھی دھل جاتی ہے۔

وضو کی اہمیت کے بارے میں چند احادیث درج کی جاتی ہیں:-

۱۔ عن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من توضأ فأحسن الوضوء خرجت خطایاہ من جسده حتی تخرج من تحت

اظفارہ۔ (بخاری۔ مسلم)

(حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول پاک ﷺ نے جس نے وضو کیا اور خوب اچھی طرح وضو کیا تو اس کے جسم سے تمام گناہ نکل جائیں گے۔ یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی۔)

۲۔ عن ابی امامہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان العبد اذا غسل یدیه خرجت خطایا. من یدیه و اذا غسل وجہہ و تمضمض و تشوَّص و اتنشق و مسح راسہ خرجت خطایا سمعہ و بصرہ و لسانہ و اذا غسل ذراعیه و قدمیه کان کیوم و لدہ امہ۔ (طبرانی)

(حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ بندہ اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں کے گناہ ساقط ہو جاتے ہیں اور کلی کرتا ہے اور منہ کو اچھی طرح صاف کرتا ہے اور ناک صاف کرتا ہے اور سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے کان، آنکھ اور زبان کے گناہ مٹ جاتے ہیں اور اپنی کلائیاں اور پاؤں دھوتا ہے تو ایسے ہو جاتا ہے جیسے آج اس کی ماں نے جنا ہو۔)

۳۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں ایسی چیز نہ بتا دوں جس کے سبب اللہ تعالیٰ خطائیں محو کر دے اور درجات بلند کرے۔ عرض کی: ہاں یا رسول اللہ ﷺ فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس وقت وضو ناگوار ہوتا ہے اس وقت وضو کامل کرنا اور مسجدوں کی طرف قدموں کی کثرت اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار۔)

۴۔ صحیح مسلم میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو کوئی وضو کرے اور کامل وضو کرے پھر آسمان کی طرف منہ کر کے کہے

”اشھدان لا الہ الا اللہ و وحدہ لا شریک لہ و اشھدان مُحَمَّدًا عَبْدُہ و رَسُوْلُہ“
اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ جس دروازے سے چاہے،
داخل ہو جائے۔

۱۰۔ طہرائی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اگر یہ
بات نہ ہوتی کہ میری امت پر شاق ہوگا تو میں ان پر وضو کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا۔

۱۱۔ مشکوٰۃ شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ مطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ دس
چیزیں فطرت سے ہیں (یعنی ان کا حکم ہر شریعت میں تھا)۔ مونچھیں کترانا، داڑھی بڑھانا،
مسواک کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، ناخن تراشنا، انگلیوں کی چنتیں دھونا، بغل کے بال دور کرنا،
زیر ناف بال دور کرنا، استنجا کرنا اور کلی کرنا۔

اسی سلسلے میں حضرت سیدنا علیؑ جویری المعروف داماد سنج بخش کا فرمان بھی ہمارے
لیے رہنمائی کا مینارہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

”طہارت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ظاہری اور دوسری باطنی۔ جس طرح بدن کی
پاکیزگی اگر نہ ہو تو نماز درست نہیں ہوتی۔ اسی طرح اگر دل کی پاکیزگی نہ ہو تو معرفت
درست نہیں ہوتی۔ طہارت ظاہری یعنی بدن کی طہارت پانی سے ہوتی ہے اور دل کی
طہارت توحید سے ہوتی ہے، جو طہارت ظاہری پر دلالت کرتی ہے۔ فرشتے اسے دوست
رکھتے ہیں۔ اور جو طہارت باطنی یعنی باطن میں توحید پر قیام کرتا ہے، خدا تعالیٰ اسے دوست
رکھتا ہے۔ پس لازم ہے کہ ظاہری و باطنی دونوں طہارتوں میں موافقت رہے۔ یعنی وضو کے
لیے ہاتھ دھوئے تو دل کو دنیاوی دوستی سے دھو ڈالے۔ جب پانی سے دہن صاف کرے تو
لازم ہے کہ دہن کو غیر کے ذکر سے خالی رکھے۔ اور جب نعتوں میں پانی ڈالے تو شہوتوں کو
اپنے اوپر حرام کر لے اور جب منہ دھوئے تو لازم ہے کہ تمام اشیائے مالوفہ (پیاری) سے منہ

پھیر کر خدائے بزرگ و برتر کی طرف منہ کرے۔ اور جب ہاتھ دھوئے تو تمام شہوتوں سے کنارہ کرے، اور سر پر مسح کرے تو اپنے امر کو خدائے اعلیٰ کے سپرد کر دے اور جب پاؤں دھوئے تو حکم الہی کی موافقت کی نیت کرے۔ جب یہ کرے گا تو ظاہر اور باطن دونوں کی پاکیزگیاں حاصل ہو جائیں گی۔“

وضو کے فرائض:

وضو کے چار فرائض ہیں، ان کے بغیر وضو نہیں ہوتا۔

- ۱۔ منہ دھونا
- ۲۔ دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھونا۔
- ۳۔ چوتھائی سر کا مسح کرنا۔
- ۴۔ دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا۔

وضو کی سنتیں:

- ۱۔ نیت کرنا
- ۲۔ بسم اللہ پڑھ کر شروع کرنا۔
- ۳۔ دونوں ہاتھ پہنچوں تک دھونا۔
- ۴۔ کلی کرنا۔
- ۵۔ مسواک کرنا۔
- ۶۔ ناک میں پانی چڑھانا۔
- ۷۔ داڑھی کا خلال کرنا۔
- ۸۔ پورے سر کا مسح کرنا۔
- ۹۔ کانوں کا مسح کرنا۔
- ۱۰۔ پورے پیر وضو کرنا کہ پہلا عضو کھسنے پائے۔
- ۱۱۔ ترتیب قائم رکھنا۔
- ۱۲۔ ہر عضو کو تین بار دھونا۔

چند اور باتیں

- ۱۔ بغیر وضو نماز نہیں ہوتی کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا۔
- ۲۔ بغیر وضو قرآن پاک کو چھونا جائز نہیں۔
- ۳۔ جنابت کی حالت میں سونا یا کھانا چاہیں تو پہلے استنجا کریں اور نماز والا وضو کریں۔

۴۔ حتی الامکان با وضو سوئیں اور بیدار ہوتے ہی وضو کر لیں، نیز ہر وقت با وضو رہیں۔

غسل کرنا:

غسل کا مفہوم ہے پورے بدن کو دھونا، عرف عام میں نہانا کہلاتا ہے۔ پورے بدن کی صفائی کے لیے غسل ضروری ہے۔ علاوہ ازیں ان حالات میں غسل کرنا فرض ہے۔ قرآن پاک اور احادیث میں غسل کا مفہوم واضح ہے۔

- ۱۔ منی کا شہوت سے نکلنا۔
- ۲۔ سوتے میں احتلام ہونا۔
- ۳۔ عورت مرد کا مباشرت کرنا خواہ منی نکلے یا نہ نکلے۔
- ۴۔ عورت کا حیض سے فارغ ہونا۔
- ۵۔ نفاس کا ختم ہونا۔
- ۶۔ علاوہ ازیں جمعہ، عید، عرفہ کے دن اور احرام باندھتے وقت نہانا سنت ہے۔

غسل کے فرائض:

غسل کے تین فرض ہیں۔

- ۱۔ غرغره کرنا اس طرح کہ پانی حلق کی جڑ تک چلا جائے۔
- ۲۔ ناک میں پانی ڈالنا کہ جہاں تک نرم جگہ ہے، ڈھل جائے۔
- ۳۔ سارے بدن پر پانی بہانا کہ کوئی جگہ خشک نہ رہے۔

غسل کی سنتیں:

۱۔ پہلے دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک دھونا، استنجا کرنا اور اگر کوئی نجاست وغیرہ لگی ہو تو

اس کو دھو کر دور کرنا۔

marfat.com

- ۲۔ نماز والا وضو کرنا۔
- ۳۔ تین مرتبہ داہنے کندھے اور تین مرتبہ بائیں کندھے پر پانی بہانا۔
- ۴۔ تین مرتبہ سر پر اور پورے بدن پر پانی بہانا۔

چند اور باتیں

- ۱۔ جمعہ اور عیدین کی نمازوں کے لیے غسل کرنا سنت ہے۔
- ۲۔ احرام باندھتے وقت اور عرفہ کے دن غسل کرنا سنت ہے۔
- ۳۔ غسل خانہ کی اگر چھت ہے اور باپردہ ہے تو ننگے نہانا جائز ہے۔ اگر چھت نہیں تو کپڑا باندھ کر غسل کریں۔



حدیث رسول پاک ﷺ

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں:-

- ۱۔ سلام کا جواب دینا۔
- ۲۔ پیار بھائی کرنا۔
- ۳۔ جنازے کے ساتھ جانا۔
- ۴۔ دعوت قبول کرنا۔
- ۵۔ چھینک کا جواب دینا۔

نماز کی اہمیت و فضیلت

خالق کائنات کا ارشاد ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ۔ (الذريات۔ آیت، ۵۶)

(اور ہم نے جنوں اور انسانوں کو فقط اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔)

عبادت کا مفہوم یہ ہے کہ عبد (بندہ) اپنے معبود (مالک) کے ایک ایک حکم کو دل و جان سے جانے اور ہر ایک حکم پر عمل کر کے اپنے مالک کو خوش کرے اور اس کی رضا اور خوشنودی حاصل کرے۔ کوئی بھی مالک جب اپنے بندے سے خوش ہو جاتا ہے تو وہ اس پر بے انتہا انعام و کرام کی نوازشیں کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو تمام جہانوں کا مالک، خالق اور رازق ہے، اس نے اپنی مخلوق خصوصاً انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ تو پھر انسان کا فرض ہے کہ اتنی نعمتوں کے حصول کے بدلے میں اس کا شکر ادا کرے۔ قرآن پاک کے تمام اوامر و نواہی پر عمل کرنے کا نام ہی عبادت ہے۔ عبادت کے کئی طریقے ہیں۔ ان میں سب سے عمدہ نماز ہے۔ نماز کی فرضیت کے بارے میں قرآن پاک میں بہت زیادہ احکامات ہیں۔ چند ایک تحریر کیے جاتے ہیں۔

■ اَقِمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔ (الروم۔ آیت، ۳۱)

(نماز قائم کرو اور مشرک نہ بنو۔)

■ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ۔ (سورہ البقرہ۔ آیت، ۲۳۸)

(تمام نمازوں کی حفاظت کرو۔)

■ رَجَالٌ لَا تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ۔ (النور۔ آیت، ۲۷)

marfat.com

Marfat.com

(نیک مرد وہ ہیں کہ ان کو ان کی تجارت اور خرید و فروخت اللہ کی یاد اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کرتی۔ وہ قیامت کے اُس دن سے ڈرتے ہیں جس میں بہت سے دل اور آنکھیں الٹ پلٹ ہو جائیں گی۔)

■ **قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ۔**

(المؤمنون۔ آیات، ۱-۲)

(کامیاب ہو گئے وہ مومن جو نماز خشوع یعنی اللہ کے خوف سے پڑھتے ہیں۔)

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ خشوع و خضوع کا تعلق دل سے ہے نہ کہ ظاہری حرکات سے۔

■ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ۔ (البقرہ۔ آیت، ۱۵۳)**

(اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مدد حاصل کرو۔)

ایک اہم پہلو کی طرف آپ کی توجہ دلانا بھی ضروری ہے، وہ یہ کہ ہر چیز کی ایک خاصیت ہوتی ہے جب تک وہ چیز اپنی اس خاصیت کی حامل ہے وہ چیز آپ کے لیے کارآمد ہے ورنہ بیکار ہے۔ مثلاً آگ کی خاصیت حرارت اور روشنی دینا ہے۔ یہ خاصیت نہ ہو تو فضول۔ تلوار کی خاصیت کاٹنا ہے، نہ ہو تو محض لوہے کا ٹکڑا۔ پٹرول کی خاصیت انجن کو چلانا ہے، نہ چلائے تو بس پانی جیسی مائع ہے۔ اسی طرح خود معبودِ حقیقی نے نماز کی ایک خاصیت بیان فرمائی ہے۔

■ **إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ۔ (العنکبوت۔ آیت، ۴۵)**

(تحقیق نماز ایسی چیز ہے جو تمہیں بُری باتوں اور بے حیائی سے بچاتی ہے۔)

تو گویا نماز کی یہ خاصیت ہوئی کہ ہر طرح کے گناہوں اور برائیوں سے بچا لیتی ہے۔ غور کیجئے کہ اگر ایک طرف نمازیں بھی پڑھیں اور دوسری جانب خود کو گناہوں برائیوں اور بے حیائیوں

کے گنہگاروں نے ان کو اس نماز میں بیکار ہیں اور یہ گارن کا نمونہ اور ورزش تو ہو سکتی ہیں
 اس عبادت میں جو سنتیں اس کی نمازوں کے بارے میں خداوندی حکم کا حکم ہے۔

فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ۔ (المؤمن۔ 23)

اگر ان لوگوں کے لیے جو اپنی نماز بھلا بیٹھے ہیں۔ یعنی اس کی اہمیت سے بے خبر ہیں
 نماز کے بارے میں بددیانتی اور کائنات آقا کے وہ جہاں حضرت محمد مصطفیٰ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشادات آتی ہیں۔ سب کا تذکرہ بہت طوالت ہو گا۔ صرف یہ
 حدیث پاک پڑھنا ہی کافی ہے۔

الصلاة معراج لعمري۔ (نور مومنین معراج ہے۔)

معراج کے معنی تھیں تو جہنم پر جانے کے ہیں۔ لیکن اس سے مراد نئی رست
 اللہ کا نام پانچ بار کہنا ہے۔ اس سے اس معنی پر پورا اترتا ہے۔ یہ تو ہے۔ تم انسان اس
 رستے پر تو نہیں پہنچ سکتے۔ کہ وہاں مقبول بھی ہو سکتے۔ یہ رستہ اللہ ہی کا ہے۔ اور جس
 لیکن ہمارے لیے یہ کتنے ہی اہم اور بڑے بڑے کام ہیں۔ انہیں بولنے اور پڑھنے کے
 جو مسجود کے صدمے میں اللہ تبارک و تعالیٰ مومن کو بھی معراج کہہ دیتے ہیں۔ اور انہیں
 جہاں اس کا آسمان پر یہ نماز ہے۔ جس سے وہ اپنے آپ کو حضور ﷺ کے ارشاد فرمایا کہ
 "جب تم نماز پڑھتے ہو تو اس طرح پڑھو کہ گویا تم اللہ پاک کو دیکھ رہے ہو اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو
 نماز میں اس طرح پڑھو کہ جیسے تم دیکھ رہے ہو۔" یہ امر قابل غور ہے۔ جب وہ ۱۲ روز یہ
 سمجھے کہ اس کا وہ اللہ سے دیکھ رہے ہیں یا غلام یہ جانے کہ اس کا آقا اللہ سے دیکھ رہے ہیں یا غالب
 اس پر محسوس ہے۔ اس کا استوا سے دیکھ رہے ہیں۔ وہ اپنے کام فرض میں طرف پر توجہ
 دے کر اس کام کو نہایت حسن طریقے سے انجام دیتے ہیں۔ اس طرح اللہ پاک یا تعالیٰ
 سے بہت خوش ہو کر ان کو اللہ سے بھی نواز دیتا ہے۔ اس طرح مومن جو پر توجہ اور

نہایت اخلاص سے ادا کی ہوئی نماز سے معراج کا رتبہ حاصل کر سکتا ہے۔

حضرت خواجہ اولیس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے نماز خشوع کے متعلق فرمایا۔ ”نمازی کو تیرا مارا جائے تو اسے خبر نہ ہو۔“

حضرت مالک بن دینار کا قول ہے کہ ”اعمال میں سب سے پیارا عمل خلوص ہے۔ خلوص کو عمل کے ساتھ وہی نسبت ہے جو روح کو بدن کے ساتھ۔“

حضرت رابعہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہا اللہ پاک سے یوں دعا کیا کرتی تھیں کہ ”اے میرے پروردگار! اگر میں دوزخ کے خوف سے تیری عبادت کرتی ہوں تو مجھے دوزخ میں ڈال دے، اگر بہشت کی امید پر میں تیری عبادت کرتی ہوں تو بہشت مجھ پر حرام کر دے، اور اگر تیرے دیدار کی خاطر عبادت کرتی ہوں تو یہ مجھے ضرور عطا کرنا۔“

نمازی کے انعامات:

- بادی برحق حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز کا اہتمام کرتا ہے اللہ تعالیٰ پانچ طرح سے اس کا اکرام فرماتے ہیں۔
- ۱۔ اس پر سے رزق کی تنگی بٹا دی جاتی ہے۔
 - ۲۔ اس سے عذابِ قبر بٹا دیا جاتا ہے۔
 - ۳۔ قیامت کے دن اس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔
 - ۴۔ پل صراط سے انتہائی آسانی اور تیزی کے ساتھ گزر جائے گا۔
 - ۵۔ اعمال کے حساب سے محفوظ رہے گا۔

بے نماز کی سزا:

- ۱۔ اس کی زندگی میں برکت نہیں رہتی۔

- ۲۔ صالح لوگوں کا نور اُس کے چہرے سے ہٹا دیا جاتا ہے۔
- ۳۔ اُس کے نیک کاموں کا اجر اُسے نہیں دیا جاتا۔
- ۴۔ اُس کی دعائیں قبولیت کا درجہ نہیں پاتیں۔
- ۵۔ نیک بندوں کی دعاؤں میں اُس کا حق باقی نہیں رہتا۔
- ۶۔ ذلت کے ساتھ مرتا ہے۔
- ۷۔ بھوکا مرتا ہے۔
- ۸۔ پیاس کی شدت میں اُس کی موت واقع ہوتی ہے۔
- ۹۔ اُس پر قبر تنگ ہو جاتی ہے۔
- ۱۰۔ اُس کی قبر میں آگ جلا دی جاتی ہے۔
- ۱۱۔ اُس کے اعمال کا حساب سختی سے لیا جائے گا۔
- ۱۲۔ اللہ تعالیٰ اُس سے سخت ناراض ہوگا۔
- ۱۳۔ جہنم میں داخل کیا جائے گا۔

نماز کے فرائض:

- ۱۔ بدن کا پاک ہونا۔
- ۲۔ کپڑوں کا پاک و صاف ہونا۔
- ۳۔ جگہ کا پاک ہونا۔
- ۴۔ نماز کا وقت ہونا۔
- ۵۔ قبلہ کی طرف منہ کرنا۔
- ۶۔ ستر کا ڈھانپنا۔
- ۷۔ نیت کرنا۔
- ۸۔ تکبیر تحریر کہنا۔
- ۹۔ قیام کرنا۔
- ۱۰۔ قرأت کرنا۔
- ۱۱۔ رُکوع کرنا۔
- ۱۲۔ سجدہ کرنا۔
- ۱۳۔ فحدو اخیرہ میں بیٹھنا۔
- ۱۴۔ اذان و اقامت پڑھنا۔

نماز کی سنتیں:

- ۱۔ تکبیر تحریر کہتے وقت دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھانا اور ہتھیلیوں کا قبلہ رخ ہونا۔
- ۲۔ مہکاف کے نیچے اور عورت کا سینے پر ہاتھ باندھنا۔
- ۳۔ ثنا، تعوذ اور تسمیہ آہستہ پڑھنا۔
- ۴۔ فاتحہ بعد آہستہ آمین کہنا۔
- ۵۔ ایک رکن سے دوسرے رکن میں جاتے وقت تکبیر کہنا۔
- ۶۔ رکوع اور سجدہ میں کم از کم تین بار تسبیح پڑھنا۔
- ۷۔ رکوع میں گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑنا کہ انگلیاں کھلی رہیں۔ سر اور کمر برابر ہو جائیں اور پاؤں پر نظر رکھنا۔
- ۸۔ سجدہ میں بازو کروٹوں سے اور پیٹ رانوں سے جدا رکھنا۔
- ۹۔ سات اعضاء پر سجدہ کرنا۔
- ۱۰۔ جلسے اور قعدہ میں بائیں پاؤں پر بیٹھنا اور دایاں پاؤں کھڑا رکھنا۔
- ۱۱۔ تشہد کے بعد درود شریف اور کوئی دعا پڑھنا۔
- ۱۲۔ سلام کے وقت پہلے دائیں پھر بائیں طرف منہ پھیرنا۔
- ۱۳۔ سلام پھیرتے وقت فرشتوں اور مقدیوں کی نیت کرنا۔

☆.....☆.....☆.....☆.....

فضیلتِ دروِ پاک

دروِ پاک کی فضیلت کا اس سے بڑا کوئی ثبوت ہو سکتا ہے کہ خوب لوگوں نے اس کو پتہ کر لیا ہے اور انہیں متاثر فرمایا ہے جیسا کہ آیت دروِ پاک میں لکھا ہے۔
 قون ہے۔

وَلَسَّ عَلَیْكَ یٰعِزُّوْا عِوٰی لَسَّ یٰعِزُّوْا عِوٰی عِوٰی عِوٰی
 تفسیر: (آیت ۱۵۹)

اب کس کو قون ہو گا؟ کس کو لے جائیے؟ یہی تو ہے جو ان لوگوں کو
 لے لے گا۔ (پندرہ سو سال قبل)

دار قون کہتے ہیں۔

حفظی زبان خوش رہا میں اور بہت

نہ بہ زمین تو یہی است

(خوبو حکمت محمد ﷺ کے ساتھ میں پہنچتا ہے کہ ان لوگوں کو پتہ ہو گیا کہ ان
 کے لئے جو اللہ نے اس کو بھیجا ہے اس سے ان لوگوں سے محبت ہو چکی ہے اور انہوں نے
 یہ بھی جانتا ہے کہ)

دار قبل ایسا شہر ہے جس سے اللہ کی رحمت اور فیروزیاں آتی ہیں۔

نہ بہ زمین تو یہی است

نہ بہ زمین تو یہی است

انہوں نے اس میں نہیں دیکھا کہ اللہ کا ایسا ایک سماں ہے جس سے اللہ کی رحمت اور
 فیروزیاں آتی ہیں اور انہوں نے اس کو جانتا ہے کہ اللہ کی رحمت اور فیروزیاں

ہوتا تو ہم مسلمان بھی نہ ہوتے۔

درود پاک کی فضیلت پر اس قدر احادیث مبارکہ اور صحابہ کرام و اولیائے عظام کے اقوال ہیں کہ اگر اس کے لیے ایک مفصل دفتر تیار کیا جائے تو بھی اس کا حق ادا نہیں ہو سکتا، طوالت سے بچنے کے لیے چند احادیث اور اقوال پر اکتفا کیا جاتا ہے اور ویسے بھی دانا کے لیے تھوڑا بھی بہت ہوتا ہے۔

احادیث مبارکہ:

۱- **عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرًا وَكُتِبَ لَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ۔** (ترمذی شریف۔ ج۔ ۱)

(نبی پاک ﷺ نے فرمایا جو کوئی مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل کرتا ہے۔ اور اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں بڑھادیتا ہے۔)

۲- **عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً۔**

(حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید الانبیاء ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن تم میں سے وہ شخص میرے سب سے قریب ہوگا جس نے دنیا میں مجھ پر کثرت سے درود بھیجا ہوگا۔)

۳- **عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً وَكُتِبَ لَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَكُتِبَ لَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَكُتِبَ لَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ۔** (مشکوٰۃ شریف)

(حضرت عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں کہ اگر کوئی نبی پاک ﷺ پر ایک بار درود پڑھے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر ستر بار رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔)

۴- **عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**

قَالَ لِلْمُصَلِّيِّ عَلَى نُوْرٍ عَلَى الصِّرَاطِ وَمَنْ كَانَ عَلَى الصِّرَاطِ مِنْ أَهْلِ النُّوْرِ
لَمْ يَكُنْ مِنْ أَهْلِ النَّارِ۔ (دلائل الخیرات)

(حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو کوئی مجھ پر درود بھیجتا ہے اس کو پلِ صراط پر ایک عظیم نور عطا کیا جائے گا اور جس کو یہ نور عطا ہو گا وہ ہرگز دوزخ میں نہیں جائے گا۔)

۱۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنُوْا مَجَالِسَكُمْ بِالصَّلَاةِ عَلٰى
فَاَنْ صَلَاتِكُمْ عَلٰى نُوْرٍ لَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (جامع صغیر)

(حضرت رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ اے میری امت کے لوگو! اپنی مجلسوں کو درود پاک سے سنوارا کرو کیونکہ قیامت کے دن یہ درود تمہارے لیے نور بن جائے گا۔)

۲۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى عَلٰى صَلَاةِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا فَلْيُقَلِّ عَبْدًا اَوْ لِيَكْثُرًا۔ (قول البدیع)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی پاک ﷺ نے فرمایا جو کوئی مجھ پر ایک بار درود پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت فرماتا ہے۔ پس اے امتیو! مجھ پر کم یا زیادہ درود پڑھا کرو۔)

۳۔ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكْثَرَ الصَّلَاةِ عَلٰى فِيْ حَيَاتِهِ أَمَرَ اللّٰهُ
تَعَالٰى جَمِيعَ الْمَخْلُوْقَاتِ اَنْ يُسْتَغْفِرَ وَاَلَهُ عِنْدَ مَمَاتِهِ۔ (نزہۃ المجالس)

(سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا ہو تو اللہ تعالیٰ پوری مخلوق کو حکم دیتا ہے کہ اس کی موت کے وقت اس کے لیے استغفار کریں۔)

۴۔ قَالَ أَكْثَرُوا الصَّلَاةَ عَنَّا فِيْ اللَّيْلَةِ الْغُرَّاءِ وَالْيَوْمِ الْأَزْهَرِ فَإِنْ صَلَاتِكُمْ
تُغْرَضُ عَلٰى۔ (جامع صغیر)

اقوال مبارکہ:

۱- سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی پاک ﷺ پر درود پڑھنے سے گناہ اس طرح مٹ جاتے ہیں جیسے ٹھنڈا پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ اور نبی پاک ﷺ پر درود پڑھنا، غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے۔ اور آپ ﷺ کی ذات پاک سے محبت کرنا خدا کی راہ میں جان قربان کرنے سے زیادہ افضل ہے۔ (سعادة الدارين)

۲- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ پر درود بھیجنا جنت کے راستے پر چلنا ہے۔ (سعادة الدارين)

۳- سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ پر کثرت سے درود پڑھنا اہل سنت و جماعت کی نشانی ہے۔

۴- حضرت قطب الاقطاب سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ نے فرمایا کہ اس مسلمان کو تم پر مساجد میں حاضری دینا اور رسول پاک ﷺ پر کثرت سے درود پڑھنا لازم ہے۔ (قربانی)

۵- سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں اس بات کو بہت زیادہ پسند کرتا ہوں کہ ہر حال میں نبی پاک ﷺ پر درود پاک پڑھتا رہوں۔

۶- امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ درود پڑھنے سے رسول خدا ﷺ کی محبت بڑھتی ہے۔ اور درود کا پڑھنا قرب الہی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ (سعادة الدارين)

۷- شاہ عبدالرحیم دہلوی نے فرمایا کہ ہم نے جو کچھ پایا، درود پاک سے پایا۔ (القول الجلیل)

۸- شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ درود پاک کے پڑھنے سے بندہ دنیاوی ذلت سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور اس کی عزت میں کوئی خلل نہیں آتا۔

۹- امامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی فرماتے ہیں کہ مشکلات کے حل کے لیے تین سو مرتبہ روزانہ یہ درود پڑھا جائے تو تریاقِ مجرب ہے۔ "الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي"

يَا رَسُولَ اللَّهِ قُلْتُ جِئْتَنِي أَذِرُ كُنِّيْ - (حجۃ اللہ علی العالمین)

سیدنا تقی الدین عبدالعزیزؒ نے فرمایا کہ درود پاک کا پڑھنا تمام نغلی عبادات سے افضل ترین ہے۔ (نزہۃ الناظرین)

سید محمد اسماعیل شاہ المعروف حضرت کرمانوالے (ضلع اوکاڑہ) فرماتے ہیں کہ درود پاک کا پڑھنا اسم اعظم ہے۔ (خزینہ کرم)

درود پاک کے فوائد:

- 1- درود پاک کے ان گنت فوائد ہیں۔ اختصار کی خاطر چند ایک تحریر کئے جاتے ہیں۔
- 2- درود پاک گناہوں کا کفارہ ہے۔
- 3- جو کوئی درود پاک اپنا خلیفہ بنا لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے تمام کام اپنے ذمے لے لیتا ہے۔
- 4- درود پاک کے پڑھنے سے خدائے جبار و قہار کے غضب سے امان مل جاتی ہے۔
- 5- درود پاک کا پڑھنا جہنم کی آگ سے آزادی کا ضامن ہے۔
- 6- درود پاک کی برکت سے مال و دولت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔
- 7- درود پاک کا افضل ترین انعام یہ ہے کہ اس کے پڑھنے والے کو خواب میں پیارے رسول ﷺ کا دیدار نصیب ہو جاتا ہے۔
- 8- درود پاک کے پڑھنے سے دل کی صفائی ہو جاتی ہے۔
- 9- درود پڑھنے والے سے رحمت اللعالمین شافع محشر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی قیامت کے دن خود مصافحہ فرمائیں گے۔
- 10- جس جگہ یا گھر میں بکثرت درود پاک پڑھا جائے وہ آفات و بلیات سے محفوظ ہو جاتا ہے۔
- 11- درود پاک تمام نغلی عبادتوں سے افضل ہے۔

۱۱۔ درود پاک تمام فتوحات کی چابی ہے۔

۱۲۔ درود پاک کے پڑھنے سے فقر و فاقہ سے نجات مل جاتی ہے۔

درود پاک پڑھنے کے آداب:

۱۔ درود پاک پورے ادب کے ساتھ پڑھا جائے تاکہ دونوں جہانوں کی سعادت نصیب ہو۔

۲۔ جسم اور لباس بر طریح سے پاک ہو۔

۳۔ خوشبو لگا کر درود پڑھا جائے اور ہر قسم کی بدبو سے پرہیز کیا جائے۔

۴۔ جس جگہ یا مقام پر درود پڑھنا ہو وہ پاک و صاف ہو۔

۵۔ درود پڑھنے کے لیے اگر چہ وضو شرط نہیں لیکن اگر باطہارت اور باوضو پڑھا جائے تو برکات بڑھ جاتی ہیں۔

۶۔ حتی الامکان قبلہ رو بیٹھ کر درود پڑھا جائے۔

۷۔ حرام اور مشتبہ کھانے کی اور پینے کی چیزوں سے پرہیز کیا جائے تاکہ درود پاک کی برکت سے باطن منور ہو جائے۔

۸۔ درود پاک پڑھتے ہوئے اس کے معنی کو سمجھ کر پڑھا جائے اور پورے خلوص سے پڑھا جائے۔

۹۔ درود پاک پڑھتے وقت ہر قسم کے لہو و لہب سے پرہیز کیا جائے۔

۱۰۔ درود پاک پڑھتے ہوئے یہ تصور کیا جائے کہ رسول خدا ﷺ میرا دوستن رہے ہیں اور یہ بھی تصور کرے کہ روضہ مقدر سے نور میرے دل میں آرہا ہے۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....

صبر

صبر کے لغوی معنی ہیں برداشت کرنا، تحمل سے کام لینا، توکل کرنا، مزاج میں استقلال پیدا کرنا۔ صبر کا ایک مفہوم یہ ہے کہ خواہشات (دنیاوی) سے خود کو روک لینا۔ ایک بزرگ کا فرمان ہے۔ ”احکام الہی پر ثابت قدم رہنا اور سنت نبوی ﷺ کو مضبوطی سے قائم رکھنا صبر ہے۔“ گھبراہٹ، صبر کی ضد ہے۔ کسی قسم کا شکوہ شکایت نہ کرنا بھی صبر کہلاتا ہے۔ بلا اور سختی کو آرام و آسائش خیال کرنا، صبر ہے۔

روزہ کو بھی صبر کہا گیا ہے۔ کیونکہ اس میں بھی حرام چیزوں کے علاوہ مخصوص وقت میں حلال چیزوں سے بھی اپنے نفس کو روکنا ہے۔ صبر کا شمار اس اخلاق قاضیہ میں ہوتا ہے جس میں ارادے کی مضبوطی لازمی امر ہے۔ کسی مجبوری یا بے چارگی کے سبب چھوڑنا یا روکنا جو برصائب و تکالیف کو برداشت کرنا صبر نہیں ہے۔ بلکہ کسی اختیار یا خواہش پر قادر ہوتے ہوئے خود کو روک لینا، صبر ہے۔ صبر کا تعلق صرف انسان کے ساتھ ہے۔ اس کی نہ تو جانوروں کو ضرورت ہے اور نہ فرشتوں کو۔ صبر کو نصف ایمان اور روزہ کو نصف صبر کہا گیا ہے۔ حضرت علی کریم اللہ وجہ نے فرمایا ہے کہ صبر کا ایمان کے ساتھ وہی رشتہ ہے جو نمر کا جسم سے۔ یعنی جس طرح جسم بغیر سر کے کوئی شے نہیں اسی طرح ایمان بھی بغیر صبر کے بے معنی ہے۔ گویا ہر حال میں انسان و صبر کی ضرورت ہے۔

الہامی کتاب قرآن مجید میں خالق کائنات کے فرمان ہیں۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ. إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ﴾

(ابتداء آیت ۱۵۳)۔ ”اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد طلب کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ صبر

کرنے والوں کے ساتھ ہے۔“

۲- واللہ یحب الصابرين۔ (آل عمران۔ آیت، ۱۴۶)۔ ”اور اللہ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔“

۳- اللین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم والصابرین علی ما اصابہم والمقیم الصلوۃ و مما رزقہم ینفقون۔ (انج۔ آیت ۳۵) ”وہ ایسے ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈرجاتے ہیں اور جو ان پر مصیبتیں پڑتی ہیں تو صبر کرتے ہیں۔ اور جو نماز کی پابندی کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔“

۴- واجزیب الذین صبروا اجرہم باحسن ما کانوا یعملون۔ (انحل۔ آیت ۹۶) ”اور ہم صبر کرنے والوں کو ان کے اعمال کا بہترین صلہ دیں گے۔“

۵- ولن صبرتم لہوا خیر للصابرین۔ (نحل۔ آیت، ۱۲۶) ”اور اگر تم صبر کرو تو صبر کرنے والوں کے حق میں بہت ہی اچھی بات ہے۔“

۶- والذین صبروا ابتغاء وجہ ربہم۔ (الرعد۔ آیت ۲۴) ”اور وہ لوگ جو اپنے رب کی رضا جوئی کے لئے صبر کرتے ہیں۔“

۷- انہ من یتق و یصبر فان اللہ لا یضیع اجرا للمحسنین۔ (یوسف۔ آیت ۹۰) ”بے شک جو (اللہ سے) ڈرے اور صبر کرے تو اللہ تعالیٰ ایسے نیک کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔“

اب صبر کے بارے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند فرمودات و عالیشان پیش کئے جاتے ہیں۔

۸- عن صہیب قال قال رسول اللہ ﷺ عجا ل الامر المؤمن ان امرہ کلہ لہ خیر و لیس دلیک الا للمومن ان اصابہ ضراء صبر فکان خیر الہ و ان اصابہ سراء شکر فکان خیر الہ۔ (صحیح مسلم) ”حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن کے معاملہ پر تعجب ہے کہ اس کا سارا کام خیر ہی خیر ہے۔ یہ (سعادت) مومن کے ہوا کسی کا حاصل نہیں ہے۔ اگر اسے دکھ پہنچتا ہے تو صبر کرتا ہے۔ تو یہ اس کے لئے بہتر ہوتا ہے۔ اور اگر اسے خوشی حاصل ہوتی ہے تو سراپا شکر بن جاتا ہے۔ تو یہ بھی اس کے لئے بہتر ہوتا ہے۔“

۲۔ عن ابی سعید بن الخدری رضی اللہ عنہ ان ناسا من الانصار سألوا رسول اللہ ﷺ فاعطاهم ثم سألوه فاعطاهم حتی نفذ ما عنده فقال لهم حین انفق کل شیء بیده ما یکن من خیر فلن ادخره عنکم و من یتعفف بعفہ اللہ و من یتسفن بعفہ اللہ و من یتصبر برہ اللہ و ما اعطی احد عطاء خیرا و اوسع من الصبر۔ (صحیح بخاری۔ صحیح مسلم) ”حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ انصاریوں نے آپ ﷺ کے سامنے اپنی ضرورت پیش کی۔ آپ ﷺ نے پوری کر دی۔ انہوں نے دوبارہ پھر سوال کیا۔ آپ ﷺ نے پھر ان کو دے دیا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پاس کچھ نہ رہا۔ جب آپ سب کچھ خرچ کر چکے تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ جو کچھ میرے پاس مال ہوتا ہے وہ میں تم سے بچا کر جمع نہیں کرتا ہوں۔ جو شخص قناعت و خودداری کا دامن تھامتا ہے اللہ اسے انہی اوصاف سے نوازتا ہے۔ جو بے نیازی کی راہ اختیار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے بے نیاز کر دیتا ہے۔ اور جو صبر و ثبات اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اس راہ میں ثابت قدمی عطا فرماتا ہے۔ خدا کی طرف سے جن جن اطاعتی اوصاف سے بندہ نوازا جاتا ہے ان میں سب سے بہتر اور وسیع تر صبر کا وصف ہے۔“

۳۔ عن ابی ہریرہ ان رسول اللہ ﷺ قال لنسوة من الانصار لا یموت لائحدا کن ثلاثة من الولد فتحتسبه الا دخلت الجنة. فقالت امرأة منهن او اثنان یا رسول اللہ قال او اثنان۔ (صحیح مسلم) ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے انصار کی کچھ عورتوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم میں سے کسی عورت کے تین بچے مر جائیں اور وہ اجرِ آخرت کی نیت سے صبر کرے تو وہ جنت میں داخل ہو گی۔ یہ بات سن کر ایک عورت نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر کسی عورت کے دو بچے مریں اور وہ صبر کرے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ بھی جنت میں جائے گی۔“

■ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صدمہ پہنچنے پر صبر کرنا بہتر ہے۔

■ ایک روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کسی بندے کو اللہ کے ہاں سے کوئی درجہ ملنا ہوتا ہے تو وہ شخص اس درجہ کو اپنے خاص عمل سے حاصل نہیں کرتا بلکہ اس پر بیماری نازل کر دی جاتی ہے۔ (اگر وہ اس پر صبر کرتا ہے تو) وہ اس درجہ کو پہنچ جاتا ہے۔

.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا

اخلاص یہ ہے کہ اعمال کا عوض نہ چاہے۔ دنیا کو

آخرت کے لئے اور آخرت کو اللہ تعالیٰ کے لئے چھوڑ دے۔

شکر

شکر کے لغوی معنی ہیں: احسان ماننا، سپاس گزار کرنا، ممنون ہونا، قبول کرنا، اپنے محسن کی تعریف کرنا، اللہ تعالیٰ کا بندہ کو اس کی نیک عبادت پر بدلہ دینا اور بندہ پر انعام کرنا۔ محسن حقیقی تو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔ اور اس کے انسان پر لا تعداد انعامات اور بے شمار نعمتیں ہیں۔ لہذا بندہ پر لازم ہے کہ وہ اللہ کریم کے عطا کردہ انعامات کا نہ صرف دل اور زبان سے اعتراف کرے بلکہ عمل سے بھی اس کا اظہار کرے۔ دل ہمیشہ جذبہ شکر گزار سے معمور رہے۔ زبان پر سدا شکر گزار کی کلمات جاری رہیں اور کوئی ایسی بات نہ کہے جو شکر کی ذمہ میں داخل ہو۔ جسمانی جوارح (اعضاء) ہمیشہ وہ افعال کریں جن سے شکر گزار کی کا اظہار ہوتا ہو۔

انسان پر لازم ہے کہ وہ ہر اس ہستی کا شکر ادا کرے جو اسے کچھ عطا کرتا ہے یا اس پر کوئی احسان کرتا ہے۔ یعنی اول خداوند کریم کا شکر ادا کرے جس کی عطا کردہ نعمتوں، انعامات اور احسانات کا کوئی شمار نہیں۔ دوم انسانوں کا شکر ہے۔ کیونکہ ہر انسان اپنی بہت سی دینی و دنیاوی ضرورتوں میں دوسرے انسانوں کا محتاج ہے۔ مشکل وقت میں ساتھ دینے والا اور مصیبت کے وقت میں کسی بھی لحاظ سے مدد دینے والا انسان تمہارا مجازی محسن ہوتا ہے۔ اس کا شکر ادا کرنا بھی لازم ہے۔ کیونکہ رحمت اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا فرمان ہے۔

مَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ لَا يَشْكُرُ اللَّهَ۔ (جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔)

قرآن پاک میں شکر کے بالمقابل کفر کا لفظ ہے۔ جس کے معنی ٹھہرانا اور انکار کرنا ہے۔ اگر انسان اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کا انکار کرتا ہے یا شکر ہی کرتا ہے تو اس کو کفران

نعمت کہا جاتا ہے۔ (اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کو اس کے محبوب اور مرغوب کام میں خرچ کرنا یا استعمال کرنا شکر ہے جبکہ مکرہ کاموں میں خرچ کرنا یا استعمال کرنا کفرانِ نعمت ہے۔) شکر کا درجہ سب سے بلند ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے ذکر کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ **فَاذْكُرُونِي اذْكُرْتُمْ وَاشْكُرُوْا لِي وَاَنْكُفِرُوْا**۔ (سورۃ البقرہ آیت ۱۵۲)۔ (پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور تم میرا شکر ادا کرو اور کفر (ناشکری) نہ کرو)۔

شکر گزار بندے کو نہ صرف دنیا میں بلکہ آخرت میں بھی بہت زیادہ فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ فرمانِ خداوندی ہے۔

۱۔ لَنْ شُكْرْتُمْ لَا زِيْدُنْكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ۔ (الابراہیم آیت ۷)۔ (اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو بے شک میرا عذاب بہت سخت ہے۔)

۲۔ وَسَجِزِي الشَّكِرِيْنَ۔ (آل عمران آیت ۱۴۵)۔ (اور ہم شکر گزاروں کو صلہ دیں گے۔)

۳۔ اِنْ شُكْرْتُمْ وَاَمْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا۔ (النساء آیت ۱۴۷)۔ (اگر تم شکر گزار بن جاؤ اور ایمان لے آؤ اور اللہ تعالیٰ قدر شناس اور خوب جاننے والا ہے۔)

۴۔ وَاَشْكُرُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ۔ (البقرہ آیت ۱۷۲)۔ (اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو اگر تم واقعی عبادت گزار ہو۔)

۵۔ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ح وَإِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضٰى لَكُمْ۔ (الزمر آیت ۷)۔ (اگر تم کفر (ناشکری) کرو تو بیشک اللہ تم سے بے نیاز ہے۔ اور وہ اپنے بندوں کے لئے کفر (ناشکری) پسند نہیں کرتا۔ اور اگر تم شکر گزاری کرو تو تم سے راضی ہوگا۔)

شکر کے بارے میں چند احادیث پیش ہیں۔

(۱) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الطاعم الشاکر کما الصائم الصابر۔ (ترمذی۔ مشکوٰۃ)۔ (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شکر گزار بے روزہ انسان، صبر کرنے والے روزہ دار کی طرح ہے۔)

(۲) حضرت عطارؒ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ نبی کریم ﷺ کے عجیب و غریب حالات میں سے کچھ ارشاد فرمائیں۔ آپ یہ سن کر رو پڑیں۔ اور فرمایا حضور ﷺ کا کونسا حال تعجب خیز نہیں۔ پھر فرمایا ایک رات آنحضرت ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور بستر پر لیٹ گئے حتیٰ کہ آپ کا جسم مبارک مجھ سے مس ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! مجھے عبادت کرنے کی اجازت دے۔ میں نے عرض کی اگرچہ میں آپ کی معیت پسند کرتی ہوں مگر مجھے آپ کی خواہش منظور ہے۔ اور اجازت دیتی ہوں۔ چنانچہ آپ ﷺ اٹھے۔ مشکیزہ سے پانی لے کر وضو کیا اور بہت سا پانی گرایا۔ پھر نماز پڑھنے لگے اور اس قدر روئے کہ آپ کے سینہ مبارک پر آنسو بہنے لگے۔ رکوع کیا تو پھر روئے۔ سجدہ کیا تو بھی روتے رہے۔ سجدہ سے سر اٹھایا تو اس وقت بھی رو رہے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت بلال تشریف لائے اور نماز فجر کی اطلاع دی۔ میں نے رسول کریم ﷺ سے نماز میں رونے کا سبب پوچھا اور کہا آپ کیوں روئے جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف فرمادیئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ ہوں۔

(۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شکر نصف ایمان ہے۔

(۴) ایک صحیح روایت میں ہے کہ حمد کرنے والے سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے کے لئے لائے جاتے ہیں۔ جو چیز ان سے دور ہوگئی اس پر انہوں نے صبر کیا اور جو انہیں عطا ہوئی

اس پر انہوں نے شکر کیا۔

ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شکر پر شکر کرنا کامل شکر ہے۔ اور یہ اس طرح ہوتا ہے کہ تو اپنے شکر کو اللہ تعالیٰ کی توفیق جانے۔ خدا تعالیٰ کی یہ توفیق تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہے۔ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شکر یہ ہے کہ آدمی نعمت دینے والے کو دیکھے، نعمت کو نہ دیکھے۔

بعض بزرگوں کا کہنا ہے کہ نعمت کا شکر یہ ہے کہ آدمی خدا کی نعمت کے بارے میں خود کو طفیلی خیال کرے۔ ایک بزرگ کا کہنا ہے کہ آنکھوں کا شکر یہ ہے کہ اپنے دوست میں عیب دیکھے تو اسے چھپائے۔ اور کانوں کا شکر یہ ہے کہ جب کوئی عیب سنے تو اسے چھپائے۔



حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:

اللہ کو جاننا یہ ہے کہ شرک نہ کرے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سمجھنا

یہ ہے کہ ان کے سوا کسی اور کی پیروی نہ کرے۔

سخاوت و بخل

سخاوت کے معنی فیاضی، بخشش اور خیرات کے ہیں۔ یعنی جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دے رکھا ہے، اُس میں سے دوسروں (یعنی ضرورت مندوں) کو بغیر کسی لالچ و طمع کے دے دینا۔ اور بخل کے معنی کنجوسی اور تنگدلی کے ہیں۔ یعنی نہ صرف ضرورت مندوں کی ضرورت کو پورا نہ کرنا بلکہ اپنی ذات پر بھی کچھ خرچ نہ کرنا۔ سخاوت کے علاوہ ایک اور لفظ جو دجھی ہے جس کا مفہوم سخاوت کے علاوہ فراخ دلی اور کرم نوازی کا ہے۔ بعض علماء سخاوت اور جود میں فرق کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ بخی، سخاوت کرتے ہوئے اپنے اور پرانے کی تمیز کا لحاظ رکھتا ہے اور اس کی کوئی غرض بھی مقصود ہوتی ہے۔ جبکہ جواد، جود کے وقت اپنے پرانے کی تفریق نہیں رکھتا اور اس کی بخشش بے غرض اور بلا سبب ہوتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام سخاوت تھا (کیونکہ وہ کسی مہمان کے بغیر کھانا نہیں کھاتے تھے۔) اور حضور نبی کریم ﷺ کا مقام جود تھا۔ اگر کسی شخص کے پاس مال و دولت کی کمی آجائے تو بجائے مانگنے اور گلہ شکوہ کرنے کے، قناعت اختیار کرنی چاہئے۔ اور اگر اُس کے پاس مال و دولت موجود ہے تو پھر سخاوت کی راہ اپنائے۔ بخل سے کام نہ لے۔ اللہ تعالیٰ سخاوت کرنے والے کو دوست رکھتا ہے اور بخل کو دشمن۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

■ الَّذِينَ يَنْفِقُونَ أَمْوَالِهِمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا حَوْلَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔ (البقرة۔ آیت ۲۷۳)۔ (جو لوگ (اللہ کی راہ میں) شب و روز اپنے مال پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں تو ان کے لئے ان کے رب کے پاس ان کا اجر ہے۔ اور (روز قیامت) ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے)۔

■ فَلَ لِعِبَادِي الَّذِينَ آمَنُوا يُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَرَفَعُوا مَتَارِفَهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً۔

(ابراہیم - آیت ۳۱)۔ آپ میرے مومن بندوں سے فرمادیں کہ وہ نماز قائم رکھیں اور جو رزق تم نے انہیں دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور اعلانیہ (ہماری راہ میں) خرچ کرتے رہیں۔

۳۔ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكُظُمِينِ الْغَيْظِ وَالْعَاقِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ۔ (آل عمران - آیت ۱۳۴)۔ (یہ وہ لوگ ہیں جو فراخی اور تنگی (دونوں حالتوں) میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ ضبط کرنے والے ہیں اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے)۔

۴۔ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ۔ (التوبہ - آیت ۳۴)۔ (اور جو لوگ سونا اور چاندی کا ذخیرہ کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو انہیں دردناک عذاب کی خبر سنا دیں)۔

۵۔ وَمَنْ يُؤَقِّ شَخَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔ (الحشر - آیت ۹)۔ (اور جو شخص اپنے نفس کے بخل سے بچا لیا گیا پس وہی لوگ ہی کامیاب ہیں)۔

۶۔ الَّذِينَ يَخْلَوْنَ وَيَتَمَرُّونَ النَّاسَ بِالْبَخْلِ وَالْمَنْ يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ۔ (الحمد - آیت ۲۴)۔ (جو لوگ (خود بھی) بخل کرتے ہیں اور (دوسرے) لوگوں کو بھی بخل کی تلقین کرتے ہیں اور جو شخص (احکام الہی سے) زور گردانی کرتا ہے تو بے شک اللہ بے پرواہ ہے بزا قابل حمد ہے)۔

۷۔ وَلَا يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ يَخْلَوْنَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ وَالَّذِينَ هُمْ عَنْهُ سَبَطُوا قَدُوا فَمَا يَخْلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (آل عمران - آیت ۱۸۰)۔ (اور جو لوگ اس (اللہ) سے دینے میں بخل کرتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا کیا ہے وہ جہان بزاں بخل کو اپنے حق میں بہتر خیال نہ کریں بلکہ اللہ ہی بہتر ہے انہیں سے اور اللہ بے غنہ و عزیز ہے)۔

سرکار دو جہاں، نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا:

■ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ السخی قریب من اللہ قریب من الناس قریب من الجنۃ بعید من النار والبخیل بعید من اللہ بعید من الناس بعید من الجنۃ قریب من النار والجهک سخی احب الی اللہ من عابد بخیل۔ (ترمذی)۔
(حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ سخی بندہ اللہ سے قریب ہے، اس کے بندوں سے قریب ہے اور جنت سے قریب اور دوزخ سے دور ہے۔ بخیل اور کنجوس بندہ اللہ سے دور ہے اس کے بندوں سے دور ہے جنت سے دور ہے اور دوزخ سے قریب ہے۔ ایک جاہل سخی اللہ تعالیٰ کو عبادت گزار کنجوس سے زیادہ پیارا ہے۔)

■ عن جابر رضی اللہ عنہ قال ما سئل النبی ﷺ شیئاً قط فقال لا۔

(بخاری۔ مسلم)۔ (حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی چیز کا سوال کیا گیا ہو اور آپ نے جواب میں "نہیں" فرمایا ہو۔)

■ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ قال اللہ تعالیٰ انفق انفق علیک۔ (بخاری۔ مسلم)۔ (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم دوسروں پر خرچ کرتے رہو میں تم پر خرچ کرتا رہوں گا۔)

■ عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال لا یدخل الجنۃ خب ولا بخیل ولا منان۔ (ترمذی)۔ (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دھوکہ باز، بخیل اور احسان جتانے والا آدمی جنت میں نہ جائے گا۔)

■ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار رسول کریم ﷺ کے پاس اتنی بزار

درہم آئے۔ آپ نے اپنی جھولی میں ڈال لئے اور جب تک سب تقسیم نہ ہو گئے آپ اپنی جگہ سے نہ اٹھے۔

حضرت یحییٰ بن زکریا علیہم السلام نے ابلیس کو دیکھا تو اس سے پوچھا کہ تو سب سے زیادہ کس کو اپنا دشمن جانتا ہے اور سب سے زیادہ دوست کس کو؟ ابلیس نے جواب دیا۔ میں سب سے زیادہ بخیل زاہد کو دوست جانتا ہوں کہ وہ سخت عبادت کرتا ہے لیکن بخل اس کی عبادت ضائع کر دیتا ہے۔ اور فاسق سخی میرا سب سے بڑا دشمن ہے کہ اگرچہ وہ مزے کی زندگی بسر کرتا ہے لیکن مجھے ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی سخاوت کے سبب اس پر رحم کر کے اس کو توبہ کی توفیق نہ دے دے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جب دنیا تیری طرف متوجہ ہو اس وقت بھی اور جب تجھ سے منہ پھیر لے اس وقت بھی خرچ کیا کر۔

روایت ہے کہ کوئی شخص حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے دروازے پر گیا اور عرض کی کہ اے فرزند رسول (ﷺ) مجھ پر چار سو درہم چاندی کا قرض ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اسی وقت چار سو درہم دینے کا حکم دیا اور خود روتے ہوئے گھر کے اندر چلے گئے۔ لوگوں نے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ میں نے اس شخص کا حال پہلے کیوں نہ معلوم کیا کہ اُسے سوال کرنے کی ذلت نہ اٹھانا پڑتی۔



توکل و رضا

توکل، اللہ تعالیٰ کے مقرب و محبوب لوگوں کے مقامات میں سے ایک مقام ہے جس کا درجہ بہت بڑا ہے۔ توکل ہی ایمان کا ثمرہ ہے۔ توکل کی حقیقت یہ ہے کہ اپنے سارے کام اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیئے جائیں۔ حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ توکل کی صفت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف خوف اور امید کو دل سے نکال دیا جائے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ توکل یہ ہے کہ ہمہ تن اپنے رب کی عنایت و شفقت کی طرف متوجہ رہے، دوسروں پر بھروسہ نہ کرے۔ یعنی ہر حال میں اپنے مالک حقیقی خداوند کریم پر بھروسہ کرنا ہی توکل ہے۔ ایک بزرگ کے بقول توکل کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کسی غیر اللہ کو اپنا روزی رسا نہ جانے اور کارساز حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کو ہی اپنی روزی کے حوالے سے کارساز سمجھے۔

توکل دل کی حالتوں میں سے ایک حالت ہے۔ اور اس حالت کا مطلب یہ ہے کہ فقط اللہ تعالیٰ کو ہی وکیل یعنی اپنا کارساز (دل کی گہرائیوں سے) جانا جائے اور اسی کی ذات پر مکمل اعتماد و بھروسہ کیا جائے۔ حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے چار صفات سے توکل حاصل ہوا: (۱) میں نے اچھی طرح سمجھ لیا کہ میری روزی اللہ تعالیٰ کے ہوا اور کسی کے ہاتھ میں نہیں چنانچہ میں اس کی تر نہیں کرتا۔ (۲) میں نے جان لیا کہ میرا کام میرے سوا کوئی اور نہیں کرے گا چنانچہ میں اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔ (۳) میں نے جان لیا کہ ملک الموت اچانک آنے والا ہے لہذا میں ہر لمحہ اس کے انتظار میں رہتا ہوں۔ (۴) میں جانتا ہوں کہ میں بہ حال میں اللہ تعالیٰ کے سامنے ہوں چنانچہ (بڑے کام کرنے سے) میں اس سے شکر و شکرانہ پیش بزرگوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ توکل کرنے والا شخص

شیر خوار بچے کی مانند ہوتا ہے کہ وہ کسی آنے والی چیز کو نہیں پہچانتا مگر اپنی ماں کی چھاتیوں کو۔ نیز برڈ کھ سکھ میں وہ فقط اپنی ماں کی طرف ہی متوجہ رہتا ہے۔

قضائے الہی پر راضی رہنا بہت بلند مقام ہے۔ خدا کی رضا پر راضی رہنا کمال درجے کی محبت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ جیسے کسی گہرے دوست کی رضامندی کی خاطر ہم برڈ کھ درد بھی برداشت کر لیتے ہیں۔ کڑوی دوا بھی پی لیتے ہیں کہ دوست ناراض نہ ہو۔ دوست کے کہنے پر اپنے جسم سے خون بھی نکال کر دے دیتے ہیں۔ یہی رضا کی حقیقت ہے۔ جو شخص اس حقیقت کو پالیتا ہے کہ حق تعالیٰ کی رضامندی اسی میں ہے کہ اس کی رضا پر راضی رہے حتیٰ کہ وہ محتاجی، بیماری، محنت اور مصیبت میں بھی راضی رہے گا۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ رضا یہ ہے کہ انسان اپنے دل سے کراہت نکال دے یہاں تک کہ دل میں فقط خوشی باقی رہے۔ حضرت رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ رضا یہ ہے کہ آدمی مصیبت میں بھی اسی طرح خوش رہے جس طرح نعمت کے ملنے پر خوش ہوتا ہے۔ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دنیا میں رضا، زہد سے افضل ہے۔ کیونکہ جو رضا پر راضی ہوتا ہے وہ یہ نہیں چاہتا کہ میں اپنے مرتبہ سے اوپر جاؤں۔ بعض بزرگوں کا کہنا ہے کہ رضا یہ ہے کہ خداوند قدوس کے کاموں میں اعتراض نہ کیا جائے بلکہ اس کے احکام کے آگے گردن جھکا دی جائے۔

اب توکل و رضا کے بارے میں خداوند قدوس کے چند فرمودات کی طرف آپ کی توجہ دلائی جاتی ہے:

۱- وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ۔ (آل عمران۔ آیت ۱۲۲)۔ (اوزایمان والوں کو اللہ تعالیٰ پر ہی توکل کرنا چاہئے)۔

۲- فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ۔ (آل عمران۔ آیت ۱۵۹)۔ (پس اللہ تعالیٰ پر بھروسہ (توکل) کرو۔ بے شک اللہ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے)۔

■ **قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ**۔ (الزمر۔ آیت ۳۸)۔ (فرمادیتے مجھے اللہ کافی ہے۔ توکل کرنے والے اسی پر توکل کرتے ہیں)۔

■ **وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا**۔ (الاحزاب۔ آیت ۳۸)۔ (اور اللہ پر بھروسہ رکھو۔ اور اللہ ہی کافی کارساز ہے)۔

■ **وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَكِيمٌ**۔ (الانفال۔ آیت ۳۹)۔ (جو کوئی اللہ پر توکل کرتا ہے تو بے شک اللہ تعالیٰ بہت غالب بڑی حکمت والا ہے)۔

■ **يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ**۔ (المائدہ۔ آیت ۱۶)۔ (اللہ اس کے ذریعے ان لوگوں کو جو اس کی رضا کے پیرو ہیں، سلامتی کی راہوں کی ہدایت فرماتا ہے اور انہیں اپنے حکم سے (کفر کی) تاریکیوں سے نکال کر (ہدایت کی) روشنی کی طرف لے جاتا ہے اور انہیں سیدھی راہ کی سمت ہدایت فرماتا ہے)۔

■ **ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ اتَّبَعُوا مَا آسَخَطَ اللَّهُ وَكَرَهُوا رِضْوَانَهُ فَأَخْبَطَ أَعْمَالَهُمْ**۔ (محمد۔ آیت ۲۸)۔ (یہ اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے اس (روش) کی پیروی کی جو اللہ کو ناراض کرتی ہے اور انہوں نے اس کی رضا کو ناپسند کیا تو اس نے ان کے اعمال ضائع کر دیئے)۔
توکل و رضا کے متعلق چند احادیث مبارکہ پیش کی جاتی ہیں:

■ **عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا بَغِيرِ حِسَابٍ هُمُ الَّذِينَ لَا يَسْتَرْفُونَ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ**۔ (بخاری۔ مسلم)۔ (حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار انسان بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے۔ وہ لوگ ہوں گے جو منتر نہیں کراتے اور شگون بد نہیں لیتے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں)۔

■ عن عمر بن خطاب قال سمعت رسول الله ﷺ يقول لو انكم تتوكلون على الله حق توكله لرزقكم كما يرزق الطير تغدو خماصا وتروح بطانا۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ)۔ (حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم لوگ اللہ پر ایسا توکل کرو جیسا کہ اس پر توکل کرنے کا حق ہے تو تم کو اس طرح روزی دے جس طرح پرندوں کو دیتا ہے۔ جو صبح کو آشیانوں سے بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر آتے ہیں)۔

■ عن سعد رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله ﷺ من سعادة ابن آدم رضاه بما قضی اللہ له و من شقاوة ابن آدم تركه استخارة اللہ و من شقاوة ابن آدم سخطه بما قضی اللہ له۔ (احمد۔ ترمذی)۔ (حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کی نیک بختی میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لئے جو فیصلہ ہو اس پر راضی رہے اور آدمی کی بد بختی میں سے یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے خیر اور بھلائی کا طالب نہ ہو اور اس کی بد بختی یہ بھی ہے کہ اپنے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فیصلہ سے خوش نہ ہو)۔

■ عن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله ﷺ ان لولب ابن آدم بكل واد شعبة فمن اتبع قلبه الشعب کلها لم یال اللہ باہی واد اهلكه و من توکل علی اللہ کفاه الشعب۔ (ابن ماجہ)۔ (حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کے دل کے لئے ہر میدان میں ایک شاخ ہے۔ پس جو آدمی اپنے دل کو ان شاخوں (خواہشوں) میں لگا دے گا تو اللہ کو پروا نہ ہوگی کہ کس میدان میں اس کی ہلاکت ہو اور جو آدمی اللہ پر توکل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی ضرورتوں کے لئے کفایت کرے گا)۔

■ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص اونٹ پر سوار ہو کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں اونٹ چھوڑ دیتا ہوں اور توکل کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کا زانو باندھ دے اور پھر توکل کر۔

■ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص خداوند تعالیٰ کے پروردگار ہونے پر راضی ہوا، اُس نے ایمان کا مزا چکھ لیا۔

الغرض توکل کا مفہوم یہ ہے کہ دل سے یقین کر کے اپنے تمام مقاصد اور کاموں میں صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پر پورا اعتماد کیا جائے، اسی سے لو لگائی جائے اور اسی کے فضل و کرم پر نظر رکھتے ہوئے امید اور خوف میں اسی سے دُعا کی جائے۔ اور رضا بالقضا کا مطلب یہ ہوا کہ بندہ اچھے پائے جن بھی احوال سے دوچار ہو یہ یقین رکھے کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ جس طرح آرام اور سلح کے زمانے میں وہ خوش رہتا ہے اسی وہ دکھ اور مصیبت کے زمانے میں بھی اللہ تعالیٰ کے حکم پر راضی رہے۔

.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....

رومان حضرت علی کرم اللہ وجہہ

ذیبا کی مثال سانپ کی سی ہے کہ چھوٹے میں نرم اور ہیٹ میں خطرناک زہر۔ ناسمجھ جاہل نوٹ ہڑتا ہے اور صاحب عقل و دانش ڈرتا ہے۔

marfat.com

داڑھی کی اہمیت

جب کوئی شخص بدل و جان دائرہ اسلام میں داخل ہو کر مسلمان کے نام سے موسوم ہوتا ہے تو اس کے لیے سرکارِ دو عالم ختم المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سنتوں پر عمل پیرا ہونا انتہائی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ اس کی دو وجوہات ہیں۔ ایک یہ کہ نبی کریم ﷺ کی ذات بابرکات کے علاوہ ہمارے لیے کوئی بھی قابل فخر نمونہ نہیں جیسا کہ فرمانِ خداوندی ہے:-

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ (الاحزاب۔ آیت ۲۱)

(تمہارے اعمال کے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔)

اور دوسرے مسلمان کی حیثیت سے آپ ﷺ کی مکمل اتباع کرنا لازمی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے کئی مقامات پر اس بارے میں ارشاد فرمایا۔ مثلاً

۱۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ۔ (النساء۔ آیت ۵۹)

(اے ایمان والو! اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔)

۲۔ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ۔ (آل عمران۔ آیت ۳۲)

(اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول ﷺ کی۔)

۳۔ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ۔ (آل عمران۔ آیت ۱۳۲)

(اور اطاعت کرو اللہ کی اور رسول ﷺ کی تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔)

۴۔ مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ۔ (النساء۔ آیت ۸۰)

(جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی۔)

۵۔ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولَ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا۔ (الحشر۔ آیت ۷)

(اور جو کچھ تمہیں رسول ﷺ عطا فرمائے وہ لے لو اور جس سے منع فرمائے اس سے باز آ جاؤ۔)

۱۔ **إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي**۔ (آل عمران۔ آیت ۳۱)
(اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔)

سنت کی اہمیت:

ایک مسلمان کے لیے سنت کی کیا اہمیت ہے؟ ہادی برحق ﷺ کے ارشادات مبارکہ پر دھیان سے غور کیجیے۔

۲۔ **مَنْ أَقْتَدَى بِي فَهُوَ مِنِّي وَ مَنْ رَغِبَ عَنِّي فَلَيْسَ مِنِّي**۔

(جس نے میری پیروی کی تو وہ مجھ سے ہے اور جس نے میری سنت سے انحراف کیا وہ مجھ سے نہیں۔)

۳۔ **عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمُهْدِيِّينَ**۔

(تم پر میری اور میرے خلفائے راشدین مہدیین کی سنت لازم ہے۔)

درج بالا احکام خداوندی اور ارشادات عالیہ سرکارِ دو عالم ﷺ سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کو عین اپنی اطاعت اور فرمانبرداری قرار دیا ہے۔ تو جو شخص اس حکم سے انحراف کرتا ہے وہ جہنم کے عذاب کو خود دعوت دیتا ہے۔

اسلامی معاشرے میں بہت سے مسلمان ایسے ہیں جو داڑھی کی اہمیت سے نا بلند ہیں بلکہ ان کے ذہن میں یہ بات بٹھی ہوئی ہے کہ داڑھی رکھنے یا نہ رکھنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ جس انسانِ کامل، رہبرِ برحق، رحمت اللعالمین ﷺ کے لائے ہوئے پیغام کی بدولت مسلمان ہونے کا شرف حاصل کیا ہے، اسی کی سنت کا رد کر رہے ہیں۔ ذرا غور کیجئے کہ سنت کا رد گویا رسول مقبول ﷺ کی نافرمانی، آپ ﷺ کی نافرمانی اللہ پاک کی نافرمانی، اور خالق کائنات کی نافرمانی نار جہنم کا عذاب۔ حالانکہ صحیح اور سچا مسلمان وہی ہے جو نبی پاک ﷺ کی ایک ایک سنت پر عمل پیرا ہو کر اس کا ثبوت مہیا کرتا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

احادیث مبارکہ ہیں۔

۱- **أَلَا إِنِّي أُوتِيْتُ الْقُرْآنَ وَمَثَلَهُ مَعَهُ أَلَا يُوشِكُ رَجُلٌ شَبَعَانٌ عَلَى أَرِيكَهِ يَقُولُ عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْقُرْآنِ فَمَا وَجَدْتُمْ مِنْ حَلَالٍ فَاحِلُّوهُ وَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ حَرَامٌ فَحَرِّمُوهُ وَإِنْ مَا حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ كَمَا حَرَّمَ اللَّهُ - (ابوداؤد۔ داری)**

(خبردار! بے شک! مجھے قرآن اور اس کے ساتھ اس کی مثل دیا گیا۔ خبردار! عنقریب ایک مرد پیٹ بھرا اپنے مسند سے تکیہ لگائے بیٹھا کہے گا بس اس قرآن کو پکڑے رکھو (یعنی اس پر عمل کو کافی سمجھو) بس اس میں جو تم حلال پاؤ فقط اسے حلال جانو، اور اس میں جو حرام پاؤ پس اسی کو حرام سمجھو (اس کے سوا کوئی چیز حرام نہیں) حالانکہ جو رسول خدا ﷺ نے حرام ٹھہرایا وہ اس کی طرح ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام ٹھہرایا۔)

۲- **عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِي عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِي فَلَهُ أَجْرُ مِائَةِ شَهِيدٍ - (مشکوٰۃ شریف)**

(حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو میری سنت کو امت کے فساد کے وقت تھام لے گا اسے سو (۱۰۰) شہیدوں کے برابر ثواب ملے گا۔)

۳- **عَنْ أَبِي عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَشَبَهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ - (سنن ابوداؤد)**

(حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص جس کسی قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ اسی قوم میں شمار ہوتا ہے۔)

یعنی کسی قوم سے مشابہت کرنے اور ان جیسی صورت بنانے والا اسی قوم سے ہوگا اور قیامت کے دن انہیں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ جو یہود، نصاریٰ، مجوسی اور ہندوؤں کی شکل اختیار کرتا ہے وہ ان کے ساتھ ہوگا اور جو صوفیہ کرام اور صالحین سے مشابہت اختیار

کرنے والا ہے وہ ان کے ساتھ ہوگا۔

داڑھی کے بارے میں رسول پاک ﷺ کے ارشادات:

■ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ أَمْرَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بِأَخْفَاءِ الشَّوَارِبِ وَأَعْقَاءِ اللَّحْيِ۔ (موطائهم مالک)

(حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے مونچھیں پست

کرنے اور داڑھیوں کو بڑھانے کا حکم فرمایا۔)

■ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ وَفِرُوا

اللَّحْيِ وَاحْفُوا الشَّوَارِبَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ أَوْ اعْتَمَرَ قَبِضَ عَلَى لِحْيَتِهِ فَمَا

فَضَلَ اخْذَهُ۔ (بخاری۔ مسلم۔ ترمذی)

(حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ مشرکوں کی

مخالفت کرو، داڑھیاں بڑھاؤ، مونچھیں کترؤ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب حج یا عمرہ

کرتے تو مٹھی سے اپنی داڑھی پکڑتے جو اس سے زیادہ ہوتی اسے کٹوا دیتے۔)

■ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْهَكُوا الشَّوَارِبَ

وَاعْفُوا اللَّحْيَ۔ (صحیح بخاری)

(حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا مونچھیں کٹواؤ اور داڑھی بڑھاؤ)

■ عَنْ ابْنِ أَبِي مَرْثَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْرُ وَلَوْ

وَتَزِدُّوا خَالِفُوا أَهْلَ الْكِتَابِ قُصُوا بِأَلْسِنَتِكُمْ وَوَقَرُوا غَنَابَتِكُمْ وَخَالِفُوا أَهْلَ

الْكِتَابِ۔ (مسند امام احمد بن حنبل)

(حضرت ابوامامہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پاجامہ پہنو اور تہہ بند باندھو اور

یہود و نصاریٰ کے خلاف کرو اور لہجے ترشواؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ اور اہل کتاب کے خلاف کرو۔)

عن ثaum مؤمن عاشة صلیفة رضى الله عنها فان رسول الله صلى الله عليه وسلم عشرة من العطرة هض الشارب واغصاء اللحية والسواك والانشاق بالماء۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۰۰۰۔ سابق)

(اذا المؤمن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ میں نے پانچ چیزیں فطرت کا حصہ ہیں ان میں سے لیکن ترشوانہ اور داڑھی جو حاکم اور مسواک کرنا اور ناک میں پانی چھانا بھی ہے۔)

جب حضور ازم ﷺ کا واضح حکم ہو گیا تو اس کے بعد ایک مسلمان کے لیے سوچنے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی سوائے قبیل کے یعنی فوراً عمل کرے۔ داڑھی جو حاکم اور مونچھیں ناک۔ کیونکہ اس واضح حکم کے بعد داڑھی منہ یا حراہ ظہر اور ایک اس لیے کہ رسول ازم ﷺ کے حکم کی نافرمانی کی دوسرے فطرت سے بغاوت کی اور تیسرے یہود و نصاریٰ کی مشابہت اختیار کی۔)

داڑھی دین اسلام کے شعار (نشانات) میں سے ہے۔ جو سلاموں اور خوشیوں سے اللہ عید فرماتے ہیں۔

فان للحية ربة الرجال فان الله سبحانه ملائكة يفسحون والمعروف من الله بالحق وهو من نعمه الخلق وبها ينظر الرجال عن النساء۔ (ابو داؤد ج ۱ ص ۱۰۰)

(با شہاد داڑھی مردوں کی ربت و خدیوہوتی ہے۔ مائیکہ قوی سے ہوتی ہے۔ جو یہ حکم کرتے ہیں ان ذات کی حکم جس نے یہ حکم کیا اس نے داڑھی سے ربت تھی اور داڑھی مردوں کی پیدائش سے قبل کا حصہ ہے۔ اور اس کے ذریعوں سے خبر ہوتا ہے۔) (ابو داؤد ج ۱ ص ۱۰۰)

لَعْنَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَخْتَبِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجَّلَاتِ مِنَ
النِّسَاءِ قَالَ فَقُلْتُ مَا الْمُتَرَجَّلَاتُ؟ قَالَ الْمُتَشَبِّهَاتُ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ۔

(رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی زنانہ مردوں اور مردانی عورتوں پر۔ میں نے عرض کی کہ
مردانی عورتیں کون ہیں؟ فرمایا وہ عورتیں جو مردوں سے مشابہت کریں۔)

مردوں کا داڑھی موٹا اور اصل عورتوں کی شکل اختیار کرنا ہے اور یہ لعنت والی بات ہے۔

داڑھی کی حد:

داڑھی کی حد ایک قبضہ مسنون ہے۔ سلطان المحدثین والفقہا حضرت مولانا علی بن
سلطان القاری ”شرح شمائل“ میں فرماتے ہیں:

فان كان الطول الزائد بان تكون زيادة على القبضة فغير ممدوح شرعا۔
(اگر داڑھی کی لمبائی قبضہ سے زیادہ ہو تو وہ شرعا غیر ممدوح ہے یعنی اچھی نہیں۔)
امام محققین شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:-

”در طویل لحيہ شریف چیزے ثابت شدہ است و از صحابہ عظام طول لحيہ منقول است و از امیر
المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ آمدہ کہ ریش مبارک وے راتا دو شہا پر کردہ بود و عادت سلف مختلف
بود و در حلیہ غوث الثقلین شیخ محی الدین عبدالقادر نوشتہ اند کہ ”کان طویل اللحيہ و عربضها“
و از ابن عمر آمدہ کہ زیادہ بر قبضہ نمی گزاشت و بالجملہ کم از قبضہ روانیست۔“

(حضور ﷺ کی داڑھی مبارک کی لمبائی میں ثبوت موجود ہے اور صحابہ عظام سے داڑھی کی
لمبائی منقول ہے اور امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں آیا ہے کہ آپ کی
داڑھی مبارک آپ کے سینے مبارک کو دونوں کندھوں تک کو بھرے ہوئے تھی۔ اور اسلاف کی
حالیہ تھی۔ اور غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیسائی رحمۃ اللہ علیہ کے حلیہ شریف میں علماء
۔۔۔ نے آپ کی داڑھی مبارک طویل و عربض تھی۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے

مروی ہے کہ داڑھی قبضہ سے زیادہ نہ چھوڑتے تھے۔ اور خلاصہ کلام یہ کہ داڑھی ایک قبضہ سے کم جائز نہیں۔)

شاہ عبدالحق محدث دہلوی ”مدارج النبوة“ جلد اول میں تحریر فرماتے ہیں۔

”در توفیر لہجہ اختلاف است۔ مشہور در مذہب حنفی چہار انگشت است و ظاہر آنست کہ مراد آن باشد کہ کم ازین نمی باید و لیکن در روایت آمدہ است کہ واجب است قطع زیادہ برآں و گفتہ اند کہ اگر علماء و مشائخ زیادہ برآں بگذارند نیز درست است۔ وے آرند کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ میگرفت لہجہ خود را بقبضہ پس آنچہ زیادہ می آمد از قبضہ می گرفت۔“

(داڑھی بڑھانے میں بھی اختلاف ہے۔ (کہ کس قدر بڑھائی جائے؟) مذہب حنفی میں مشہور چار انگل ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اس سے مراد چار انگل سے کم نہیں ہونی چاہیے۔ لیکن ایک روایت میں آیا ہے کہ چار انگل سے زائد کو کاٹنا واجب ہے اور کہتے ہیں کہ اگر علماء و مشائخ چار انگل سے کچھ زیادہ چھوڑ دیں تو درست ہے۔ اور علماء حدیث لاتے ہیں کہ (بخاری میں ہے) کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنی داڑھی کو قبضہ میں لیتے اور جو زیادہ ہوتی اسے کاٹ دیتے تھے۔)

اس سے معلوم ہوا کہ داڑھی قبضہ بھر واجب ہے اور قبضہ سے کم کسی بھی فقیرہ کے نزدیک جائز نہیں۔ قبضہ سے کم داڑھی بے دینوں کی پیروی ہے۔ داڑھی کا کٹنا یا موٹنا مرد کے لیے حرام ہے۔ یہ مشرکوں، مجوسیوں اور یہود و نصاریٰ وغیرہ کی پیروی ہے۔ داڑھی موٹنا اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیز کو بگاڑنا ہے۔ اور اس کی بنائی ہوئی چیز کو بگاڑنا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ نے داڑھی منڈانے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (اللہ پاک ہم سب کو اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔)

☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....

فضیلتِ عمامہ

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا ہے۔

يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ - (الاعراف - آیت، ۳۱)

(اے آدم کی اولاد! اپنی زینت پکڑو جب مسجد میں جاؤ۔)

اس زینت میں جہاں عمدہ اور صاف ستھرے لباس کا تذکرہ ہے وہاں اس میں عمامہ

بھی شامل ہے۔ کیونکہ ایک مسلمان کے لیے عمامہ زینت اور وقار کا باعث ہے۔ مگر سب سے

اہم پہلو یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يُنْفِذُكُمْ رَبِّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ - (آل عمران - آیت، ۱۲۵)

(مدد کرے گا تمہارا رب تمہاری پانچ ہزار فرشتوں سے جو نشان والے ہیں۔)

عمامہ کی فضیلت کے بارے میں چند احادیث مبارکہ پیش کی جاتی ہیں۔

■ عن عباده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عليكم بالعمائم فانها

سمااء الملائكة وارضوها وارضهوركم - (بیہقی - مشکوٰۃ)

(حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ تم پر عمامہ لازم ہے

کیونکہ یہ فرشتوں کی نشانی ہے اور عمامہ کے شملہ کو پیچھے کی طرف ڈالو۔)

■ عن ركانه رضى الله عليه عن النبي صلى الله عليه وسلم فرق ما بيننا وبين

المشركين العمائم على القلائس - (ترمذی - مشکوٰۃ)

(حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ نبی مکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ہمارے اور مشرکین کے

درمیان فرق، ٹوپی پر عمامہ باندھنا ہے۔)

■ صلوة طوع او فريضه بعمامة تعدل خمسا و عشرين درجة بلا عمامة

marfat.com

Marfat.com

و جمعہ بعمامہ تعدل سبعین جمعہ بلا عمامہ۔ (کنز العمال۔ جامع صغیر۔ مرقات)
 (ایک فرضی یا نقلی نماز عمامہ کے ساتھ بغیر عمامہ کی نماز سے بچیں درجے زیادہ ہے اور عمامہ کے
 ساتھ ایک جمعہ بغیر عمامہ شتر جمعہ سے بہتر ہے۔)

■ عن اسلمہ بن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اتحموا اتحموا۔ (دعامة)
 (حضرت اسامہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا عمامہ پہنو اور باوقار بنو۔)

■ عن ابن عباس رضي الله عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم خطب الناس يوم
 الجمعة و عليه عمامة سوداء۔ (ترمذی)

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے جمعہ کے روز لوگوں کو
 خطبہ ارشاد فرمایا اور آپ ﷺ کے سر مبارک پر سیاہ دستار تھی۔)

■ عن باوری رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم العمامة
 على القلنسوة فصل ما بيننا وبين المشركين يعطى يوم القيامة بكل كورة
 يدورها على راسه نورا۔ (کنز العمال)

(حضرت باوری سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ٹوپی پر دستار ہمارا اور مشرکین
 کا فرق ہے۔ ہر چچ کہ مسلمان اپنے سر پر دے گا اس کو روز قیامت ایک نور عطا کیا جائے گا۔)

■ عن ابي الدردار رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان
 الله و ملائكة يصلون على اصحاب العمامة يوم الجمعة۔ (کامل۔ طبرانی۔ الدعامة)
 (حضرت ابو دردوا سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ اور اس
 کے فرشتے جمعہ کے روز مائے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔)

■ الذي قال خير مني - انه عن ابي عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا ينس

من رآه بعد صلاة الجمعة - ان يمشي في

(حضرت سالمؓ نے اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا محرم (احرام والا) قمیض اور عمامہ نہ پہنے۔)

۹- قال بکر قال سمعت عن ابی المغیرہ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم توضع فمصح بناصیة وعلی العمامة وعلی الخفین۔ (مسلم شریف۔ نووی)

(بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ابو مغیرہ سے سنا کہ یقیناً نبی اکرم ﷺ نے وضو کیا تو ناصیہ (پیشانی) عمامہ اور موڑوں پر مسح کیا۔)

۱۰- عن ابن عمر رضی اللہ عنہ عمران رجلا قال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ ما یلبس المحرم من الثیاب قال لا یلبس القمیص والعمامة ولا القبا ولا السراویل۔ (موطا امام مالک۔ بخاری شریف)

(حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول خدا ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جب ہم احرام باندھیں تو کون سا لباس پہنیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا قمیض، عمامہ، جبہ اور شلوار نہ پہنوں۔)

اب علمائے امت، فقہائے عظام اور محدثین کرام کے چند اقوال پیش کئے جاتے ہیں:-

۱- شیخ الحدیث مولانا غلام رسول رضوی "تفہیم البخاری شرح صحیح البخاری" میں فرماتے ہیں کہ ابن ابی عاصم نے باسناد ذکر کیا کہ ایک آدمی حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آیا اور کہا کہ اے ابو عبدالرحمن کیا عمامہ سنت ہے؟ تو عبداللہ بن عمرؓ نے کہا ہاں عمامہ سنت ہے۔

۲- تفہیم البخاری شرح صحیح البخاری میں ابو عبدالسلام کی حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے ان سے پوچھا کہ سرور کائنات ﷺ عمامہ کیسے پہنتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ کو سر مبارک پر لپیٹتے تھے اور آخری کنارہ پیچھے کی جانب سر مبارک روک کر دونوں کندھوں کے درمیان لٹکاتے تھے۔

۳۔ علامہ علی القاری شرح مشکوٰۃ مرقات الفاتح میں فرمایا۔ ”لم یرو ان اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لبس لقلنسوہ بغیر العمامة فیعن ان یکون هذا ذی المشرکین“ یعنی اصلا مروی نہ ہوا کہ رسول پاک ﷺ نے بھی بغیر عمامہ کے ٹوپی پہنی ہو۔ متعین ہوا کہ یہ کافروں کی وضع ہے۔

۴۔ فیوض الرحمن اردو ترجمہ: شرح البیان میں علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں کہ سیدنا امام اعظم نے نماز کے لیے ایک مخصوص لباس تیار کروایا تھا وہ لباس یہ تھا (۱) قمیض (۲) عمامہ (۳) چادر اور (۴) شلوار۔

۵۔ تفسیر شرح جامع صغیر میں امام مناوی فرماتے ہیں۔ ”اما لبس القلنسوہ بدون العمامة فذی المشرکین۔“ (عمامہ کے بغیر ٹوپی پہننا مشرکین کی علامت ہے۔)

۶۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی ”شرح سفر السعادت“ میں تحریر فرماتے ہیں۔ ”پوشیدن عمامہ سنت است واحادیث در فضل عمامہ بسیار آمد۔“ (پگڑی پہننا سنت ہے اور اس کی فضیلت میں کثرت سے احادیث مروی ہیں۔)

۷۔ ”فتاویٰ رضویہ“ جلد سوم میں امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں قادری بریلوی ارشاد فرماتے ہیں کہ عمامہ حضور پر نور سید عالم ﷺ کی سنت متواترہ ہے۔ جس کا تواتر یقیناً سرحد ضروریات دین تک پہنچتا ہے۔

۸۔ ”ارشاد الطالین“ میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں۔ ”وستار بستن سنت است و فضیلت او بسیار است۔“ (پگڑی باندھنا سنت ہے اور اس کی بہت زیادہ فضیلت ہے۔)

درن بارہ تواترہ جات سے یہ ثابت ہوا کہ عمامہ کے سنت ہونے پر امت کا اجماع ہے اور فی الواقع اختلاف نہیں۔

عمامہ کے بارے میں چند مسائل:

۱۔ عمامہ کی حالت میں نماز پڑھنا اور پڑھنا۔ عمامہ ہونا امامجد علی صاحب اعظم کی بہا و شریعت

حصہ سوم اور حضرت مولانا نور اللہ صاحب کے ”فتاویٰ نوریہ“ جلد سوم میں ہے کہ اعتجاریہ ہے کہ سر پر پگڑی اس طرح باندھی جائے کہ بیچ میں سر پر نہ ہو۔ اگر عمامہ کے نیچے ٹوپی ہو تو اعتجاریہ نہیں۔ ٹوپی کے وسط کو عمامہ کے بیچ سے ڈھکنا ضروری نہیں۔

■ مختلف احادیث مبارکہ سے عمامہ کے پانچ رنگ ثابت ہیں۔ یعنی سفید۔ سیاہ۔ سبز۔ زرد اور سرخ۔ لیکن سفید رنگ سب سے افضل ہے۔

(۱) حضرت صمرہ بن جندبؓ سے مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البسوا الثياب البيض ای العمامة والا زاد والرد التفسیر للمناوی۔ (عمامہ۔ ص ۸۲)۔

(رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سفید کپڑے پہنا کرو۔ یعنی عمامہ، قمیض اور چادر۔)

(۲) حضرت صمرہؓ سے ہی ایک روایت ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البسوا البياض فانها اطهر واطيب و كفنوا فيها موتاكم۔ (شامل ترمذی)

(رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ یہ زیادہ سحرے اور پاک رہتے ہیں اور اسی سے اپنے مردوں کو کفن پہنایا کرو۔)

(۳) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عليكم بالبياض من الثياب ليلبسها احياءكم و كفنوا فيها موتاكم فانها من حيار

ثياب بكم۔ (رسول پاک ﷺ کا ارشاد ہے۔ چاہیے کہ تم سفید لباس پہنو۔ تمہارے زندہ لوگ سفید لباس پہنیں اور اپنے مردوں کو سفید کپڑے کا کفن دو کیونکہ یہ تمہارے کپڑوں میں سب سے بہترین کپڑا ہے۔)

■ عمامہ کھڑے ہو کر باندھنا چاہیے۔ بیٹھ کر باندھنا مصیبتوں کا پیش خیمہ ہے۔ حدیث

ثريف من ہے۔ من رسول فاتما او نعم فاعدا ابتلاه الله ببلاء الا دواء له۔

(نصاب السیر مسلک المتعمین)۔ (جو شلوار کھڑے ہو کر پہنے یا دستار بیٹھ کر باندھے، آتے

اللہ تعالیٰ ایسی بیماری میں مبتلا کر دے گا جس کی کوئی دوا نہ ہو۔)

۱۴۔ جو شخص دو بار عمامہ باندھنا چاہتا ہو وہ ایک ایک بل کر کے پہلے کھولے۔ یکبارگی کھولنے سے یہ زیادہ بہتر ہے۔ (خلاصہ الفتاویٰ۔ جلد دوم)

۱۵۔ عمامہ کی لمبائی کم از کم پانچ گز ہو۔ بعض روایتوں میں سات گز ہے۔ اس سے کم نہ ہو اور زیادہ سے زیادہ لمبائی بارہ گز ہو۔ اور چوڑا ایک گز ہو۔ (مرقات۔ صحیح المصاح۔ مسلک المتقین۔ ہدایہ الابرار)

۱۶۔ عمامہ کا شملہ رکھنا سنت مؤکدہ ہے۔ (شرح مناوی۔ شرح منہاج۔ شرح مواہب۔ سیوطی۔ دعامة)

۱۷۔ عمامہ کا شملہ دو کندھوں کے درمیان وسط کم میں چھوڑنا مستحب ہے۔ اور اس کی لمبائی ایک بالشت سے ایک گز تک ہے۔ (در مختار۔ یعنی کنز۔ ابن سعد۔ دعامة۔ بیہقی۔ طبرانی۔ مسلک المتقین)۔ بعض نے کہا ہے کہ شملہ اتنا لمبا ہو کہ بیٹھتے وقت نیچے نہ لگے۔



اعمال صالحہ کے بغیر جنت کی طلب، اتباع سنت کے بغیر شفاعت کی امید اور نافرمانی کے بعد رحمت کی تمنا، مطلق حماقت ہے۔
(حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ)

اسبال فی الازار

اسبال فی الازار کا مطلب ہے کپڑوں کا لٹکانا۔ اکثر لوگ شلوار کو نختوں سے نیچے کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ اور بعض امام صاحبان ایسے ہیں کہ صرف نماز کے لیے شلوار کو اڑس کر نختوں سے اوپر کر لیتے ہیں اور نماز کے فوراً بعد نیچے کر لیتے ہیں۔ شرعی مسئلہ یہ ہے کہ تکبر اور سجاوٹ کی وجہ سے شلوار کا نختوں سے نیچے کرنا نماز کے اندر اور باہر دونوں حالتوں میں حرام ہے اور گناہ کبیرہ ہے۔ کیونکہ جس گناہ میں وعید کا ذکر ہو وہ گناہ کبیرہ ہے۔ خبردار رہنا چاہیے کہ نماز کے باہر بھی یہ عمل حرام ہے چہ جائیکہ نماز کے اندر ہو۔ اس عمل کے ارتکاب سے نماز قبول نہیں ہوتی۔

قرآن پاک میں واضح حکم ہے۔ کہ رسول ﷺ کو جو حکم دیں اس پر عمل کرو اور جس کام سے منع کریں اس سے باز رہو۔

اسبال فی الازار کی قسمیں:

- اسبال فی العمامہ یہ ہے کہ اس کا شملہ ناف کی حد سے زیادہ لمبا کیا جائے۔
 - ۱- شلوار اور ازار میں اسبال یہ ہے کہ نختوں سے نیچے کیا جائے۔
 - ۲- چادر میں اسبال یہ ہے کہ اس کا کونہ نختوں سے نیچے ہو جائے۔
- حدیث مبارکہ:

اب چند احادیث مبارکہ تحریر کی جاتی ہیں جن سے اسبال کا رد ہوتا ہے۔

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ نختوں سے نیچے جو ازار یا شلوار ہو گا وہ دوزخ ہو گا۔ (صحیح بخاری)

- حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے

- ۱۔ دن اللہ تعالیٰ ازار کو ٹخنوں سے نیچے کرنے والے کو نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا۔
- ۲۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا۔ جس نے غرور اور تکبر سے اپنا کپڑا ٹخنوں سے نیچے کر کے کھینچا۔
- ۳۔ حضرت ابوسعید خدریؓ نے کہا کہ میں نے حضور پاک ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ مومن کا تہبند آدمی پنڈلیوں تک ہے اور آدمی پنڈلی اور ٹخنوں کے درمیان ہو جب بھی کوئی حرج نہیں۔ جو کپڑا ٹخنوں سے نیچے ہو وہ آگ میں ہے۔ آپ ﷺ نے یہ جملہ تین بار دہرایا ”قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر نہیں کرے گا۔ جو تہبند یا پا جامہ گھسیٹتا چلے۔“
- ۴۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکا کر نماز پڑھ رہا تھا تو نبی پاک ﷺ نے اس سے فرمایا کہ جا پھر وضو کر۔ وہ شخص گیا اس نے دوبارہ وضو کیا۔ پھر واپس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا جا پھر وضو کر۔ تو ایک شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا بات ہے کہ آپ ﷺ نے اس شخص کو وضو کا ارشاد فرمایا تو حضور پاک ﷺ نے کچھ دیر خاموش ہو کر پھر فرمایا کہ وہ شخص ٹخنوں سے ازار نیچے لٹکا کر نماز پڑھ رہا تھا۔ اور یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ازار نیچے لٹکانے والے آدمی کی نماز قبول نہیں کرتا۔ (ابوداؤد)
- ۵۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ منافق کی علامت شلوار کو لمبا کرنا ہے۔ پس جس نے شلوار کو اتنا لمبا کیا کہ قدموں کے نیچے ہو جائے تو اس نے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی۔ اور جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی تو اس کے لیے دوزخ ہے۔ (کنز العمال)

☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....

marfat.com

Marfat.com

شریعت و طریقت

طریقت، شریعت کے خلاف نہیں ہے بلکہ وہ شریعت کا باطنی حصہ ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ شریعت اور چیز ہے اور طریقت اور چیز، وہ جاہل محض ہیں۔ بعض بے علم پیر اپنے مریدوں کو اکثر یہ کہتے ہیں کہ مولوی کے پاس نہ جانا کیونکہ وہ شریعت کی باتیں کرتے ہیں اور فقیر کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں۔ یاد رہے ایسے پیر اور مرید دونوں قہر و غضبِ خداوندی کے سزاوار ہیں۔ ایسے ہی مکار دھوکہ بازوں کے بارے میں مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

کارِ شیطان می کند، نامش ولی گر ولی نیست لعنت بر ولی

(ترجمہ:- اگر کوئی شخص شیطان والا کام کرے اور ولی کہلائے تو ایسے ولی پر لعنت ہے۔)

اس ٹھکانہ اور جاہلانہ خیال کے رد کے لیے بزرگانِ دین کے ہی چند اقوال پیش کیے

جاتے ہیں تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ شریعت اور طریقت ایک دوسرے سے بالکل جدا نہیں ہیں۔

■ حضرت بایزید بسطامی فرماتے ہیں۔ ”اگر تم ایسا آدمی دیکھو کہ کراہتیں دکھائے یہاں

تک کہ ہوا میں اڑتا ہے تو اس کے دھوکے میں نہ آ جاؤ، جب تک یہ نہ دیکھ لو کہ وہ امر و نہی حفظ

حدود اور پابندی شریعت میں کیسا ہے؟“ (رسالہ قشیریہ۔ صفحہ ۱۸)

■ علامہ ابوالقاسم قشیری اپنے رسالہ قشیریہ کے صفحہ نمبر ۵۴ پر تحریر فرماتے ہیں۔ ”اللہ کی

بندگی کو لازم پکڑنا، شریعت ہے اور اس کی ربوبیت کا مشاہدہ کرنا، حقیقت ہے۔ لہذا جو شریعت

حقیقت کی تائید کے بغیر ہو، وہ ناقبول ہے اور جس حقیقت کے ساتھ شریعت کی قید نہ لگی ہو، وہ

لا حاصل ہے۔“

■ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ”کل مخلوق پر سب راہیں بند ہیں

سوائے اس کے جو رسول اللہ ﷺ کے قدم بقدم چلے۔“

marfat.com

Marfat.com

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب سیزدہم جلد اول صفحہ نمبر ۲۸ میں تحریر کرتے ہیں۔ ”تمام کشفیات (طریقت) شریعت کے مطابق ہی نکلے اور شریعت و طریقت میں بال بھر بھی مخالفت نظر نہیں آئی۔ علماء اور ان بزرگوں (صوفیہ) کے درمیان بس اتنا ہی فرق ہے کہ علماء دلیل اور علم کی روشنی میں جاتے ہیں اور صوفیہ لوگ کشف و ذوق کے طریقے پر دریافت کر لیتے ہیں۔ اور صوفیہ کے حال کی صحت پر اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل چاہیے کہ ان کے کشفیات، شریعت کے مطابق ہیں۔“

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار ”رشحات العیون“ میں فرماتے ہیں۔ ”شریعت، احکام کے ظاہری احوال کا نام ہے اور انہی احکام پر دل جمعی کے ساتھ عمل کرنا طریقت ہے اور اس جمعیت و دلجمعی میں رسوخ و ملکہ (مہارت) کے پیدا ہو جانے والے مرتبے کا نام حقیقت ہے۔“

حضرت نوریؒ فرماتے ہیں۔ ”جس کو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کی معیت اور قربت میں ایسی حالت کا دعویٰ کرتا ہے جو حد شرعی سے خارج ہے، اُس کے قریب مت جاؤ۔“

حضرت جنید بغدادیؒ سے کسی نے کہا کہ ایک قوم جو یہ کہتی ہے کہ ”ہم واصل ہو گئے ہیں لہذا ہمیں نماز اور روزہ کی حاجت نہیں۔“ حضرت جنیدؒ نے جواب میں فرمایا کہ ”یہ تو وہ سچ کہتے ہیں کہ واصل ہو گئے ہیں لیکن واصل جہنم ہوئے نہ واصل اللہ تعالیٰ۔“

شیخ مصلح الدین سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

محال است سعدی کہ راہ صفا تو ان رفت جز بہ پئے مصطفیٰ

خلاف پیمبر کے راہ گزید ہرگز بمنزل نخواہد رسید

(ترجمہ:۔ اے سعدی یہ محال ہے کہ کوئی شخص حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیروی کے بغیر راستے پر چل سکے۔ جس نے پیمبر کے خلاف راستہ اختیار کیا وہ کبھی ہرگز (معرفت کی) منزل تک نہیں پہنچ سکے گا۔)

۴۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے ”شرح مشنوی“ میں ایک حدیث نقل کی ہے جو یہ ہے۔ ”شریعت میرے اقوال کا نام ہے، طریقت میرے اعمال کا، حقیقت میری باطنی کیفیت کا اور معرفت میرا راز ہے۔“ اس سے ظاہر ہوا کہ شریعت و طریقت میں قطعاً کوئی مخالفت نہیں بلکہ درحقیقت یہ دونوں ایک ہی سرچشمہ نبوت کی دو نہریں ہیں۔ شریعت ہی دراصل کھرے اور کھوٹے کی کسوٹی ہے۔ جس طرح دودھ کے بغیر مکھن کا بنانا ناممکن ہے اسی طرح شریعت کے دودھ کے بغیر طریقت و حقیقت کا مکھن ملنا محال ہے یا اس کو یوں بھی سمجھ لیجئے کہ شریعت ایک جڑ ہے، طریقت اس کی شاخیں اور پتے ہیں، حقیقت اس کا ثمر ہے۔ کسی بھی درخت کی جب جڑ کاٹ دی جائے تو سارا درخت سوکھ جاتا ہے۔ اسی طرح شریعت کے بغیر حقیقت کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

شریعت و طریقت کے باہمی تعلق کو حضرت اکبر الہ آبادی نے بڑے خوبصورت طریقے سے ایک نظم میں بیان کیا ہے جو یہاں تحریر کی جاتی ہے۔ امید ہے قارئین کے لیے بہت سودمند ہوگی۔

سنو دو ہی لفظوں میں مجھ سے یہ راز
 شریعت وضو ہے، طریقت نماز
 طریقت شریعت کی تعمیل ہے
 طریقت عبادت کی تکمیل ہے
 شریعت حکم و طریقت بہ دل
 کہ معنی سے کر دے تجھے متصل
 شریعت میں آثار راہ خدا
 طریقت میں رفتار راہ خدا

شریعت ، طریقت سے ہے صف پہ صف
 یہ ہے موج دریا وہ دریا میں کف
 شریعت سے ہے ظلمت کفر دُور
 طریقت میں فطرت کا ظاہر ہے نور
 شریعت کرے گی بصیرت کو صاف
 طریقت میں حسب مذاق انکشاف
 شریعت تو اک عام قانون ہے
 طریقت کا اک خاص مضمون ہے
 شریعت^{۱۱۲} میں لازم اطاعت ہوئی
 طریقت میں شرط ارادت ہوئی
 شریعت تو ہے دیدۂ نور میں
 طریقت بنی روح کی دُور میں
 شریعت ہے اک شمع محفل فروز
 طریقت ہے اک شعلۂ وہم سوز
 شریعت ہے مہر سپہر ہدا
 طریقت کا رخ سوائے حُب خدا
 شریعت ہے جاں اور طریقت نشاط
 شریعت ہے منزل ، طریقت رباط
 شریعت غذا ہے ، طریقت دوا
 شریعت چمن ہے ، طریقت ہوا

شریعت ہے عبادت اللہ کی
 طریقت محبت ہے اللہ کی
 شریعت کی خدمت کا سب سے لگاؤ
 طریقت کی لذت پئے من یشاء
 شریعت میں ہے نار و جنت کا رنگ
 طریقت میں ہے وصل و فرقت کا رنگ
 شریعت کتابوں کی ہے محتمل
 طریقت میں ہے درس احوالِ دل
 عبادت سے عزت ، شریعت میں ہے
 عبادت کی لذت ، طریقت میں ہے
 شریعت میں تاکیدِ ضبطِ نصوص
 طریقت میں ذوقِ عملِ باِ خلوص
 طریقت قدم ہے ، شریعت ہے راہ
 شریعت زباں ہے ، طریقت نگاہ
 شریعت در مکتبِ مصطفیٰ
 طریقت عروجِ دلِ مصطفیٰ
 شریعت ہے قیل و قالِ حبیب
 طریقت میں محوِ جمالِ حبیب
 شریعت میں ارشادِ عہدِ آلت
 طریقت میں ہے یادِ عہدِ آلت

شریعت ہکر ہے ، طریقت زباں
 کہ معنی کی لذت چکھے تیری جاں
 شریعت میں دین اور ایمان ہے
 طریقت میں تسکین و ایقان ہے
 سخن سنجیاں گو ہوں میری دُست
 مگر قولِ سعدی نہایت ہے پُست
 طریقت بجز خدمتِ خلق نیست
 بہ تسبیح و سجادہ و ذلق نیست

(ترجمہ آخری شعر: طریقت تسبیح، مصلیٰ اور کندڑی پہن لینے کا نام نہیں۔ بلکہ طریقت فقط مخلوقِ خدا کی خدمت کا نام ہے۔)

.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....

حضرت خواجہ بابزید بسطامی - رحمة الله عليه کا فرمان :
 راحت اور آرام کا دروازہ اپنے اوپر بند کرنا ، تصوف ہے
 اگر تو طریقت میں داخل ہوتا تو ہرگز شریعت کے خلاف
 عمل نہ کرتا۔

فضیلتِ ذکر اور قرآن و حدیث سے ثبوت

انسان کو دنیا میں اس لیے بھیجا گیا کہ وہ ہمہ وقت صرف اللہ تبارک و تعالیٰ، جو ہم سب کا خالق، مالک اور رازق بھی ہے، کی عبادت میں مصروف رہے۔ اللہ جل شانہ کا ذکر کرنا سب سے بڑی عبادت ہے۔ ذکر کیوں ضروری ہے؟ اس کی دو بنیادی وجوہات ہیں۔ ایک تو یہ کہ ذکر الہی سے انسان کو جو لطف، لذت، سرور اور قلبی طمانیت نصیب ہوتی ہے وہ کسی اور ذریعہ (خصوصاً دنیاوی مال و متاع) سے ہرگز ممکن نہیں۔ اور دوسرا یہ کہ آدمی جب گناہ کرتا ہے تو اس کا دل سیاہ ہو کر گمراہی کے اندھیروں میں گم ہو جاتا ہے تو پھر وہ ذکر الہی کے نور سے دل کو منور کر سکتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے ”ہر چیز کے زنگ کو دور کرنے کے لیے کوئی نہ کوئی چیز ہوتی ہے۔ دلوں کا زنگ اللہ کے ذکر سے دور ہوتا ہے۔“ (بیہقی)

کوئی بھی شے زنگ آلود ہو تو بیکار جبکہ صیقل شدہ انتہائی مفید ہوتی ہے۔ قرآن پاک میں کئی مقامات پر اللہ کا ذکر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ رہا یہ سوال کہ ذکر کیسے کیا جائے تو اس کے لیے بھی ہمیں قرآن حکیم سے رہنمائی ملتی ہے۔

فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ . (الانبياء۔ آیت ۷)

(پس اہل ذکر سے دریافت کر لو اگر تم نہیں جانتے۔)

اہل ذکر سے مراد کوئی شیخ کامل و کھل اور صاحب معرفت شخصیت ہے۔ جیسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضور اکرم ﷺ سے ذکر کا طریقہ پوچھا اور تابعین نے صحابہ کرام سے۔ اسی طرح سلسلہ بہ سلسلہ (نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ اور سہروردیہ) یہ طریقہ چلا آ رہا ہے۔ ان شاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔

ذکر کی اقسام:

اللہ پاک کا ذکر کرنے کی تین اقسام ہیں۔

- ۱۔ ذکر باللسان۔۔۔ یعنی زبان سے تسبیح، تحمید اور تلاوت کرنا یا زبانی ذکر۔
- ۲۔ ذکر بالارکان۔۔۔ یعنی ظاہری اعضا کو اچھے کاموں میں مشغول رکھنا اور نہ سے کاموں سے روکے رکھنا۔
- ۳۔ ذکر بالہمتان۔۔۔ یعنی قلبی ذکر یا ذکر خفی۔

ان تینوں طریقوں میں قلبی ذکر کو بزرگی حاصل ہے اس لیے کہ:

- (ا) زبانی ذکر کے لیے طہارت ضروری ہے جبکہ قلبی ذکر کو اس کی ضرورت نہیں۔
 - (ب) حدیث پاک کی رو سے ذکر قلبی یا خفی، جس کو فرشتے بھی نہ سن سکیں، کی فضیلت زبانی ذکر سے ستر (۷۰) گنا زیادہ ہے۔ (بخاری)
 - (ج) زبان، باتیں کرتے، کھاتے، پیتے اور سوتے وقت ذکر نہیں کر سکتی جبکہ اگر کھب سوتے، جاگتے، کھاتے، پیتے، چلے، بھرتے، مانتے، بیٹھے ہر وقت اللہ کا رہتا ہے۔ اسی لیے سلطان الاولیاء حضرت سلطان باہونے فرمایا: "جو ذمہ غافل سو ذمہ کافر"۔ (یہی وجہ ہے کہ نقشبندی حضرات قلبی ذکر پر زور دیتے ہیں)۔
- ذکر الہی کی اہمیت و فضیلت کو اجاگر کرنے کے لیے اب چند آیات قرآنی اور چند احادیث مبارکہ درج کی جاتی ہیں۔

آیات قرآنی:

■ **فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَادْكُرُوا اللّٰهَ جَمِيعًا وَّ لَعَلَّكُمْ تَخْشَوْنَہٗ۔**

(التوٰرہ آیت ۱۰۳)

(جب تم نماز پوری کر چکو تو اللہ کی یاد میں مشغول ہو جاؤ، کھڑے بھی بیٹھے بھی اور لیٹے بھی)۔
(یعنی کسی حال میں بھی اس کے ذکر سے غافل نہ ہو)۔

■ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا ۖ سُبْحٰنَكَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ (آل عمران آیت ۱۹۱)
(وہ لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں کھڑے بھی بیٹھے بھی اور لیٹے ہوئے بھی اور
آسمانوں اور زمین کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب آپ نے یہ سب
بیکار تو نہیں پیدا کیا؟ ہم آپ کی تسبیح کرتے ہیں۔ آپ ہم کو عذابِ جہنم سے بچالیجئے۔)

■ وَادْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ
وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ۔ (اعراف۔ آیت ۲۰۵)

(اور اپنے رب کو یاد کیا کرو، اپنے دل میں اور ذرا دھیمی آواز سے بھی۔ اس حالت میں کہ عاجزی
بھی ہو اور اللہ کا خوف بھی۔) ہمیشہ (صبح کو بھی اور شام کو بھی۔ اور غافلین میں سے نہ ہو۔)

■ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ۔ (انفال۔ آیت ۲)
(ایمان والے تو وہی لوگ ہیں جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر
جاتے ہیں۔)

■ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ أَنَابَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ ۗ أَلَا بِذِكْرِ
اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ۝۔ (رعد۔ آیت ۲۷-۲۸)

(اور) اللہ) ہدایت فرماتے ہیں جو اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور وہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو
(اللہ پر) ایمان لائے، اور اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے۔ خوب سمجھ لو کہ اللہ
کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے۔)

■ وَيُبَشِّرُ الْمُخْبِتِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ ۝۔ (انج آیت ۳۳-۳۵)

(اور آپ (جنت کی) خوشخبری سنا دیجئے ایسے خشوع کرنے والوں کو۔ (جن کا یہ حال ہے) کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے ان کے دل ڈرجاتے ہیں۔)

■ وَلَذِكْرِ اللَّهِ كَثِيرًا - (الحکبوت - آیت ۲۵) (اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے۔)

■ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا - (احزاب - آیت ۲۱)

(بے شک تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کا عمدہ نمونہ موجود ہے۔ یعنی ہر اس شخص کے لیے جو اللہ سے اور آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو۔)

■ وَلَذَاكِرِينَ اللَّهُ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا - (احزاب - آیت ۳۵)

(اور بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور اللہ کا ذکر کرنے والی عورتیں ان سب کے لیے اللہ تعالیٰ نے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔)

■ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا - (احزاب - آیت ۴۱)

(اے ایمان والو! تم اللہ کا خوب کثرت سے ذکر کیا کرو۔)

■ فَوَيْلٌ لِلْقَلْبِ قَلْبُهُمْ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ أَوْ لِيَكُ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ -

(الزمر - آیت ۲۲)

(وہیں ہلاکت ہے ان لوگوں کے لیے جن کے دل اللہ کے ذکر سے متاثر نہیں ہوتے۔ یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔)

■ تَقْسِمُ مَنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَى

ذِكْرِ اللَّهِ ذَلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَنْ يَشَاءُ - (الزمر - آیت ۲۳)

(ان لوگوں کے بدن کانپ اٹھتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ پھر ان کے بدن اور

دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے جس کو چاہتا ہے اس کے ذریعہ ہدایت فرمادیتا ہے۔

۳۔ وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ نُقِضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ۔
(الزخرف۔ آیت ۳۶)

(جو شخص رحمن کے ذکر سے (جان بوجھ کر) اندھا ہو جائے، ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں پس وہ (ہر وقت) اس کے ساتھ رہتا ہے۔)

۴۔ أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ۔ (المحمد۔ آیت ۱۶)
(کیا ایمان والوں کے لیے اس کا وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی یاد کے واسطے جھک جائیں۔)
۵۔ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔ (المجموع۔ آیت ۱۰)

(پس (جب جمعہ کی) نماز پوری ہو چکے تو (تم کو اجازت ہے) تم زمین پر چلو پھرو۔ اور اللہ کی روزی تلاش کرو اور (دنیا کے کاموں میں مشغول ہو کر بھی) اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے رہو، تاکہ تم فلاح کو پہنچ جاؤ۔)

۶۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ۔ (المنافقون۔ آیت ۹)

(اے ایمان والو! تم کو تمہارے مال اور اولاد اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرنے پائیں اور جو لوگ ایسا کریں گے وہی خسارے میں رہیں گے۔) کیونکہ دنیا کی چیزیں فانی اور اللہ کی یاد آخرت میں کام آئے والی ہے۔

۷۔ وَإِنْ يُكَذِّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُذِيقُوا لِقَاءَ لِقَائِكُمْ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَ يَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ۔ (القلم۔ آیت ۵)

(یہ کافر لوگ جب ذکر سنتے ہیں (تو شدتِ عداوت سے ایسے معلوم ہوتے ہیں) گویا آپ کو اپنی نگاہوں سے پھسلا کر گرا دیں گے اور کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) یہ تو مجنوں ہیں۔)

۱۸ ■ **وَمَنْ يُعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا۔** (الجن۔ آیت ۱۷)

(اور جو شخص اپنے رب کے ذکر سے روگردانی اور اعراض کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو سخت عذاب میں داخل کرے گا۔)

۱۹ ■ **وَأَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا ۝ قُلْ إِنَّمَا أَدْعُو رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا ۝** (الجن۔ آیات ۱۹-۲۰)

(جب اللہ کا بندہ اللہ کو پکارنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو یہ کافر لوگ اس بندہ پر بھینٹ لگانے کو ہو جاتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ میں تو صرف اپنے پروردگار ہی کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔)

احادیث مبارکہ:

۱- **عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الذِّكْرِ يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالذِّكْرُ لَا يَذْكُرُ رَبَّهُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ۔** (بخاری۔ مسلم۔ بیہقی)

(حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا، ان دنوں کی مثال زندہ اور مردے کی سی ہے۔ (یعنی زندہ، ذکر کرنے والا اور مردہ، ذکر نہ کرنے والا ہے۔)

۲- **عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا فِي حَجْرِهِ ذَارَهُمْ يَتَّقِيهَا وَآخِرُ يَذْكُرُ اللَّهَ لَكَانَ الذَّاكِرُ لِلَّهِ أَفْضَلَ۔** (طبرانی)

(حضرت ابو موسیٰؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص کے پاس بہت سے روپے ہوں اور وہ ان کو تقسیم کر رہا ہو اور دوسرا شخص اللہ کے ذکر میں مشغول ہو تو ذکر

کرنے والا افضل ہے۔)

■ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُمَا شَهِدَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا أَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ۔ (مسلم۔ ترمذی۔ ابن ماجہ)

(حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعیدؓ دونوں اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو جماعت اللہ کے ذکر میں مشغول ہو فرشتے اس جماعت کو گھیر لیتے ہیں۔ اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور سکینہ (سکون۔ طمانیت) ان پر نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اپنی مجلس میں (فخر کے ساتھ) کرتے ہیں۔)

■ عَنْ أَنَسٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ قَوْمٍ اجْتَمَعُوا يَذْكُرُونَ اللَّهَ لَا يُرِيدُونَ بِذَلِكَ إِلَّا وَجْهَهُ إِلَّا ذُاعَهُمْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَنْ قَوْمُوا مَغْفُورًا لَكُمْ قَدْ بَدَلْتُ سَيِّئَاتِكُمْ حَسَنَاتٍ۔ (طبرانی۔ بیہقی)

(حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ جو بھی لوگ اللہ کے ذکر کے لیے مجتمع ہوں اور ان کا مقصود اللہ کی رضا ہو تو آسمان سے ایک فرشتہ ندا کرتا ہے کہ تم لوگ بخش دیے گئے اور تمہاری برائیاں نیکیوں سے بدل دی گئیں۔)

■ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَمِلَ آدَمِيُّ عَمَلًا أَنْجَى لَهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ۔ (احمد۔ طبرانی)

(حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کوئی عمل عذابِ قبر سے زیادہ نجات دینے والا نہیں ہے۔)

■ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا مَنَرْتُمْ بَرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوا قَالَ وَمَا بَرِيَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ حِلَقُ الذَّكْرِ۔ (ترمذی۔ مشکوٰۃ۔ احمد)

(حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ جب جنت کے باغوں میں پہلے سے گزرتو خوب چہو۔ عرض کی گئی کہ جنت کے باغ کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا کہ ذکر کے پھلے۔)

■ **عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْخَلْبَرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَكْثَرُ مَا أَذْكَرُ اللَّهُ حَتَّى يَقُولُوا مَجْنُونٌ۔ (احمد۔ حاتم)**

(حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا ایسی کثرت سے ذکر کیا کرو کہ لوگ مجنون کہنے لگیں۔)

■ **عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْخَلْبَرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَذْكَرُ اللَّهُ ذِكْرًا يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ إِنَّكُمْ مُرَاوِنٌ۔ (طبرانی۔ بیہقی)**

(حضرت ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ تمہارا ذکر کا ایسا ذکر کرو کہ منافق لوگ تمہیں ریاکار کہنے لگیں۔)

■ **عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَجَزَ مَكَّةَ عَنِ اللَّيْلِ أَنْ يُكَابِدَهُ وَيَجْعَلَ بِالْمَالِ أَنْ يَتَفَقَّهُ وَخَيْرٌ عَنِ الْعَنَةِ أَنْ يُحْمَدَهُ فَلْيُكْثِرْ ذِكْرَ اللَّهِ۔ (طبرانی۔ بیہقی)**

(حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ جو تمہیں سے عاجز ہو، راتوں کو محنت کرنے سے اور بخل کی وجہ سے مال بھی نہ خرچ کیا جاتا ہو اور بزدلی کی وجہ سے جہاد میں بھی شرکت نہ کر سکتا ہو، اس کو چاہیے کہ اللہ کا کثرت سے ذکر کیا کرے۔)

■ **عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ يَنْحَسِرُ أَهْلُ الْجَنَّةِ إِلَّا عَلَى سَاعَةِ مَرْتَبٍ بِهِمْ لَهُ بِذِكْرٍ وَاللَّهُ تَعَالَى لَهَا۔ (طبرانی۔ بیہقی)**

(حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں جانے کے بعد اہل جنت کو دنیا کی کسی چیز کا افسوس نہیں ہوگا بجز اس غمزدگی کے جو دنیا میں اللہ کے

ذکر کے بغیر گزر گئی۔)

■ عَنْ أَبِي الثَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا أَنْتُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ وَأَزْكَامَا عِنْدَ مَلِيكِكُمْ وَأَرْفَعِيهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ وَخَيْرٌ لَكُمْ مِنْ انْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْوَرَقِ وَخَيْرٌ لَكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوا أَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوا أَعْنَاقَكُمْ قَالُوا بَلَى قَالَ ذَكَرَ اللَّهُ - (احمد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ)

(حضرت ابو ثرداءؓ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے ایک مرتبہ صحابہ کرامؓ سے ارشاد فرمایا کہ میں تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں جو تمام اعمال میں بہترین چیز ہے اور تمہارے مالک کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ اور تمہارے درجوں کو بہت زیادہ بلند کرنے والی اور سونے چاندی کو خرچ کرنے سے بھی زیادہ بہتر (اور جہاد میں) تم دشمنوں کو قتل کر دو وہ تم کو قتل کریں اور اس سے بھی بڑھی ہوئی؟ صحابہ نے عرض کی، ضرور بتائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کا ذکر ہے۔)

■ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمْ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ الْإِمَامُ الْعَادِلُ وَالشَّابُّ نَشَاءً فِي عِبَادَةِ اللَّهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللَّهِ اجْتَمَعَا عَلَى ذَلِكَ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالَ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ هِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ خَالِيًا ففَاضَتْ عَيْنَاهُ - (بخاری۔ مسلم)

(حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ سات آدمی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے (رحمت کے) سایہ میں ایسے دن جگہ عطا فرمائے گا۔ جس دن اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ایک عادل بادشاہ، دوسرے وہ جوان جو جوانی میں اللہ کی عبادت کرتا ہو، تیسرے وہ شخص جس کا دل مسجد میں اٹکھ رہا ہو، چوتھے وہ دو اشخاص

جن میں اللہ ہی کے واسطے محبت ہو، اسی پر ان کا اجتماع ہو اسی پر جدائی، پانچویں وہ شخص جس کو کوئی حسب نسب والی حسین عورت اپنی طرف متوجہ کرے اور وہ کہہ دے کہ مجھے اللہ کا ذکر مانع ہے، چھٹے وہ شخص جو ایسے خفیہ صدقہ کرے کہ دوسرے ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو، ساتویں وہ شخص جو اللہ کا ذکر تہائی میں کرے اور آنسو بہنے لگیں۔

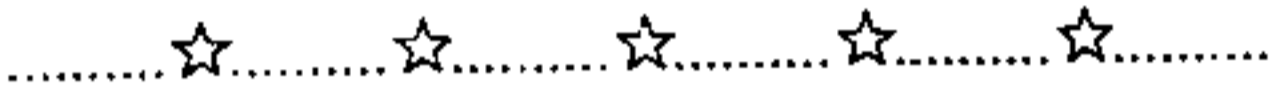
ذکر الہی کرنے کے فوائد:

- ۱۔ اللہ کا ذکر کرنے سے سکونِ قلب حاصل ہوتا ہے۔
- ۲۔ ذکر الہی سے قلب کی صفائی ہو جاتی ہے۔
- ۳۔ ذکر کرنے سے انسان کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور یہ گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔
- ۴۔ روحانی بیماریوں مثلاً حسد، بغض، تکبر، ریاکاری، غصہ وغیرہ سے نجات اللہ کے ذکر سے ممکن ہے۔
- ۵۔ ذکر کرنے والے شخص کے رزق میں برکت ڈال دی جاتی ہے اور اس کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔
- ۶۔ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے، اولیاء اور صالحین ہر وقت اللہ کے ذکر میں مصروف رہتے ہیں۔ جو شخص ان کی صحبت میں بیٹھتا ہے، ان سے اللہ کا ذکر سیکھتا ہے اور اللہ کو یاد کرنے لگتا ہے تو اللہ اسے بھی اپنے مقرب لوگوں میں شامل فرماتا ہے۔

ذکر الہی نہ کرنے کے نقصانات:

- ۱۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کو دنیاوی نعمتوں اور مال و اسباب کے باوجود قلبی سکون کی دولت سے محروم کر دیتا ہے۔

- ۲۔ جو شخص اللہ کا ذکر نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُسے اندھا اٹھائے گا اور سخت عذاب دے گا۔
- ۳۔ ذکر الہی سے غافل شخص کا ساتھی شیطان ہوتا ہے جو اُسے ہر وقت برائیوں کی طرف راغب کرتا ہے۔ حتیٰ کہ دولتِ ایمان سے بھی محروم کر دیتا ہے۔
- ۴۔ جو لوگ ذکر الہی نہیں کرتے بالآخر گمراہ ہو جاتے ہیں اور دنیا و آخرت میں ناکامی سے دوچار ہوتے ہیں۔



فرمانِ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

☆..... حرام چیزوں اور حرام باتوں سے بچتے
رہو گے تو مستجاب الدعوات بن جاؤ گے۔

☆..... مومن کا چہرہ بشاش رہتا ہے اور
دل غمگین۔

تصوف اور صوفی

حضرت رسول خدا ﷺ کے زمانہ مبارک کے بعد جن حضرات نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے تعلیم حاصل کی وہ تابعی کہلائے اور ازاں بعد کے تبع تابعین سے موسوم ہوئے۔ اہل دنیا کی نظروں سے آنحضور ﷺ کو جدا ہوئے جب ایک عرصہ گزر گیا تو لوگوں نے مختلف الآراء ہو کر اپنے اپنے الگ راستے بنائے۔ عملی فضا مگر ہو گئی۔ متقیوں اور زاہدوں کے ارادے ڈگمگائے۔ جہالتوں کے پردے چھا گئے۔ اور ارباب دنیا خطا کاریوں میں مبتلا ہو گئے۔ اعمال صالح چھوٹ گئے۔ تو ایسے پراگندہ ماحول میں کچھ اہل صفا حضرات نے گوشہ نشینی اختیار کی اور یاد الہی میں متوجہ ہو گئے۔ اس ریاضت سے انہیں ایک نیا عرفان اور نئے علوم حاصل ہوئے۔ ان نئے علوم کے لیے انہوں نے ایسی اصطلاحات وضع کیں جو ان کے وجدان اور باطنی کیفیات کو ظاہر کر سکیں۔ انہی اصطلاحات اور علوم جدیدہ کو تصوف کہا جانے لگا۔ اخلاف نے اپنے اسلاف سے اس کی تعلیمات حاصل کرنا شروع کر دیں۔ یوں یہ سلسلہ ایک باقاعدہ علم کی شکل میں جاری و ساری ہو گیا، جو آج تک رائج ہے۔ ایسے علم والے باصفا لوگ صوفی کہلائے۔ پس اس وقت سے صوفیہ کے لیے یہ علم ان کی نشانی ہے۔ علم الہی ان کی صفت ہے، عبادت الہی ان کا سراپا ہے، تقویٰ ان کا لباس ہے اور حقیقت الہی ان کے حقائق ہیں۔ علاوہ ازیں روحانیت کے اس علم کے ماہرین کو جو صوفی کہا گیا تو کچھ اور وجوہات بھی تھیں۔ مثلاً ایک وجہ یہ تھی کہ چونکہ ان کا نصب العین صفائے باطن تھا لہذا وہ صوفی کہلائے۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ چونکہ انبیاء علیہم السلام اور بیشتر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عمل کے مطابق وہ حضرات اکثر صوف (اُون کا کپڑا) پہنتے تھے۔ اس لیے بھی صوفی مشہور ہوئے اور تیسری وجہ یہ تھی کہ ان کا مسلک اصحابِ صفہ کے مطابق تھا اس نسبت

سے یہ بھی صوفی کے نام سے موسوم ہوئے۔ دل کی صفائی اور ظاہر و باطن میں حضور نبی کریم ﷺ کی خلوص سے اتباع اور تمام احکامات شریعت کی پابندی کا نام تصوف ہے۔ حضرت جنید بغدادی اور حضرت بایزید بسطامی جیسے تمام اکابر اولیاء مشائخ کا اس بات پر متفق ہیں کہ حضور پر نور ﷺ کی کھل اتباع کا نام تصوف ہے۔ جس شخص کا ظاہر شریعت کے مطابق اور باطن آداب طریقت کے موافق نہ ہو ایسا شخص ولی یا صوفی نہیں ہو سکتا۔

چند مشائخ عظام کے اقوال:

■ شیخ ابو الحسن النوری کہتے ہیں۔ "تصوف کسی بھی شے کا نام نہیں نہ ہی وہ کسی عمل کا نام ہے وہ تو اخلاقِ حسنہ کا نام ہے۔"

■ ابو محمد اعرقی فرماتے ہیں "ہم اچھے خلق کا اپنا نام اور بدی بات سے اچھے شخص پر تصوف ہے۔"

■ ابو سعید الخزاز نے فرمایا۔ "صوفی وہ ہے جس کے دل کو اس کا رب پاک و صاف کر دے اور اس کا دل نورانی سے ہمہ گیر ہو جائے اور وہ نورانی شروع کرتے ہی لذت و سرور میں گھو جائے۔"

■ حضرت ابو بکر اکثانی فرماتے ہیں۔ "تصوف منہ جتنی تزیین اور مشابہہ کا نام ہے۔"

■ حضرت بل بن عبد اللہ تستری فرماتے ہیں۔ "صوفی وہ ہے جو عورت سے صرف گھر سے خالی رہنے کے لیے انسانوں سے منقطع ہے اور جس کی نظر میں سوجا بھر مٹی پر ہے۔"

■ حضرت شیخ سعد الدین معرف رقی کا قول ہے۔ "صوفی وہ ہے جو عورت سے صرف بنا گھر سے ہمہ پور ہو اور حق تعالیٰ کے قرب کی خاطر شریعت سے بیکار ہو جائے۔ اس میں انہوں نے بڑا دلچسپ اور دلکش بیان کیا ہے۔"

■ حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں "تصوف یہ ہے کہ تیری زبان جو عورتوں کے لیے

نیت کے بغیر اللہ تعالیٰ کے حضور قبولیت کا درجہ حاصل نہیں کر سکتا۔ اس کی مثال رُوح اور جسم کی سی ہے جو ایک دوسرے کے بغیر ادھورے ہیں۔

صوفی کو درج ذیل اخلاق حمیدہ کا عملی نمونہ ہونا چاہیے۔

- ۱۔ توبہ..... گناہ کو یاد کر کے افسوس کرنا اور نادام ہونا اور ترک کر دینے کا عہد کرنا۔
- ۲۔ صبر..... ہوائے نفسانی پر غالب آنا۔
- ۳۔ شکر..... نعمت کو منعم حقیقی کی طرف سے سمجھنا اور پھر خوش ہو کر اس کی اطاعت کرنا۔
- ۴۔ رجا..... فضل اور مغفرت اور جنت و نعمت کے انتظار میں قلب کو راحت ہونا اور ان کے حصول کی کوشش کرنا۔
- ۵۔ خوف..... عذاب و عتاب کے خیال سے دل کو درد مند کرنا۔
- ۶۔ زہد..... فانی چیز کی خواہشات کو ترک کر کے آخرت کی طرف مائل ہونا۔
- ۷۔ توحید..... یہ یقین رکھنا کہ بدون ارادہ خدا کے کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔
- ۸۔ توکل..... صرف وکیل یا کارساز پر قلب کا اعتماد رکھنا۔
- ۹۔ محبت..... طبیعت کا ایسی چیز کی طرف مائل ہونا جس سے حقیقی لذت حاصل ہو۔
- ۱۰۔ شوق..... محبوب کو اس کے کمال کے ساتھ دیکھنے کی خواہش کرنا۔
- ۱۱۔ انس..... محبوب کی معلومہ وجوہ پر نظر کر کے قلب کو سرور حاصل ہونا۔
- ۱۲۔ رضا..... حکم قضا پر اعتراض نہ کرنا۔
- ۱۳۔ نیت..... دل کا ایسی چیز کی طرف ابھرنا جسے اپنے نفع کے موافق سمجھنا۔
- ۱۴۔ اخلاص..... اطاعت میں صرف اللہ تعالیٰ کے تقرب و رضا کا قصد کرنا۔
- ۱۵۔ صدق..... جس مقام کو حاصل کریں اسے کمال تک پہنچائیں۔
- ۱۶۔ مراقبہ..... ذات پاک کا دل سے دھیان رکھنا۔

۱۔ فکر..... معلومات سابقہ کو ملا کر غیر معلوم باتوں تک پہنچنا۔

صوفی کو درج ذیل اخلاقِ ذمیرہ سے کلی طور پر اجتناب کرنا چاہیے۔

۱۔ آفاتِ لسان.... فضول تکرار، گالی گلوچ، بدگوئی، لعنت، خوشامد، جھوٹ، غیبت وغیرہ۔

۲۔ شہوت..... بطن و فرج کی لذت۔

۳۔ غضب..... انتقام لینے کے لیے دل کا جوش میں آنا۔

۴۔ حقد..... دل کی گرائی جو انتقام نہ لے سکنے کی صورت میں قائم رہتی ہے۔

۵۔ حسد..... کسی کی اچھی حالت دیکھ کر جلنا اور اس کے زوال کا خواہاں ہونا۔

۶۔ حب دنیا..... ان دنیاوی اشیاء کی خواہش کرنا جن سے آخرت میں کوئی فائدہ نہ ہو۔

۷۔ حب جاہ..... لوگوں کے نزدیک قابل تعظیم بننے کی خواہش کرنا۔

۸۔ بخل..... شرعاً لازم مصارف میں تنگی کرنا۔

۹۔ حرص..... مال وغیرہ کے ساتھ دل کو لگانا۔

۱۰۔ ریا..... شہرت اور نیک نامی کی غرض سے لوگوں کو دکھا کر طاعت کرنا۔

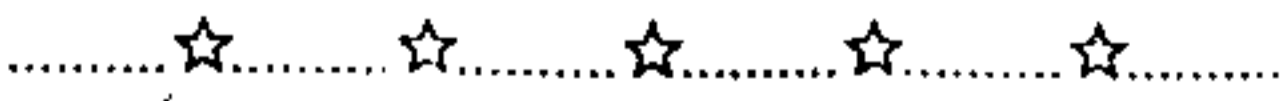
۱۱۔ تکبر..... خود کو صفاتِ کمال میں دوسروں سے بڑا سمجھنا۔

۱۲۔ عُجب..... اپنے کمال کو اپنی طرف منسوب کرنا اور زوال کا خوف نہ کرنا۔

۱۳۔ غرور..... کسی نفسانی خیال پر طبیعت کا مائل اور قلب کا مطمئن ہونا۔

غرض یہ کہ تصوف عین اسلام ہے اور شریعت مطہرہ سے الگ کوئی شے نہیں۔

تصوف اختیار کرنے والا ہی صوفی ہے۔



پیر و مرشد کی ضرورت

دنیا میں کوئی بھی علم حاصل کرنا یا کوئی بھی فن سیکھنا ہو تو اس کے لیے کسی نہ کسی استاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ فقط کتابوں کے مطالعہ سے کوئی کامل و مکمل نہیں ہو سکتا۔ طب کی کتابیں موجود ہونے کے باوجود آپ ڈاکٹر یا طبیب نہیں بن سکتے۔ درزی کے پاس بیٹھے بغیر سوئی پڑنے کا انداز نہیں آتا، سلائی تو دور کی بات ہے۔ خوشنویس کے تلمذ بنے بغیر قلم کی گرفت اور کشش سے جب تک آگاہ نہ ہو، کوئی ہرگز خوش نویس نہیں ہو سکتا۔ بڑھئی کے پاس بیٹھ کر سیکھے بغیر کوئی بھی کاریگر بڑھئی نہیں بن سکتا۔ غرض دنیا میں کوئی ایسا فن نہیں ہے جس میں کسی ماہر فن استاد کی ضرورت نہ ہو۔ اسی طرح دین بھی ایک علم اور فن ہے جو اس کے ماہر (شیخ) کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ کتاب اللہ کی موجودگی میں شیخ (مرشد) کی کیا ضرورت ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ کتاب اللہ کے ہوتے ہوئے معلم کتاب یعنی نبی ﷺ کی کیا ضرورت ہے؟ اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیلؑ کے ذریعے کتاب نازل کر کے حکم فرمادیتے کہ اس پر عمل کر کے فلاح پالو۔

قرآن پاک میں اللہ پاک نے فرمایا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔

(سورۃ المائدہ۔ آیت۔ ۴۵)

(اے ایمان والو! ڈرو اللہ سے اور تلاش کرو وسیلہ (اس تک رسائی کے لیے) اور اس کے راستے میں جہاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔)

یہاں وسیلہ سے مراد ہادی مرشد شیخ یا پیر ہے جس نے راہ سلوک طے کیا ہو اور خدا رسیدہ ہو۔ شاہ عبدالرحیم، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور شاہ عبدالعزیز محدث وسیلہ سے

مراد شیخ لیتے تھے۔

ایک حدیث نبوی ہے۔ الشیخ فی قبیلۃ کالنبی فی ائمة۔

(اپنے قبیلہ میں شیخ اس طرح ہے۔ جس طرح ایک نبی اپنی امت میں۔)

بیعت کرنے کے متعلق فرمانِ خداوندی ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ ۗ يَذُ اللَّهُ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ۔

(سورہ الفتح۔ آیت ۱۰)

(اے نبی ﷺ! جو لوگ آپ کے ساتھ بیعت کرتے ہیں وہ دراصل اللہ کے ساتھ بیعت

کرتے ہیں ان لوگوں کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔)

اس آیت میں کسی انسانِ کامل کے ہاتھ پر بیعت کرنا ثابت ہے۔ جب رسولِ خدا

ﷺ کے ساتھ بیعت کرنا ضروری ہے تو آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ کے خلفاء کے ساتھ

بھی بیعت کی وہی اہمیت ہے۔ کیونکہ آپ سرکارِ دو عالم ﷺ کے ظاہرِ اُغیر موجودگی میں بیعت

اور وسیلہ کی زیادہ ضرورت ہے۔

استاد، دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک استادِ ظاہری جس سے اس کے شاگردِ ظاہری

علوم پڑھتے ہیں اور دوسرا استادِ باطنی جس سے طالبِ باطنی علوم کے اسرار حاصل کرتے ہیں۔

باطنی علوم کے استاد، مشائخِ عظام یعنی پیرانِ کرام صاحبان ہیں۔ کسی شیخ یا پیر کی شاگردی

(بیعت) کی ضرورت اس لیے لازمی ہے کہ اس کی صحبت میں رہ کر راستہ کے خطرات یا اس

کی ٹھوکروں سے شاگرد (مرید) محفوظ ہو جائے اور ترقی کی منازل آسانی سے طے کر سکے۔

مختلف صحبتوں کا اثر انسان پر ضرور پڑتا ہے۔ یعنی نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرے گا تو نیکی

کے اثرات مترتب ہوں گے اور اگر بُرے لوگوں کی صحبت میں بیٹھے گا تو برائی کی جانب

راغب ہوگا۔ نیک طینت لوگوں کی صحبت انسان پر نہایت خوشگوار اثرات مرتب کرتی ہے اس

کے لیے شیخ سعدی کا مشہور قطعہ پیش کرنا نہایت مناسب معلوم ہوتا ہے۔

گلے خوشبوئے در حمام روزے
رسید از دسب محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مٹھکے یا عبرے
کہ از نئے دل آویز تو مستم
بلکنا من گلے ناچیز بوم
لیکن مدتے با گل نشستم
جمال ہم نشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہاں خاتم کہ ہستم

ترجمہ:- ”ایک دن حمام میں محبوب کے ہاتھ سے مجھے خوشبودار مٹی ملی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تو مٹھک ہے یا عبر؟ کہ تیری دل آویز خوشبو سے میں مست ہو گیا ہوں۔ اس نے کہا کہ میں ایک ناچیز اور معمولی مٹی تھی۔ لیکن ایک مدت تک پھول کے ساتھ میری صحبت رہی۔ میرے ہم صحبت کی خوبی نے مجھ پر اثر کیا اور میں خوشبودار ہو گئی۔ وگرنہ میں تو وہی مٹی ہوں جو پہلے تھی۔“

انسان جب روحانی طور پر ترقی کرنا چاہتا ہے تو اسے ایسے ہی پیران با کمال اور مشائخ عظام سے بیعت کا رشتہ استوار کرنا پڑتا ہے۔ اور اکثر ایک کی بجائے کئی شیخ کامل و کمل سے فیض کے حصول کے لیے ان کی بارگاہ میں حاضری کی سعادت حاصل کرنا ہوتی ہے۔ علامہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی ”احکام شریعت“ میں فرماتے ہیں کہ اگر مرہد خلاف شریعت ہو تو اس کو چھلکانا واجب ہے اور دوسرا پیر تلاش کرنا چاہیے۔ اور اگر پہلا مرہد وصال فرما جائے اور اس کی تربیت کمال نہ ہوئی ہو تو دوسری مرتبہ بیعت جائز ہے۔ (یعنی دوسرے شیخ سے بیعت لینی چاہیے)۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات شریف مکتوب نمبر ۲۲۱ دفتر اول میں فرماتے ہیں کہ پیر اول کی عین حیات میں اگر طالب اپنی ہدایت کسی اور جگہ دیکھے تو اس کو جائز ہے کہ پہلے پیر کے انکار کے بغیر دوسرے پیر کو اختیار کرے یعنی پہلے پیر کا انکار نہ کرے۔ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”ارشاد الطالبین“ میں فرماتے ہیں کہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضور رسالت مآب ہادی برحق سرکارِ دو عالم ﷺ کی بیعت کی اور آپ ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بیعت کی۔ یہ بیعت محض امور دنیا کے لیے نہ تھی بلکہ کمالات قرب الہی کے لیے تھی۔ حضرت مولانا حاجی ”نجات النفس“ میں فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کے بھی متعدد پیر تھے۔ ان میں حضرت ابوسعید مخزومی، حضرت حماد، آپ کے والد حضرت شیخ ابوصالح اور شیخ ابوالوفا شامل تھے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نے کئی پیرانِ عظام سے فیوض و برکات حاصل کیں۔ آپ نے طریقہ قادریہ، چشتیہ اور سہروردیہ اپنے والد گرامی سے حاصل کیا۔ طریقہ کبریہ حضرت یعقوب صرنی سے اور طریقہ نقشبندیہ کے کمالات حضرت باقی باللہ سے حاصل کیے۔ (جوہر نقشبندیہ)

حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے مختلف جگہوں پر جن مختلف مشائخ عظام سے فیوض و برکات اور خلافت حاصل کی ان میں خواجہ عثمان ہارونی، حضرت نجم الدین کبری، غوث اعظم حضرت عبدالقادر جیلانی، شیخ ضیاء الدین، شیخ شہاب الدین سہروردی، خواجہ واحد الدین کرمانی، خواجہ یوسف ہمدانی، ابوسعید تہریزی، شیخ محمود اصفہانی، خواجہ ابوسعید مہندی، خواجہ ناصر الدین الہ آبادی اور شیخ ابوالحسن خرقانی شامل ہیں۔ اور آخر میں لاہور

میں سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش کے مزار پر اعتکاف کر کے فیض حاصل کیا۔ پیر مہر شاہ گولڑہ شریف نے اپنے والد گرامی اور خواجہ شمس الدین سیالوی اور حاجی امداد اللہ مہار سے بیعت کر کے خلافت حاصل کی۔

حضرت غوث علی شاہ پانی پتی نے ۱۵ مرتبہ مختلف اولیاء کرام سے بیعت کی۔ اگر ایسے صوفیہ کرام ہیں جو کہ پیدائشی طور پر ولی اللہ تھے۔ (جیسے شیخ عبدالقادر جیلانی اور سلطان ولیا، حضرت سلطان بابو) مگر انہوں نے بھی ظاہری طور پر بیعت کی۔

مختصر پنجابی کی ایک مثل کے مطابق کہ جس طرح دودھ کے بغیر کھیر نہیں بن سکتی اور تمہی سے بغیر چوڑی کا بننا ناممکن ہے اسی طرح کسی مرشد کامل و کمال کے بغیر باطنی علوم میں ترقی و تمال کا حصول ناممکن ہے۔



سوفی وہ ہے کہ جس کے ایک ہاتھ میں قرآن مجید اور دوسرے ہاتھ میں سنت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو۔

(حضرت علی ہجویری، داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ)

کامل پیر اور ناقص پیر کی پہچان

شریعت کی پابندی کے ساتھ ساتھ ایسے مرشد کی تلاش کرنی چاہیے جو اسے ضبطِ نفس کی تلقین کر سکے۔ سالک کو ایک رہبر کی ضرورت ہوتی ہے جس کی اطاعت اسی طرح کرنا ہوتی ہے جس طرح محبوبِ حقیقی کی۔ راہِ عشق میں کوئی منطق نہیں چلتی یہاں بلا چون و چرا تعمیل حکم کرنا ہوتی ہے۔ لیکن یہ ممکن ہے کہ ایک ناقص پیر راہِ راست سے بھٹکا دے۔ اس لیے سالک پر لازم ہے کہ ایک سچے رہبر کی تلاش کرنے میں اپنی پوری سوجھ بوجھ سے کام لے اور اس کے انتخاب میں انتہائی حزم و احتیاط ملحوظ رکھے۔

مرزا غالب نے کہا تھا۔ ع

لطف بے کثافت جلوہ پیدا کر نہیں سکتی

یعنی جب تک کوئی کثافت زدہ غلاطت سامنے نہ ہو اس وقت تک لطافت کی عمدگی کا احساس نہیں ہو سکتا۔ مطلب یہ کہ جب تک چند ایک ناقص پیروں سے آپ کا واسطہ نہ پڑے، ان کی حرص کھل کر سامنے نہ آئے اور اپنی بے علمی اور ضلالت و جہالت کے باعث اپنے مریدوں کا بیڑا غرق نہ کر لیں تب تک آپ کے لیے کامل پیر کی پہچان مشکل ہوگی۔ مولانا رومؒ اپنی مثنوی میں فرماتے ہیں۔

دستِ ناقص ، دستِ شیطان است و دیو

آنکہ او در دامِ تکلیف و ریو

اے بسا ابلیس آدمِ زوئے ہست

پس بہر دستے نشاید داد دست

ترجمہ:- (ناقص (پیر) کا ہاتھ شیطان اور دیو کا ہاتھ ہے کیونکہ وہ ہر لمحہ دھوکہ و فریب کے جال

marfat.com

Marfat.com

بچھائے رہتا ہے بھڑکی کے رُوپ میں بے شمار شیطان بھی ہوتے ہیں اس لیے (بلا سوچے سمجھے) ہر کسی کے ہاتھ میں اپنا ہمت کا (ہاتھ نہیں دینا چاہیے)۔

ناقص پیر سے تعلیم حاصل کرنا بجائے نفع کے نقصان کا باعث ہوتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب نمبر ۲۳ دفتر اول حصہ اول میں فرماتے ہیں۔ ”جاننا چاہیے کہ زمین کا ضائع کرنا دو طریق پر ہے۔ ایک یہ کہ اس میں کچھ نہ بویا جائے اور دوسرا یہ کہ اس میں خبیث اور ناقص بیج ڈالے۔ اور دوسری قسم، زمین کے ضائع کرنے میں پہلی قسم کی نسبت زیادہ ضرور رساں ہے۔ بیج کا خبیث اور ناقص ہونا ایسا ہے جیسے ناقص پیر کی ناقص تعلیم۔ ناقص پیر کا مسلک حرص اور خود غرضی کے تابع ہوتا ہے۔ اس لیے اس کا کچھ اثر ظاہر نہیں ہوتا ایسا پیر چونکہ خود و اصل خدا نہیں ہوتا اس لیے اگر وہ کسی مرید کو طریق سلوک پر چلاتا ہے تو جیسا وہ خود گمراہ ہوتا ہے اسی طرح مرید کو بھی راہِ حق سے گمراہ کر دیتا ہے۔ گویا ناقص پیر کی صحبت زہر قاتل ہے۔ اس کی طرف رجوع کرنا مہلک مرض میں اضافہ کرنا ہے۔ جبکہ کامل پیر کی تعلیم و تربیت عمدہ اور بہترین قسم کے بیج کی طرح ہے جو اچھی طرح نشوونما پا کر بار آور ثابت ہوتا ہے۔ یا یوں سمجھ لیں کہ ناقص پیر کی مثال ناقص یا آٹائی طبیب کی طرح ہے جو مریض کو درست کرنے کی بجائے اس کے مرض میں اضافے کا موجب بن کر اسے موت کی گھاٹی میں اتار دیتا ہے۔ جبکہ کامل پیر ایک حاذق طبیب کی مانند ہے۔ جو نہ صرف ناقص طبیب کی ناقص دوا کی تاثیر کو ختم کرتا ہے۔ بلکہ مناسب اور درست علاج سے اصل مرض کا ازالہ کر کے صحت و تندرستی سے ہمکنار کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

ناقص پیروں کی علامات:

امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں۔ کہ بہتر (۷۲) گمراہ فرقوں کا اختراع ناقص پیروں سے ہوگا۔ ناقص پیروہ ہوتے ہیں:-

- ۱۔ جو شریعت مصطفیٰ ﷺ کے مکمل طور پر پابند نہ ہوں۔
 - ۲۔ جنہوں نے سلوک شروع نہ کیا ہو۔
 - ۳۔ جنہوں نے ولایت کے مقامات طے نہ کیے ہوں اور رسوخ کے مقامات تک نہ پہنچے ہوں۔
 - ۴۔ جنہوں نے سیر الی اللہ، سیر فی اللہ، سیر عن اللہ باللہ اور سیر فی الاشیاء کو بطریق تمام طے نہ کیا ہو۔
 - ۵۔ جو فنا و بقا کی دولت سے مشرف نہ ہوئے ہوں۔
 - ۶۔ وہ حیات لطائف، اطمینان نفس، اعتدال عناصر اور اخلاق محمودہ سے متصف نہ ہوئے ہوں۔
- تا قص پیروں کے لیے شریعت کی زد سے کوئی حقوق ثابت نہیں ہیں۔ اس لیے ان کی صحبت سے فرار واجب ہے۔

کامل پیروں کی علامت:

کامل پیروہ ہوتے ہیں جو:-

- ۱۔ شریعت محمدی ﷺ کے مکمل طور پر پابند اور ماہر ہوں۔
- ۲۔ سلوک کی منازل طے کر کے دوسروں کو بھی اس راہ پر گامزن کرنے کے اہل ہوں۔
- ۳۔ ولایت کے مقامات طے کر چکے ہوں اور رسوخ کے مقام پر بھی پہنچ چکے ہوں۔
- ۴۔ سیر اربعہ فنا و بقا اور اسرار و دقائق سے بہرہ ور ہوں۔
- ۵۔ حیات لطائف اطمینان نفس اعتدال عناصر اور اخلاق محمودہ سے متصف ہو چکے ہوں۔
- ۶۔ عقائد اجماعیہ سنیہ کے قبیح ہوں اور مذاہب اربعہ میں سے معین مذہب کے مقلد ہوں۔

- ۷۔ درجات سب سے متابع مصطفیٰ ﷺ سے متصف ہوں۔ کیونکہ متابعت کے ان درجات سے متصف پیر ہی انبیاء کے حقیقی وارث اور کامل تابع ہوں گے۔
- ۸۔ صاحب نسبت ہوں۔ یعنی جن کا سلسلہ طریقت صحیح طور پر حضرت رسول مقبول ﷺ تک جا پہنچا ہو۔ اور رشد و ہدایت کی اجازت حاصل کر کے خلافت حاصل کر چکے ہوں۔
- ۹۔ ان کے دیدار سے اللہ تعالیٰ یاد آ جائے۔
- ۱۰۔ کامل پیر اس قابل ہوتے ہیں کہ ان کی توجہ شریفہ سے مُردہ دلوں میں زندگی اور پڑ مردہ میں تازگی پیدا ہو جائے۔
- ۱۱۔ معرفت کے رمز شناس ہوں۔
- ۱۲۔ اعلیٰ اخلاق کے حامل اور مہمان نواز ہوں۔
- ۱۳۔ غرباء کے ساتھ انکساری سے پیش آئیں۔
- ۱۴۔ مریدین باصفا کو روحانی تربیت دینے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔
- ۱۵۔ ریالالچ، حسد، خود پسندی، غفلت اور عیش و عشرت سے دُور رہتے ہوں۔
- ۱۶۔ درج بالا صفات، پیر کامل کے مریدین میں بھی نظر آتی ہوں۔



۱۔ درجات سب سے متابع مصطفیٰ ﷺ کے لئے مرشدی مجدد عصر علامہ اختر زادہ سیف الرحمن پیر ارچی خراسانی دامت برکاتہ کی کتاب "ہدایت السالکین" کا مطالعہ فرمائیے۔

تصویرِ شیخ

بعض نا سمجھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ تصویرِ شیخ کیوں کریں۔ براہِ راست اللہ تعالیٰ کا تصور کیوں نہ کیا جائے؟ انسان کی فطرت ہے کہ وہ عموماً نیکی کے صراطِ مستقیم کو چھوڑ کر بدی کے دلفریب، پرکشش اور غلط راستے پر بہت جلد گامزن ہو جاتا ہے۔ اس طرح وہ اپنی دنیا اور آخرت دونوں برباد کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بہت رحیم و کریم ہے۔ انسانوں کو بے حد گمراہ دیکھ کر بھی وہ ان کی بھلائی چاہتا ہے۔ چنانچہ اس نے بے شمار انبیاء کرام مبعوث فرمائے جو وقتاً فوقتاً ان گم گشتہ راہ انسانوں کی راہنمائی فرما کر ہدایت و قرب الہی کے حصول کی نہ صرف تلقین کرتے رہے بلکہ عملی طور پر بھی مظاہرہ فرماتے رہے۔ جب تک نبوت کا سلسلہ جاری رہا پیغمبرانِ عالی مقام تشریف لاتے رہے۔ اب چونکہ نبوت کا یہ سلسلہ خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی ذاتِ بابرکات پر ہمیشہ کے لیے منقطع ہو گیا ہے، لہذا بھٹکے ہوئے انسانوں کی ہدایت کا کام جناب رسول خدا ﷺ کے وارثان یعنی بزرگانِ دین (اولیائے کرام) کے ذمے آن پڑا ہے جو آنحضرت ﷺ کے نائب بن کر یہ فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

مرید (انسان) میں بہت سی خامیاں اور کوتاہیاں ہوتی ہیں۔ ان کے ازالہ کے لیے وہ کسی شیخِ کامل و مکمل (نائبِ رسول ﷺ) کی خدمت میں حاضر ہو کر صفائے باطن کا طالب ہوتا ہے۔ شیخِ کامل اپنی بھرپور توجہ سے مرید کے قلب کی صفائی کر کے اس میں روحانی علوم کی ضوابط کو سمجھ دیتا ہے۔ اس طرح رفتہ رفتہ مرید ترقی کے مدارج طے کر لیتا ہے۔ اس عروج کے حصول کے لیے دراصل شیخِ کامل سے ایک گہرا رابطہ رکھنا ہوتا ہے۔ اسی رابطہ کو تصویرِ شیخ کہا جاتا ہے۔ تصویر کا مطلب یہ ہے کہ مرید اپنے شیخِ کامل و مکمل کے حلیہ مبارک کو اپنے دل میں اس طرح جود دے کہ یہ تصور اس کی رگ رگ میں سما جائے اور شیخ کی محبت اور تصور اس کے دل میں

یوں جاگزین ہو جائے کہ اس کے علاوہ کسی دوسرے شخص کا خیال تک نہ آسکے۔ مرید کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنی ذات کی حفاظت کے لیے اپنے ارد گرد ایک ایسا مضبوط قلعہ تیار کر لے کہ شیطان جیسے بُرے دشمن اس میں داخل نہ ہو سکیں۔ اور نہ اُسے بھٹکا سکیں۔ حفاظت کا یہ قلعہ فقط تصور شیخ سے ہی نصیب ہو سکتا ہے۔ روحانی ترقی کے حصول اور مخفی حقائق سے آگاہی کے لیے ضروری ہے کہ مرید اپنے حواس سے کام نہ لیتے ہوئے مکمل یک سوئی اختیار کر کے تصور شیخ کو اپنے دل میں جگہ دے۔ اس طرح اس کا باطن منور اور روشن ہو جاتا ہے۔

ایک عارف کامل کا کہنا ہے۔

چشم بند و گوش بند و لب بند گر نہ بینی ہر حق بر ما بخند

ترجمہ:- اے طالب! تو اپنی آنکھ کان اور ہونٹ بند کر کے تصور شیخ کو اپنے باطن میں اتار۔ پھر اگر تجھے نور حق حاصل نہ ہو تو ہم پر ہنس لینا۔ (یعنی ہمیں جھوٹا کہہ دینا)۔

یاد رہے کہ تصور شیخ کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مرید آنکھیں بند کر کے بیٹھ جائے اور اپنے شیخ کی جسمانی تصویر کا خیال کرے یا یہ سوچنے لگے کہ شیخ کا حلیہ یہ ہے لباس ایسا ہے داڑھی ایسی ہے آنکھیں ایسی ہیں وغیرہ۔ یہ بالکل غلط تصور ہے۔ تصور شیخ کا اصل اور صحیح مفہوم یہ ہے کہ مرید اپنے شیخ کو ذہن کا مرکز بنا کر اس میں گم ہو جائے اس کے حواس پر شیخ کا عشق اتنا غالب آجائے کہ مرید شیخ کی ذات میں فنا ہو جائے۔ اس کو فنا فی الشیخ کہتے ہیں۔ اس منزل کو طے کرنے کے بعد مرید جب رسول کریم ﷺ سے رابطہ پیدا کر کے آپ ﷺ کے عشق میں گم ہو جاتا ہے تو اس درجہ کو فنا فی الرسول کہتے ہیں۔ ازاں بعد مقدہ ریاضی کرتا رہے اور مرید کا اللہ تعالیٰ سے رابطہ ہو جائے اور وہ عشق الہی میں فنا ہو جائے تو اس مرتبہ کو فنا فی اللہ سے تعبیر کرتے ہیں۔

مرزا اسد اللہ غالب نے کیا خوب کہا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

ہے پرے سرحدِ ادراک سے اپنا مسجود
 قبلہ کو اہل نظر، قبلہ نما کہتے ہیں
 مسلمان نماز کی ادائیگی کے لیے اپنا رخ قبلہ (کعبہ) کی طرف کرتے ہیں۔ اور
 آپ بھی جانتے ہیں کہ اگر قبلہ زونہ ہو جائے تو نماز نہیں ہوتی۔ گویا نماز کی ادائیگی کے لیے
 قبلہ زونہ ہونا ضروری ہے۔ اب غور کریں کہ گو نماز کی ادائیگی کے لیے ہمارا رخ قبلہ کی جانب
 ہوتا ہے مگر قبلہ خدا نہیں ہے۔ یعنی ظاہر ہمارا قیام رکوع اور سجود وغیرہ قبلہ کی سمت ہوتا ہے۔
 جبکہ باطن ہمارا یہ قیام رکوع اور سجود وغیرہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے ہوتا ہے جو بظاہر نظر نہیں
 آتا، مگر تصور اسی کا ہوتا ہے۔ یعنی ہمارا اصل مقصود اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، قبلہ نہیں۔ قبلہ فقط
 ایک علامت کے طور پر ہے اسی لیے اہل نظر (اولیائے کرام) قبلہ کو اصل مسجود (اللہ تعالیٰ)
 کی جانب قبلہ نما (یعنی سمت دکھانے والا) کہتے ہیں۔ بات واضح ہوئی کہ گو نماز کی حالت
 میں ہمارا رخ قبلہ کی جانب ہوتا ہے مگر اصل مسجود (جس کو سجدہ کیا جائے) اللہ تعالیٰ کی ذات
 ہی ہوتی ہے۔ اسی طرح روحانی ترقی کے لیے گو تصور شیخ کا ہوتا ہے مگر اصل مقصود اللہ تعالیٰ
 کی ذات ہے، بالکل اسی طرح جیسے قبلہ۔

تصور شیخ کی اہمیت اس کے نفع اور اقرب الی المطلوب (خدا تک رسائی) ہونے
 کی بنا پر تمام حضرات چشتیہ حضرات قادر یہ حضرات سہروردیہ اور خصوصاً بزرگان نقشبندیہ اور
 جمیع صوفیہ کرام نے اسے اپنے معمولات میں بطور جزو اعظم شامل کیا ہوا ہے۔ ان تمام
 بزرگان کرامی قدر کے نزدیک تصور شیخ کو تمام اور اذو وظائف اور ریاضات و مجاہدات پر اولیت
 افضلیت اور فوقیت حاصل ہے۔ بنفس کے نزدیک سلوک میں کامیابی کا انحصار تصور شیخ پر ہے
 یعنی تصور شیخ تصوف و طریقت کی جان ہے۔

مولانا عبد الرحمن جامی قدس اللہ سرہ نے اپنے رسالہ ”سررشتہ دولت“ میں فرمایا

marfat.com

Marfat.com

ہے کہ ”اگر وہ عزیز (شیخ) غائب ہو تو اس کی صورت کو خیال میں لے کر تمام ظاہری و باطنی قوتوں کے ساتھ قلب صنوبری کی طرف متوجہ ہو اور جو خطرہ آئے اس کو دور کرے یہاں تک کہ غیبت و بے خودی ظاہر ہو جائے۔ ایسا بار بار کرنے سے اس کا ملکہ (مہارت) پیدا ہو جاتا ہے۔ اور (خدا سے رسائی کے لیے) اس سے زیادہ نزدیک کا کوئی راستہ نہیں ہے۔“
(معمولات مظہریہ)

تصویر شیخ کا حدیث کی رو سے ثبوت:

اس مسئلہ کا اصل ماخذ اور بنیاد چند روایات ہیں جو پیش خدمت ہیں:-

۱- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بحوالہ صحیح مسلم شریف مروی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ **كَانِي أَنْظُرُ إِلَى سَوَالِهِ تَحْتَ شَفْتَيْهِ**۔ (مجھے آپ ﷺ کا تصور یوں پکا ہوا تھا گویا میں آپ ﷺ کو لبوں میں مسواک لیے ہوئے کا تصور کرتا ہوں)۔

۲- حضرت حریث ابن عمرو سے بحوالہ صحیح مسلم شریف مروی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ **وَكَانِي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوَادَةٌ وَقَدْ أَدْخَى طَرْفَيْهَا بَيْنَ كَفْتَيْهِ**۔ (میں نبی پاک ﷺ کا یوں تصور کرتا ہوں کہ گویا آپ ﷺ منبر مبارک پر تشریف فرما ہیں اور سیاہ عمامہ باندھے ہوئے ہیں۔ اور آپ ﷺ کے عمامہ کے دونوں پلے آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان لٹکے ہوئے ہیں)۔

حضرت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جس جس ہیئت و حالت میں حضور پاک ﷺ کو دیکھا تھا اسی کے مطابق آپ ﷺ کا تصور ان کے ذہن اور دماغ میں بیٹھ گیا تھا۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ۔ (التوبہ۔ آیت، ۱۱۹)

(اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔)

marfat.com

Marfat.com

اس آیت مبارکہ میں اہل ایمان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ صادقین یعنی سچوں کے ساتھ رہیں۔ بخاری شریف اور مسلم شریف کی روایت ہے کہ ایک صحابی نے نبی مکرم ﷺ سے عرض کی کہ قیامت کب ہوگی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَيَلْكَ مَا أَعْدَدْتُ لَهَا قَالَ مَا أَعْدَدْتُ لَهَا إِلَّا إِنِّي أَحْبَبْتُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ قَالَ أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ۔ (تیری خرابی ہو تو نے قیامت کے لیے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ اس نے عرض کی میں نے کچھ بھی تیاری نہیں کی سوائے اس کے کہ میرے دل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت ہے)۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ (آخرت میں) تجھے اسی کی معیت حاصل ہو گی جس کے ساتھ دنیا میں رہا۔)

آیت مذکورہ بالا میں صادقین کی معیت کا حکم دیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ معیت جسمانی نہیں بلکہ قلبی و روحی ہے۔ کیونکہ اس جہان فانی میں کوئی ایک انسان کسی دوسرے انسان کے ساتھ (جسمانی لحاظ سے) ہمیشہ نہیں رہ سکتا۔ اس لیے یہ حقیقت مانتی پڑے گی کہ یہ معیت قلبی و روحی ہے۔ اس قلبی و روحی معیت کو اہل طریقت بیعت رابطہ واسطہ اور تصور شیخ کے ناموں سے تعبیر کرتے ہیں۔

■ عن الحسن بن علی رضی اللہ عنہما قال سئلت خالی ہند بن ابی ہالہ وکان وصافا عن حلیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانا اشتہی ان یصف لی منها شیئا تعلق بہ۔ (مخزن العارف)

(حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابوبالہ سے سوال کیا۔ اور وہ نبی کریم ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کرتے تھے اور میں مشتاق تھا کہ وہ میرے لیے کچھ بیان کریں تاکہ میں اس کو اپنے ذہن میں محفوظ کر لوں۔)

ملا علی القاری نے "جمع الوسائل فی شرح الشمائل" میں حدیث مذکور کی وضاحت

میں تحریر کیا ہے۔

ای اثبت بذلك الوصف واجعله محفوظا في خزانة خيالي وانما قال الحسن
رضي الله عنه ذلك لان النبي صلى الله عليه وسلم قوفي وهو في سن لا يقتضي
التامل في الاشياء وتحفظ الاشكال والاعضاء۔ (مخزن المعارف)

(یعنی میں اس وصف کو مضبوطی کے ساتھ ذہن نشین کر کے اپنے خزانہ خیال میں محفوظ کر لوں۔
اور حضرت حسن نے یہ اس لیے فرمایا کہ حضور ﷺ کی وفات کے وقت وہ اتنی چھوٹی عمر کے تھے
کہ اشیاء میں غور کرنے اور شکلوں اور اعضاء کے یاد رکھنے کے قابل نہیں تھے۔)

حدیث مذکورہ بالا اور ملا قاری کی اس تصریح سے یہ بالکل واضح ہو گیا کہ تصور شیخ
یعنی حضور پر نور ﷺ کی صورت مبارکہ کو خزانہ خیال میں محفوظ رکھنا حضرت حسن کا معمول تھا
جو اس وقت سے لے کر آج تک صوفیہ کرام کا معمول ہے۔

تصور شیخ کے متعلق بزرگان دین کے ارشادات:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی "القول الجلیل" میں تحریر کرتے ہیں۔

❑ واذا غاب عنه الشيخ يُخيل صورته بين عينيه بوصف المحبة والتعظيم
فتفيد صورته ما تفيد صحبته۔

(جب پیر موجود نہ ہو تو اس کی صورت کا اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان محبت و تعظیم کے ساتھ
تصور جمائے۔ اس کی صورت (کے تصور) سے وہی فائدہ پہنچے گا جو اس کی صحبت سے پہنچتا ہے۔
اسی کتاب "القول الجلیل" میں ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں۔

❑ قال المشايخ من اراد الدخول في الاربعينية تلزمه مراعات امور دوام
الصيام ودوام القيام وتقليل الطعام والكلام والنام والصحبة مع الانام والمواظبة
على الوضوء وربط القلب بالشيخ على الدوام۔

(حضرات مشائخ نے فرمایا کہ جو شخص چلنے میں داخل ہوتا چاہے تو اس کو چند امور کی رعایت کرنا لازم ہے۔ وہ ضروری امور یہ ہیں۔ ہمیشہ روزہ رکھنا ہمیشہ رات کو قیام کرنا کھانے پینے سونے اور لوگوں سے میل جول میں کمی کرنا جاگتے ہوئے اور سوتے ہوئے ہمیشہ با وضو رہنا اور حضرت پیر و مرشد کے ساتھ اپنے دل کو ہمیشہ لگائے رکھنا۔)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے بھی وصول الی اللہ کی سب راہوں سے اس (تصور شیخ والی) راہ کو زیادہ قریب قرار دیا ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نے تصور شیخ کی اہمیت و افادیت کا اپنے مکتوبات شریف میں کئی جگہ ذکر کیا ہے یہاں پر چند ایک حوالے تحریر کیے جاتے ہیں۔

■ حصول رابطہ شیخ و مرید را بے تکلف و بے تحمل علامت مناسبت تام است در میان پیرو مرشد و مرید کہ سب افادہ و استفادہ است و بیخ طریقے اقرب بوصول از طریق رابطہ نیست خوبہ احرار قدس اللہ در "فقرات" می آرند۔ سایہ رہبر بہ از ذکر حق یعنی سایہ رہبر نافع تر است از ذکر گفتن۔ (مکتوبات جلد چہارم دفتر اول مکتوب ۲۲۲)

(بلا تکلف اور بلا اختیار رابطہ شیخ کا حاصل ہو جانا یہ پیرو مرید کے درمیان کامل مناسبت کی نشانی ہے۔ جو فائدہ پہنچانے اور فائدہ حاصل کرنے کا ذریعہ و سبب ہے۔ اور قرب حق تعالیٰ کا کوئی راستہ اس سے زیادہ نزدیک کا نہیں ہے۔ حضرت خوبہ احرار اپنے ارشادات "فقرات" میں کہتے ہیں کسب کی ذات کا سایہ (یعنی تصور شیخ) مرید کے لیے اس کے ذکر حق کہنے سے بہتر ہے۔ یعنی طالب کے لیے ذکر کرنے کی نسبت اس کے مرشد و رہبر کا سایہ اور تصور زیادہ نافع ہے۔)

■ اگر در وقت ذکر گفتن صورت پیرو بے تکلف ظاہر شود آں را نیز بقلب باید برد، و در قلب نگاہ داشتہ ذکر باید گفت۔ میدانی کہ پیرو چیست؟ پیرو آنکس است کہ از طریق وصول بجناب قدس خداوندی محل شانہ استفادہ نمائی و مدد باو اعانت باوری راہ یابی۔ (مکتوبات دفتر اول حصہ سوم)

(مکتوب۔ ۱۹۰)

(ذکر کرتے وقت اگر بے تکلف صورت شیخ سامنے آجائے تو مرید کو چاہیے کہ اسے اپنے دل میں لے جائے اور اسے دل میں بساتے ہوئے ذکر خدا کرنے کی بات جانتا ہے کہ پیر کون ہے؟ پیر وہ ہے کہ جس سے تو اللہ پاک کی بارگاہ تک پہنچنے کا طریقہ دیکھے اور اس راہ میں اس سے بہت زیادہ مدد اور اعانت حاصل کرے۔)

۳۔ خواجہ محمد اشرفؒ ورزش نسبت رابطہ را نوشتہ بودند کہ سجدے استیلا یافتہ است کہ در صلوة آنرا مسجود خودی داند و می بیند و اگر فرضاً نفی می کند منتهی نمی گردد۔ اے محب! اطوار این دولت متمنائے طلاب است از ہزاراں مگر کیے راہ بد ہند۔ صاحب این معاملہ مستعد تمام المناہبت است۔ تکمیل کہ بانہک صحبت شیخ مقتداء جمع کمالات اور جذب نماید۔ رابطہ را چہ نفی کینند؟ کہ او مسجود الیہ است نہ مسجود لہ۔ چہ محاریب و مساجد را نفی نکند؟ ظہور این قسم دولت سعادت مند ان را میسر است تا در جمیع احوال صاحب رابطہ را متوسط خود داند و در جمیع اوقات متوجہ او باشند نہ در رنگ جماعہ بے دولت کہ خود را مستغنی داند و قبلہ توجہ را از شیخ خود منحرف سازند۔ (دفتر دوم حصہ ششم مکتوب، ۳۰)

(خواجہ محمد اشرفؒ نے تصور شیخ کی مشق کے بارے میں لکھا تھا کہ رابطے کی نسبت اس حد تک غالب ہو گئی ہے کہ نمازوں میں اس کو اپنا مسجود جانتا اور دیکھتا ہوں۔ اگر بالفرض دُور کرنا بھی چاہوں تو نہیں ہو سکتا۔ اے محبوب! طالبان حق اسی دولت کی تمنا کرتے ہیں جو ہزاروں میں سے ایک کو ملتی ہے۔ ایسے حال والا شخص کامل مناسبت کی استعداد رکھتا ہے اور شیخ مقتداء کی تھوڑی صحبت سے تمام کمالات کو جذب کر لیتا ہے۔ رابطہ (تصور شیخ) کی نفی کیوں کرتے ہو؟ وہ تو مسجود الیہ (جس سمت کو سجدہ کیا جائے) ہے۔ مسجود لہ (جس کو سجدہ کیا جائے) نہیں ہے۔ تم محرابوں اور مسجدوں کی نفی کیوں نہیں کرتے ہو؟ اس قسم کی دولت سعادت مندوں کو

حاصل ہوتی ہے تاکہ وہ تمام احوال میں صاحب رابطہ (شیخ) کو اپنا وسیلہ سمجھیں اور تمام اوقات میں اس کی طرف متوجہ رہیں اور ان بد بخت لوگوں کی طرح نہ ہوں جو اپنے آپ کو مستغنی جانتے ہیں اور توجہ کے مرکز کو اپنے شیخ کی طرف سے پھیر لیتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے خواجہ محمد اشرفؒ کے جوار شادات تحریر فرمائے ہیں ان سے تصور شیخ کا یہ مسئلہ بالکل عیاں ہو جاتا ہے۔ ان کے نزدیک نماز میں تصور شیخ کا بے اختیار آجانا مسجد الیہ (جس کی طرف سجدہ کیا جائے) ہونا جائز ہے۔ شرک اس وقت لازم آتا ہے جب صورت شیخ کو مسجد الیہ (جس کے لیے سجدہ کیا جائے) مانا جائے۔ خواجہ محمد اشرفؒ نے فرمایا کہ اگر مسجد الیہ کو تسلیم کرنے میں کوئی قباحت لازم آتی ہے تو پھر محرابوں اور مسجدوں کو سامنے سے کیوں گرایا نہیں جاتا۔ کیونکہ وہ بھی نمازی کے لیے مسجد الیہ ہیں۔ ایک قدم آگے بڑھیں تو کعبہ معظمہ بھی تو مسجد الیہ ہے۔ صورت شیخ کو اگر مسجد الیہ تسلیم کیا جائے تو وہ یقیناً شرک ہے۔ جبکہ مسجد الیہ کی صورت میں شرک نہیں ہے۔ اور تصور شیخ مسجد الیہ ہے۔

.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....

حضرت ذوالنورین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ارشاد :

جس شخص کو سال بھر تک کوئی درنج یا تکلیف یا بیماری وغیرہ نہ پہنچے پس وہ جان لے کہ میرا رب مجھ سے ناراض ہے۔

marfat.com

Marfat.com

آدابِ شیخ کی اہمیت

صوفیہ کرام کا قول ہے کہ طریقت سراسر آداب کا نام ہے۔ حضرت ابو عبد اللہ بن حنیف فرماتے ہیں کہ میرے شیخ کا ارشاد ہے کہ بیٹا! اپنے عمل کو نمک اور آدب کو آٹا بناؤ یعنی عمل اور آدب کا تناسب اسی مقدار میں ہو جیسے آٹے میں نمک۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ”مبداء و معاد“ میں تحریر ہے کہ پیر کے حقوق تمام حقوق والوں کے حقوق سے زیادہ ہیں بلکہ پیر کے حقوق اللہ تعالیٰ کے انعامات اور رسول مکرم ﷺ کے احسانات کے بعد دوسروں میں سے کسی حقوق سے نسبت نہیں رکھتے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ تحریر فرماتے ہیں۔ ”جاننا چاہیے کہ پیر بننے اور حق کی طرف مخلوق کو دعوت دینے کا مقام بہت ہی بلند ہے۔ آپ نے سنا ہوگا کہ پیر اپنے مریدوں میں ایسا ہے جیسا کہ نبی اپنی امت میں۔ ہر بے سرو سامان کو اس بلند مرتبہ کے ساتھ کیا نسبت ہے۔“ (مکتوب نمبر ۲۲۴ دفتر اول حصہ چہارم)

حضرت مجدد الف ثانیؒ مزید فرماتے ہیں۔ ”یہ پیری ہے جس کے وسیلے سے مرید خدا عزوجل تک پہنچتے ہیں جو دنیا و آخرت کی تمام سعادتوں سے بڑھ کر ہے۔ یہ پیری ہے جس کے وسیلے سے نفس امارہ خباثت سے پاک ہو جاتا ہے اور امارگی سے اطمینان تک پہنچتا ہے۔ حق سبحانہ تعالیٰ کی رضا کو پیر کی رضا کے پردے کے پیچھے رکھا گیا ہے۔ جب تک مرید اپنے آپ کو پیر کی پسندیدہ چیزوں میں گم نہ کر دے، اللہ تعالیٰ کی رضامندیوں میں نہیں پہنچ سکتا۔ لہذا مرید کو چاہیے کہ اپنی سعادت پیر کے قبول کر لینے میں جانے اور اپنی بدبختی پیر کے رد کر دینے میں سمجھے۔“ (مبداء و معاد)

حضرت مجدد الف ثانیؒ شیخ احمد سرہندیؒ نے اپنے مکتوبات میں شیخ کے آدابِ تحریر

فرماتے ہیں۔ یہاں پر آداب و شرائط کو مختصراً تحریر کیا جاتا ہے۔

- (۱) مرید کو چاہیے کہ اپنے دل کو تمام اطراف سے پھیر کر اپنے پیر کی طرف متوجہ کر لے۔ اس کے حضور میں اس کے سوا کسی اور طرف توجہ نہ کرے حتیٰ کہ کسی دوسرے آدمی سے گفتگو بھی نہ کرے۔
- (۲) پیر کی خدمت میں اس کی اجازت کے بغیر نوافل اور اذکار میں مشغول نہ ہو۔ اس کے سامنے نماز فرض اور سنت کے سوا کچھ ادا نہ کرے۔
- (۳) جہاں تک ممکن ہو مرید ایسی جگہ بھی نہ کھڑا ہو کہ اس کا سایہ پیر کے کپڑے یا سائے پر پڑے۔
- (۴) پیر کے مصلے پر پاؤں نہ رکھے اور اس کے وضو کی جگہ طہارت (استنجا) نہ کرے۔
- (۵) پیر کے مخصوص برتنوں کو استعمال نہ کرے اس کے سامنے نہ پانی پیئے نہ کھانا کھائے۔ (سوائے اس کی اجازت کے)۔
- (۶) پیر کی عدم موجودگی میں جس طرف کہ وہ رہتا ہے پاؤں دراز نہ کرے اور نہ اس طرف تھوک پھینکے۔
- (۷) جو کچھ پیر سے صادر ہو اس کو صواب اور بہتر جانے اگرچہ بظاہر بہتر نظر نہ آئے۔ کیونکہ وہ جو کچھ کرتا ہے الہام سے اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے کام کرتا ہے۔
- (۸) مرید کو چاہیے کہ اپنے کلی و جزئی امور مثلاً کھانے پینے سونے اور طاعت کے تمام معمول کے کاموں میں پیر ہی کی اقتداء کرے۔
- (۹) نماز بھی پیر کی طرح ادا کرے اور فقہ کے مسائل بھی اسی کے طریق عمل سے سیکھنے چاہئیں۔
- (۱۰) مرید اپنے پیر سے کرامتیں طلب نہ کرے اگرچہ وہ طلب دل میں وسوسہ اور خطرہ

کی طرح ہی گزرے۔ کیونکہ کوئی مومن کسی پیغمبر سے معجزہ طلب نہیں کرتا۔ یہ کام کافروں اور مشکروں کا ہے۔

(۱۱) مرید کے دل میں پیر کے متعلق جو شبہ پیدا ہو پیر سے اس کا حل دریافت کرے۔ اگر حل سمجھ میں نہ آئے پھر بھی اپنا قصور سمجھے اور پیر کی طرف کسی قسم کی کوتاہی منسوب نہ کرے۔

(۱۲) پیر کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرے۔

(۱۳) اگر کسی اور جگہ سے مرید کو فیض ملے تو اس کو بھی اپنے پیر ہی کا فیضان سمجھے اور یقین جانے کہ میرے پیر کا لطیفہ دوسرے شیخ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔

(۱۴) مرید پر جو واقعہ ظاہر ہو پیر سے پوشیدہ نہ رکھے اور واقعات کی تعبیر اسی سے دریافت کرے۔

(۱۵) مرید کے لیے لازم ہے کہ اپنے اختیار کو مکمل طور پر پیر کے اختیار میں گم کر دے۔ (جیسے مُردہ، غُستال کے ہاتھوں میں ہوتا ہے)۔

(۱۶) پیر کامل کا اگر کوئی کپڑا مل جائے تو بطور تبرک اپنے پاس رکھے اور اس کے ساتھ اعتقاد و اخلاص سے زندگی گزارے۔ ایسا کرنے سے ثمرات و نتائج کا قوی احتمال ہے۔

(۱۷) پیر کے بارے میں اپنے دل میں کسی قسم کی بدگمانی و بدظنی پیدا نہ کرے۔ کبھی کبھار پیر سے کچھ ایسی حرکات سرزد ہوتی نظر آتی ہیں جو بظاہر شریعت کے خلاف ہوں لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا۔ یہ فقط مرید کے اعتقاد کا امتحان ہوتا ہے۔

(۱۸) مرید کو اگر سوال کی سخت ضرورت پڑے تو عرض کرے۔ شیخ کے جواب سے اطمینان حاصل نہ ہو تو اپنی کم علمی سمجھتے ہوئے شیخ سے الجھنے کی جرات ہرگز نہ کرے۔ ورنہ عاقبت خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔

(۱۹) مرید اپنے شیخ سے کوئی بات پوشیدہ نہ رکھے کیونکہ وہ مرید کے جملہ افعال و اعمال کا نگران ہوتا ہے۔

(۲۰) مرید کو اگر خواب میں اعمال کا اشارہ ہو تو فوراً اپنے شیخ کی طرف رجوع کرے۔ محض خواب پر بھروسہ نہ کرے کیونکہ کبھی شیطان بھی بھٹکانے کے لیے عمدہ باتوں کی تلقین کر دیتا ہے۔

(۲۱) اپنے شیخ کے راز کو کبھی کسی پر ظاہر نہ کرے۔ کیونکہ دوست کا راز افشا کرنا، وفا کے خلاف ہے۔

نوٹ :- حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ نے فرمایا: ”سچا مرید وہ ہے کہ بیس سال تک اس کی بائیں طرف کے عمل لکھنے والے فرشتے (کرانا کاتبین) اس کے عمل نامہ میں کچھ (گناہ وغیرہ) لکھنے نہ پائیں۔“

.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....

فرمودات رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :

☆..... اپنے اخلاق و عادات سنوار لو، ایمان مکمل ہو جائے گا۔

☆..... جو شخص مصیبت میں آہ و زاری کرتا ہے، خدا اُس پر لعنت کرتا ہے۔

مبتدی سالک (نقشبندیہ) کے لیے ہدایات

بعض حضرات اپنی عدم واقفیت کے سبب سیفیوں پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ مبتدی سالک کو نوافل کی ادائیگی، تلاوت قرآن پاک اور درود پاک پڑھنے سے منع کرتے ہیں۔ اس اعتراض کا جواب امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ کے چند مکتوبات کی روشنی میں پیش کیا جاتا ہے۔ جب کوئی شخص صوفیہ کرام یا مشائخ کے درپردہ و جان سے حاضر ہوتا ہے اور ان کی غلامی اختیار کرتا ہے تو ان بزرگوں کی تربیت اور قوت ولایت کے ذریعے ترقی کی منازل طے کر لیتا ہے۔ شیخ اکبرؒ کے بقول نفسانی خواہشات سے نجات کے لیے ضروری ہے کہ جب کسی شیخ کامل کے مرید ہو جاؤ تو اس کے سامنے مردہ بن کر رہو اپنی تمام خواہشات ختم کر دو اور وہ شیخ کامل جس طرح چاہے تم میں تصرف کرے۔ اس کے حکم کی تعمیل لازمی ہے۔ سالک دراصل روحانی مریض ہوتا ہے۔ مرض کے ازالہ کے لیے کامل روحانی حکیم یعنی صوفیہ کرام کے پاس حاضر ہو کر ان سے بیعت کرتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ مکتوب نمبر ۱۰۵ دفتر اول میں فرماتے ہیں۔ ”جب حکماء کے نزدیک مقرر ہے کہ مریض جب تک بیماریوں سے تندرست نہ ہو جائے کوئی غذا اُسے فائدہ نہیں دیتی چاہے وہ بھنا ہوا گوشت ہی کیوں نہ ہو۔ بلکہ ایسی صورت میں قوت بخش غذا بھی بجائے فائدے کے مرض کو اور بڑھا دیتی ہے۔ پس (دانا حکیم) پہلے مریض کی مرض کو دور کرنے کی فکر کرتے ہیں بعد ازاں مناسب غذاؤں کے ساتھ آہستہ آہستہ اس کو اصلی قوت کی طرف لاتے ہیں۔ پس آدمی جب تک مرض قلبی میں مبتلا ہے کوئی عبادت و اطاعت اس کو فائدہ نہیں دیتی بلکہ اس کے لیے مضر ہے۔ دلی امراض کا علاج کرنے والے یعنی مشائخ بھی اول مرض کے دور کرنے کا حکم دیتے ہیں اور اس مرض سے مراد ما سوائے حق کی گرفتاری ہے بلکہ اپنے نفس کی گرفتاری ہے۔ کیونکہ ہر شخص جو کچھ چاہتا ہے، اپنے نفس

کے لیے چاہتا ہے۔ اگر فرزند مال و ریاست اور حب و جاہ کو عزیز رکھتا ہے تو اپنے لیے۔ گویا اس کا معبود اس کی اپنی نفسانی خواہشات ہیں۔ پس جب تک نفس اس قید سے چھٹکارا نہ پالے تب تک نجات کی امید مشکل ہے۔ پس دانش مند علماء اور صاحب بصیرت حکماء پر اس مرض کے دور کرنے کا حکم لازم ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ مکتوب نمبر ۱۲ دفتر سوم میں میر محمد نعمانؒ کے سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔ ”میرے عزیز ذکر کرنا ضروری ہے اس کے ساتھ جو جمع ہو جائے دولت و نعمت ہے۔ وصول کا مدار ذکر پر موقوف ہے۔ دوسری چیزیں ذکر کے ثمرات و نتائج ہیں۔ نفی اثبات کا ذکر وضو کی طرح ہے جو کہ نماز کی شرط ہے۔ یعنی جب تک طہارت درست نہ ہو نماز کا شروع کرنا منع ہے۔ اسی طرح جب تک نفی کا معاملہ انجام تک نہ پہنچ جائے، اس وقت تک فرائض و واجبات اور سنتوں کے علاوہ عبادتِ نافلہ جس قدر کریں سب وبال میں داخل ہے۔ پہلے مرض کو دور کرنا چاہیے جو نفی اثبات کے ذکر پر ہے۔ بعد ازاں دوسری عبادات و حسنات میں (جو بدن کے لیے اچھی غذا کی طرح ہیں) مشغول ہونا چاہیے۔ مرض کے دور ہونے سے پہلے جو غذا کھائیں وہ فاسد و مفسد ہیں۔“

حضرت امام ربانیؒ مکتوب نمبر ۸۴ دفتر سوم میں یوں تحریر فرماتے ہیں۔ ”(سالک کو چاہیے کہ) اپنے تمام اوقات کو ذکر الہی میں مصروف رکھے بشرطیکہ وہ ذکر کسی شیخِ کامل و کمال سے اخذ کیا ہو، کیونکہ ناقص سے کمال نہیں ہو سکتا۔ اور اپنے تمام اوقات کو ذکر کے ساتھ اس طرح آباد رکھے کہ فرضوں اور مؤکدہ سنتوں کے بغیر کسی اور چیز میں مشغول نہ ہو، حتیٰ کہ قرآن مجید کی تلاوت اور عبادتِ نافلہ کو بھی موقوف رکھے۔ اور وضو ہو یا نہ ہو، ہر حال میں ذکر کرتا رہے اور کھڑے بیٹھے اور لیٹے ہوئے بھی ذکر میں مشغول رہے اور چلنے پھرنے کھانے پینے اور سونے کے وقت بھی ذکر سے خالی نہ رہے۔“

”حضرات القدس“ کے صفحہ نمبر ۱۶۵-۱۶۶ میں تحریر ہے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ

نے فرمایا ”طریقہ نقشبند یہ میں شروع اور وسط کے حالات میں جذبات سے تعلق ہوتا ہے۔ اس لیے کثرت شکر اور استغراق کی وجہ سے وہ کثرت نوافل میں عمل نہیں رکھتے بلکہ دوام حضور کو فرائض واجبات اور سنن مؤکدہ کے ادا کے ساتھ جمع کرتے ہیں اور اسی پر اکتفا کرتے ہیں اس کے ساتھ وہ عزیمت کو بہت اہم سمجھتے ہیں کہ وہ عظیم ریاضتوں میں سے ہے۔ اور بالخصوص (شروع اور وسط والے) جذبات کے ساتھ وہ اور بھی اہم ہو جاتی ہے۔ پھر جب عنایت الہی سے ان کے حالات تلوین سے تمکین (کمزوری سے قوت) میں آجاتے ہیں تو پھر وہ کثرت طاعت میں لگ جاتے ہیں۔ (یعنی زیادہ نوافل پڑھتے اور زیادہ تلاوت قرآن پاک کرتے ہیں) اور اس وقت ان کی ترقیوں کا انحصار کثرت اعمال (یعنی نقلی عبادت) پر ہوتا ہے۔“

ان دلائل سے ثابت ہوا کہ مبتدی سالک کے لیے ذکر کرنا نفل پڑھنے، تلاوت قرآن مجید اور درود پاک کے پڑھنے سے افضل ہے۔ لیکن جب سالک کی تربیت مکمل ہو جاتی ہے تو ذکر کے ساتھ ساتھ نقلی عبادت، تلاوت قرآن مجید اور درود شریف کا پڑھنا اس کے مدارج میں ترقی کے لیے مدد ثابت ہوتا ہے اور وہ عروج حاصل کرتا جاتا ہے۔

.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فرمان

مومن کو اتنا علم کافی ہے کہ اللہ

سزا و جہنم سے ڈرے اور اللہ سے ڈرے۔

اثباتِ لطائف

انسان کے سینے میں لطائف موجود ہیں جو کسی شیخ کامل و مکمل کی بھرپور توجہ سے حرکت پذیر ہو جاتے ہیں۔ ان لطائف کے اسماء اور ان کے کمالات نصوص قطعیہ اور احادیث صریحہ سے ثابت ہیں۔ نیز آئمہ کرام اور بزرگان دین کے اقوال اور احوال سے بھی ان کی تصدیق ہوتی ہے۔

قرآن پاک کے ارشادات:

۱- وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ ۚ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا۔
(بنی اسرائیل۔ آیت ۸۵)

(اور یہ لوگ آپ (ﷺ) سے رُوح کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ فرمادیں کہ رُوح میرے رب کا امر ہے۔ (یعنی عالم امر کا دوسرا طبقہ) اور آپ کو اس کے بارے میں بہت کم علم دیا جاتا ہے۔)

اس آیت میں لطیفہ رُوح کا ثبوت اور اسم مقدس واضح ہے۔

۲- فَوَيْلٌ لِلْقَلْبِیَّةِ قُلُوبُهُمْ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ۔ (الزمر۔ آیت ۲۲)

(پس ان لوگوں کے لیے ہلاکت ہے جن کے قلوب ذکر خداوندی سے سخت ہیں۔ (یعنی ذکر خداوندی سے جاری نہیں ہوتے)۔)

۳- وَلَا تَطْعُ مِنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا۔

(کہف۔ آیت ۲۸)

(اور اس شخص کی اطاعت نہ کرو جس کا قلب (دل) ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا۔ وہ اپنی

خواہش نفسانی کا تابع ہے اس کا کام زیادتی کرنا اور حد سے تجاوز کرنا ہے۔

ان آیات میں لطیفہ قلب جو حقیقت جامعہ ہے اور تجلی صفات فعلیہ کے ورد و کا محل ہے، مراد ہے اور ظاہری گوشت کا لوٹھڑا یعنی مضغہ مراد نہیں ہے۔

فَانَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَى۔ (ط۔ آیت، ۷)

(پس اللہ تعالیٰ سر (عالم امر کا تیسرا طبقہ) اور انھی (عالم امر کا پانچواں طبقہ) کا علم رکھتا ہے۔) اس آیت سے سر اور انھی ثابت ہیں۔

وَإِذْ كُنَّا فِي نَفْسِكَ۔ (الاعراف۔ آیت، ۲۰۵)

(اور اپنے (لطیفہ) نفس میں اپنے پروردگار کا ذکر کرو۔)

اس آیت سے لطیفہ نفس کا ثبوت ملتا ہے۔

احادیث مبارکہ:

۱۔ رسول پاک ﷺ نے اپنے صحابہ کرام سے فرمایا کہ میں آپ کو اپنے تمام اعمال میں بہترین عمل نہ بتاؤں جو آپ کے پروردگار کے نزدیک پاک عمل ہو اور آپ کے درجات کو بلند کرنے والا ہو۔ اور تمہارے لیے چاندی اور سونے کے ڈھیر سے بھی بہتر ہو۔ اور غازی یا شہید ہونے سے بھی بہتر ہو تو صحابہ کرام نے عرض کی کہ ضرور یہ عمل بتائیے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا ذکر ہے۔ ابن الملک نے اس سے ذکر قلبی مراد لیا ہے۔ (مشکوٰۃ)

۲۔ ”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بہتر ذکر خفی کا ہے اور حفظ فرشتے بھی نہیں سن سکتے۔ یہ ذکر ماتحت (جلی) کی نسبت ستر گنا زیادہ ثواب رکھتا ہے۔“ (حاوی)۔ اس حدیث سے لطیفہ خفی کا اسم اور ذکر ثابت ہے۔

۳۔ ”جس نے مجھے (لطیفہ) نفس میں یاد کیا۔ میں اُسے (بلا کیف) نفس میں یاد کرتا ہوں۔“

۴۔ ”اپنے نفس سے عداوت کرو جو تمہارے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔“

نفس جسم لطیف ہے جو کہ جسم کثیف میں ساری ہے۔ مگر اس کا مرکز نسبت شعر ہے۔
 نفس سات قسم کا ہوتا ہے۔ (۱) نفس امارہ (۲) نفس لوامہ (۳) نفس ملبمہ (۴) نفس مطمئنہ
 (۵) نفس راضیہ (۶) نفس مرضیہ اور (۷) نفس کاملہ۔ جہاد اکبر نفس امارہ کے ساتھ جاری رہتا
 ہے حتیٰ کہ مطمئنہ ہو جائے۔ پس اطمینان نفس کے بعد ہی جہاد اکبر پھر عناصر ربوہ کے ساتھ
 جاری رہتا ہے جسے لطیفہ قالب سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ (جیسا کہ امام ربانیؒ نے ”مبدأ معاد“
 اور مکتوبات میں حقیقت بیان کی ہے)۔ ان عناصر ربوہ (لطیفہ قالب) کا ثبوت صدقات کے
 باب میں حدیث ترمذی سے بھی ملتا ہے۔ متدرجہ بالا آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ سے
 لطائف خمسہ عالم امر (قلب، زوج، بر، خفی اور انہی) اور لطائف خمسہ عالم خلق (نفس اور
 عناصر ربوہ) صریح طور پر ثابت ہیں۔

لطائف کے ثبوت میں اولیائے امت اور علمائے راہنمین کے اقوال:

(۱) مولانا جلال الدین رومیؒ اپنی مثنوی شریف میں لطائف خمسہ عالم امر کے بارے میں
 کہتے ہیں۔

پنج جسی است جز این پنج جس

آن چون ذر سرخ و این جس چون مس

ترجمہ:۔ ان پانچ جسوں کے علاوہ اور بھی پانچ جسیں ہیں۔ وہ سونے کی مانند ہیں اور یہ تانبے
 کی طرح۔

(۲) غلام علاؤ الدین عطارؒ لطیفہ سر کے بارے میں فرماتے ہیں۔

ذکر خاص الخاص ذکر سر

بر کہ ذکر نیست او ظاہر

ترجمہ:- خاص الخاص لوگوں کا ذکر سر کا ذکر ہوتا ہے۔ جو آدمی ذکر نہیں کرتا وہ خسارے میں رہتا ہے۔

(۳) حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی "خمسہ عالم امر کے بارے میں مکتوبات شریف دفتر اول جلد اول صفحہ ۹۲ تا ۹۸ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "عالم امر کے پانچوں جواہر کا تفصیل و وضاحت سے بیان کرنا ناممکن ہے۔ دونوں جہانوں کی نیکی سید کو نمین نبی کریم ﷺ کی اتباع سے وابستہ ہے۔ ایسا فلسفی جو اپنی بصیرت کی آنکھ میں صاحب شریعت ﷺ کی متابعت کا سرمہ نہیں ڈالتا وہ عالم امر کی حقیقت کو دیکھنے سے قاصر ہے۔ اس کی تنگ نظر عالم خلق کو دیکھنے کے قابل نہیں ہے اور وہاں دیکھنے کی صلاحیت بھی نہیں رکھتی۔ پانچوں جواہر یعنی حال، محل، صورت، نفس اور عقل کہ جن کی تصدیق ہو چکی ہے، عالم خلق کے اندر ہیں۔ عالم امر کا رخ پچوٹی کی طرف ہے اور پچوٹی کی طرف توجہ سے عالم امر کی ابتداء ہوتی ہے۔ پہلا مرتبہ قلب ہے، قلب سے بلند روح ہے، روح سے بلند سر ہے، سر سے بلند خفی ہے اور خفی سے بلند اعلیٰ ہے۔ عالم امر کے انہی پانچوں مراتب کو اگر جواہر خمسہ کہا جائے تو مناسب ہے۔ عالم امر کے ان جواہر خمسہ کا ادراک اور ان کے حقائق کا علم نبی پاک ﷺ کی مکمل اتباع کرنے والوں کے نصیب میں ہے۔ جاننا چاہیے کہ ان جواہر کی ابتدا صفات اضافیہ سے ہوتی ہے جو وجود اور امکان کے درمیان برزخ ہے اور ان سے اوپر صفات حقیقیہ ہیں کہ جن کی تجلیات روح کو نصیب ہوتی ہیں۔ اور قلب کا تعلق صفات اضافیہ سے ہے اور ان کی تجلیات سے مشرف ہوتا ہے اور باقی اعلیٰ جواہر (یعنی سر، خفی اور اعلیٰ) جو صفات حقیقیہ سے بلند ہیں خداوند قدوس کی ذات کے دائرہ میں داخل ہیں۔ اس لیے ان تینوں مراتب کی تجلیات کو ذاتی تجلیات کہتے ہیں۔ اس سے آگے خاموش رہنے میں ہی مصلحت ہے۔"

(۴) علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی "اپنی کتاب "ارشاد الطالبین" صفحہ نمبر ۱۴ پر لطائف کے کمالات اور فرضیت تصوف کے بارے میں رقمطراز ہیں۔ "صوفیہ کرام کہتے ہیں کہ جو راہی

ہمارے نزدیک آنا چاہتا ہے صرف سات قدم کا فاصلہ ہے۔ یعنی عالم امر کے پانچ لطائف قلب، روح، سر، خفی، اخفی اور فنائے نفس اور لطیفہ قلبیہ کی صفائی اور یہ کہ جسم کی بھلائی بھی اس سے عبارت ہے۔ تقویٰ کا بکثرت نوافل ادا کرنے سے تعلق نہیں ہے بلکہ تقویٰ کا مطلب ہے واجبات کا ادا کرنا اور نواہی سے بچے رہنا۔“



فقیر کو چاہیئے کہ :

- ☆ اپنے فقر کی حفاظت کرے تاکہ وہ ضائع نہ ہو۔
- ☆ انکساری، خواری اور گناہی کو زیادہ پسند کرے۔
- ☆ مال سے خالی ہونے کے باوجود، دل کی صفائی زیادہ رکھے۔
- ☆ جس قدر میسر آئے، اس پر گزارا کرے۔
- ☆ مفلسی یا بیماری کے باعث اگر خدا پر غصہ آئے تو فوراً توبہ کرے۔
- ☆ خدا کی جناب میں گستاخی نہ کرے۔ نہ ہی کسی اور کے آگے اپنے زب کی شکایت کرے۔
- ☆ آئندہ وقت کی فکر نہ کرے۔
- ☆ ہر لمحہ موت کے انتظار میں رہے۔
- ☆ تنگ دستی کی حالت میں پرہیزگاری اور احتیاط کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔

کے مفہوم میں فرق ہے۔

(۱) رقص..... اگر جسم اور جوارح (اعضاء) کی حرکات موزونیت اور ترتیب و نظم کے ساتھ ہوں تو وہ رقص ہوگا اور وہ ہر حال میں حرام ہے۔

(۲) تواجد..... اگر جسم اور جوارح کی حرکات بے ترتیب لیکن قصد و ارادہ سے ہوں تو یہ تواجد کہلاتا ہے۔ اس میں ارادہ پاک ہو، نیت تشبہ بالواصلین ہو تو جائز بصورت دیگر ناجائز ہے۔

(۳) وجد..... اگر جسم اور جوارح کی حرکات بے ترتیبی سے اور بلا قصد و ارادہ ہو تو وہ وجد کہلاتا ہے۔ یہ درست اور روحانی کیفیت کا اظہار ہے۔

(۴) اضطراب..... اگر جسم و جوارح میں حرکات کا اظہار نہ ہو بلکہ اندرونی سرور و لذت کی حالت ہو تو یہ اضطراب کہلاتا ہے۔ یہ نہایت مطلوب اور اعلیٰ کیفیت ہے اور قابل رشک ہے۔ اس میں نماز میں کوئی خلل نہیں ہوتا بلکہ خشوع و خضوع کا موجب ہے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں۔ ”محبت ایک شجرہ طیبہ کی مانند ہے۔ اس کی جڑیں زمین میں محکم اور شاخیں آسمان میں ہے۔ اور اس کا ثمرہ دل، زبان اور اعضاء میں ظاہر ہوتا ہے۔ اور اس کے ان آثار فائضہ کی دلالت قلب و جوارح پر ایسی ہے جیسی دھوئیں کی آگ پر اور پھل کی درخت پر۔ کیونکہ دل جلوں کے لب پر ہمیشہ فغاں ہوتی ہے۔ اور یہ ممکن نہیں کہ آگ لگے اور دھواں نہ ہو۔“

فرمان الہی ہے۔

أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ۔ (المہدید۔ آیت ۱۶)

(کیا وقت نہیں آیا ایمان والوں کے لیے کہ گروگروادیں ان کے دل اللہ کی یاد سے۔)

امام فخر الدین رازی "تفسیر کبیر جلد آٹھ میں اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ کہ "حقیقت میں مومن مومن نہیں ہوتا مگر خشوع قلب کے ساتھ رونا اور بے اختیار گرنا"۔ گویا وجد و جذب، خشوع قلب کی زیادتی کا باعث ہے۔

احادیث نبوی (ﷺ) در بارہ وجد:

■ حضرت انس "فرماتے ہیں کہ جبشی رسول اکرم ﷺ کے سامنے رقص کرتے تھے اور اپنی زبان میں (محمد عبد صالح) (محمد ﷺ نیک بندے ہیں) گاتے تھے۔ رسول پاک ﷺ نے جب ان کو اس حالت میں دیکھا تو منع نہ فرمایا اور انہیں اسی حالت پر برقرار رہنے دیا۔ (مسند احمد)

■ حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ "گر گداؤ اور روؤ۔ تحقیق کہ آسمان زمین سورج چاند اور ستارے بھی روتے ہیں"۔ (جب خشوع ہوتا ہے تو اس کے ساتھ حرکت کا ظہور بھی لازمی ہوتا ہے)۔

■ امام نووی "شرح مسلم شریف جلد اول صفحہ ۹۹ میں فرماتے ہیں کہ جب رسول کریم ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ کے جسم مبارک کا وہ حصہ جو پشت اور شانوں کے درمیان تھا اٹھرا اور حرکت کر رہا تھا۔ بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ کندھا مبارک لرز رہا تھا اور فرمایا کہ "قسم ہے کہ ڈر رہا ہوں کہیں وفات نہ پا جاؤں"۔ اور تمام اعضاء حرکت کر رہے تھے کیونکہ یہ دل کے تابع ہوتے ہیں۔

■ مشکوٰۃ شریف میں حدیث روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت زیدؓ کو فرمایا کہ تم مارے بھائی اور دوست ہو۔ یہ سن کر وہ رقص کرنے لگے اس پر آپ ﷺ نے انہیں منع نہ فرمایا۔

■ مشکوٰۃ شریف میں ہی اسی طرح کی حدیث روایت ہے جب حضرت جعفر بن ابی طالبؓ فتح خیبر سے تشریف لائے تو آپ ﷺ نے ان کی پیشانی کو چوما اور معانقہ کیا۔ جب آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم جسمانی اور اخلاقی طور پر مجھ سے زیادہ مشابہت رکھتے ہو۔ تو یہ سن کر

حضرت جعفرؓ رقص کرنے لگے۔ اور حضور ﷺ نے کوئی اعتراض نہ کیا۔

۶- حضرت عائشہ صدیقہ مطہرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ”تحقیق رسول اللہ ﷺ نے اپنی مرض موت میں فرمایا کہ ابو بکر صدیقؓ سے کہو کہ نماز پڑھائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا جب ابو بکر صدیقؓ آپ ﷺ کے مقام میں کھڑے ہوں گے تو بسبب رونے کے لوگ کچھ سن نہ سکیں گے۔ پس آپ ﷺ حضرت عمرؓ کو حکم دیں کہ وہ نماز پڑھائیں۔ لیکن آپ ﷺ نے پھر فرمایا کہ ابو بکرؓ سے کہو نماز پڑھائے۔ (بخاری شریف)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز میں رونا جائز ہے۔ اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی اگر ایسا ہوتا تو حضرت عائشہ صدیقہ مطہرہ رضی اللہ عنہا نماز کے فاسد ہونے کا کہتیں۔ یہ نہ کہتیں کہ رونے سے لوگ قرأت نہ سن سکیں گے۔

۷- حضرت عبداللہ بن شخیرؓ سے روایت ہے کہ آپ نے کہا کہ میں آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ ﷺ کے سینہ مبارک سے دیگ (میں کھولتے پانی) کی مانند رونے کی آواز نکلتی تھی۔ (ابوداؤد۔ ترمذی)

۸- ابوداؤد اور شمائل ترمذی میں روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نماز کسوف اور مارہے تھے۔ سجدہ میں حضور ﷺ اُف اُف کرتے رہے اور روتے رہے۔ نماز میں بھی اگر وجد ہو تو جائز ہے۔

صحابہ کرام اور اولیائے کرام کے قول و عمل سے ثبوت:

۱- غنیۃ الطالبین صفحہ ۴۰۱ میں حضرت بلال حبشیؓ کا مشہور واقعہ درج ہے۔ ”سرکارِ دو عالم ﷺ کا دنیا سے فانی سے پردہ فرمانے کے بعد جب حضرت بلالؓ شام سے واپس مدینہ منورہ تشریف لائے تو ان سے اذان کی درخواست کی گئی تو انہوں نے مسجد نبوی ﷺ میں کھڑے ہو کر اذان پڑھی جب ”اشہد ان محمد رسول اللہ“ پر پہنچے تو شدتِ رنج و الم کی وجہ سے

خود پر قابو نہ رکھ سکے اور شوق و محبت و فراقی رسول مقبول ﷺ کے سبب بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ پورے مدینہ میں آہ و بکا شروع ہو گیا۔

■ ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے روبرو یہ آیت پڑھی "ان عذاب ربك لواقع ما له دافع" تو یہ سن کر آپؐ نے ایک نعرہ مارا اور بے ہوش ہو گئے۔ آپ کو اٹھا کر گھر لے گئے۔ ایک ماہ تک بیمار رہے اور آپ پر خوفِ خدا طاری رہا۔

■ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ العظیم سے منقول ہے کہ "سلیم سنانپ کے ڈسے ہوئے کو کہتے ہیں۔ جس کو سنانپ ڈسے وہ بے چینی اور اضطراب میں ہوتا ہے۔ پس سلیم دل ہمیشہ بے چین اور بے قرار ہوتا ہے۔ حضرت جنید بغدادیؒ سے پوچھا گیا کہ کچھ لوگ وجد کرتے ہیں اور ادھر ادھر جھکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا "انہیں چھوڑ دو۔ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خوش ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ طریقت نے ان کے جگر کاٹ دیئے ان کے دل پھٹ گئے اور اب وہ بے طاقت ہو گئے ہیں اگر وہ اپنے حال کے مداوا کے لیے حرکت کریں تو کوئی حرج نہیں۔"

■ علامہ ابن عابدینؒ اپنے رسالہ "شفا العلیل وبل العلیل" میں وجد کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔ "اگر تو سچا ہے تو وجد اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر تو مخلص ہے تو دوران ذکر ادھر ادھر جھکنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔"

■ علامہ یافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ شبلیؒ کو دیکھا کہ گڑھے میں تواجد کر رہے ہیں۔ اپنے کپڑوں کو پھاڑ دیا اور شعر پڑھتے تھے۔ جن کا ترجمہ یہ ہے "میں نے اپنے کپڑوں کو آپ کے عشق میں پھاڑ دیا اور میرا کپڑوں کو پھاڑنے کا ارادہ نہ تھا۔ میرا تو دل پھاڑنے کا ارادہ تھا لیکن دل کی بجائے میرے ہاتھ نے کپڑوں اور گریبان سے ٹکر کھائی۔ اگر میرے گریبان کی جگہ میرا دل ہوتا تو یقیناً پھاڑنے کے لئے دل ہی مستحق تھا۔"

■ سید میر شریف جرجانیؒ ایک دفعہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی مجلس میں تشریف فرما

تھے۔ کہ آپ پر وجد طاری ہو گیا۔ اسی حالت میں آپ کے سر سے دستار گر پڑی۔ کافی دیر کے بعد جب سنبھلے تو آپ سے اس حالت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ کافی عرصے سے میرے دل میں خواہش تھی کہ کاش مجھے ایک ہی ایسی گھڑی میسر آ جائے جس میں میری عقل و خرد سے علمی نقوش مٹ جائیں تو بہتر ہے۔ الحمد للہ آج وہ گھڑی مجھے نصیب ہوئی۔ اور غیر معمولی لذت و سرور حاصل ہوا۔

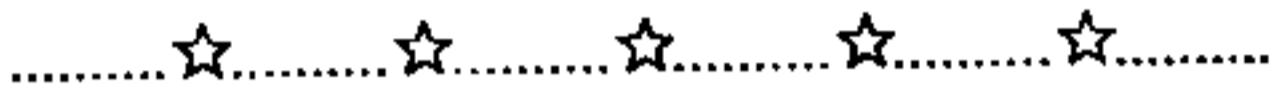
— محبوب سبحانی سید شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے عمدہ و عظمتوں کی تاثیر سے کئی افراد کا بے خود ہو کر بے ہوش ہو جانا، واقعات سے ثابت ہے۔

۸۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ سے محفل ذکر کے دوران میں وجد کے متعلق پوچھا گیا کہ کوئی شخص مجلس سے ذکر کرتے ہوئے اٹھ جائے خواہ اختیار کے ساتھ اٹھے یا بے اختیار ہو کر کھڑا ہو جائے اور اس پر وجد کی حالت طاری ہو تو کیا اس سالک کو اس حال میں منع کرنا چاہیے کہ نہیں؟ آپ نے فرمایا اس سالک پر اس حال میں کوئی اعتراض اور انکار نہیں۔ شیخ الاسلام سراج الدین بلقینیؒ سے بھی یہی سوال پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ اس سالک پر کوئی اعتراض نہیں اور کسی کو جائز نہیں کہ اس کو اس حال سے منع کرے بلکہ منع کرنے والے کو تعزیر دینا لازم ہوگا۔ علامہ برہان الدین انباسیؒ سے بھی یہی سوال کیا گیا تو انہوں نے بھی اسی طرح کا جواب دیا اور فرمایا کہ یہ سالک صاحب الحال مغلوب ہے اور اس سے انکار کرنے والا محروم ہے۔

۹۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ نمبر ۱۰۰ میں تحریر ہے۔ ”اگر کسی نے نماز میں آہ یا اوہ کیا اور بکاء مرتفع سے رویا جس کی وجہ سے حروف حاصل ہو جائیں اگر یہ حالت جنت یا دوزخ کے خیال کی وجہ سے پیش آئے تو صحیح اور کامل ہے۔ لیکن اگر دنیاوی مصیبت اور درد کی وجہ سے ہو تو نماز فاسد ہے۔“

ان عبارات سے ثابت ہوا کہ ذکر کے وقت حرکت میں آنا شرعاً جائز ہے۔ کیونکہ

یہ حرکت جسم کو ذکر کے لیے ہشاش بشاش رکھتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ول کی حاضری میں مدد دیتی ہے جبکہ نیت صحیح ہو۔ دوسرے یہ کہ وجد، اللہ کے خوف اور تجلیات و انوارات کے غلبہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس حالت میں سالکین اور عاشقین کے بدن خواہ سارے بدن یا بعض اعضاء پر لرزہ طاری ہو یا بے اختیار آوازیں نکل جائیں یا نماز میں آہ آہ آف آف، اوہ اوہ وغیرہ کریں جبکہ یہ آوازیں خود بخود جنت یا دوزخ کے خیال یا خوف خدا کی وجہ سے ہوں تو اس سے نہ نماز فاسد ہوتی ہے نہ وضو ٹوٹتا ہے۔ بلکہ یہ اولیاء کرام کی صفت ہے۔



تقویٰ یہ ہے کہ (انسان اپنے) ظاہر کو گناہوں سے
آلودہ نہ کرے۔ باطن کو قسویات سے بچائے۔
اور حق تعالیٰ کے حضور میں (عاجزی سے) ایستادہ رہے۔

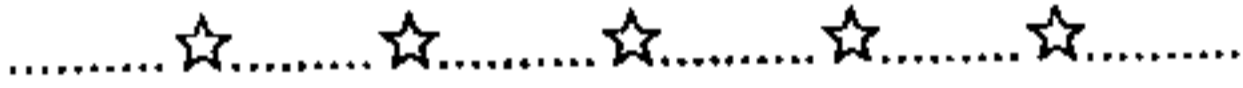
(شیخ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ)

صورتِ کعبہ اور حقیقتِ کعبہ

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ ”مکاشفات“ میں اپنے ایک مرید شیخ محمد طاہر بدخشی کے سوال کے جواب میں حقیقتِ کعبہ کی وضاحت یوں فرمائی۔ ”صورتِ کعبہ پتھر اور ڈھیلوں کا نام نہیں۔ اس لیے کہ اگر پتھر اور ڈھیلے نہ رہیں تو کعبہ پھر بھی رہے گا اور مخلوق کو اس کی طرف سجدہ لازم ہوگا۔ بلکہ صورتِ کعبہ باوجودیکہ عالمِ خلق سے ہے۔ لیکن متعلق اشیاء کی طرح ایسی پوشیدہ چیز ہے جو جس و خیال کی دسترس سے باہر ہے۔ عالمِ محسوسات سے ہے مگر محسوس کچھ نہیں۔ خلق کی توجہ گاہ ہے مگر توجہ میں کچھ نہیں۔ ایسی ہستی ہے جو نیستی کے لباس میں ملبوس ہے۔ اور ایسی نیستی ہے جو لباسِ ہستی میں ظہور فرما ہے۔ جہت میں بے جہت اور سمت میں بے سمت ہے۔“

الغرض یہ صورت بطرز حقیقت ایک عجوبہ ہے کہ عقل اس کی تشخیص سے عاجز ہے۔ اور عقلاء اس کی تعین میں حیران۔ گویا عالمِ بچپنی و بے چگونگی کا رنگ لیے بے مانند اور بے مثل کی طرح ہے۔ ہاں ہاں! کعبہ معظمہ اگر ایسا نہ ہوتا تو لائقِ مسجودیت بھی نہ ہوتا اور افضل المخلوق رسول اکرم ﷺ آرزو و شوق کے ساتھ اس کو اپنا قبلہ اختیار نہ فرماتے۔ ”فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ“ (آلایہ) نصِ قطعی اسی کی شان میں ہے اور ”مَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا“ (آلایہ) اسی کی ستائش ہے۔ بیت اللہ (خانہ خدا) صاحبِ خانہ (اللہ جل شانہ) کو اس میں خاص طور پر ہونے کو ظاہر کر رہا ہے۔ اور وہ حق تعالیٰ کے ساتھ اظلال اور بے چون و بے چگونگی کی نسبت مجہول الکلیفیت رکھتا ہے۔ ”وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی“ عالمِ مجاز جو حقیقت کا پل ہے اس میں بیت (خانہ) شبِ باشی کی خبر دیتا ہے کیونکہ وہ صاحبِ خانہ کی بجائے قرار اور آرام گاہ ہوتا ہے۔ اہل دولت کی نشست و برخاست کے مکانات اگرچہ بہت ہوتے ہیں لیکن خانہ خانہ ہی ہے۔ جو دوسروں

کے دخل و مزاحمت سے بیگانہ ہے اور مسکن و آرام گاہِ جاناں ہے۔ جیسا کہ حدیثِ قدسی میں ہے۔ ”ساتا ہے مجھ کو بندہ مومن کا قلب“ اس سے مومن کے قلب میں بھی ظہورِ بے چوئی کا پتہ لگتا ہے۔ لیکن بیت (خانہ) ہونے کی نسبت اس میں کہاں۔ اور غیر کے دخل و مزاحمت سے روکنا جو لوازمِ بیت سے ہے، وہ اس میں کب ہے؟ چونکہ بیت اللہ میں غیر و غیریت کا گزر نہیں اسی لیے وہ مسجدِ خلائق قرار پایا کہ سجدہ غیر کو نہ ہو اور چونکہ غیریتِ مسجدیت کے منافی ہے۔ اس لیے محمد رسول ﷺ نے اپنی جانب سجدہ کرنے سے منع فرمایا اور بجانبِ کعبہ شوق و رغبت کے ساتھ سجدہ فرمایا۔ اس تفاوت کا بھید ہمیں سے سمجھ لینا چاہیے کہ مساجد و مسجدوں میں کس قدر فرق ہے۔ کعبہ کی حقیقت سے مراد واجب الوجود کی ذاتِ بے چون ہے کہ اس میں ظہورِ ظلیت کو کچھ دخل نہیں اور وہ خلائقِ مسجدیت اور مسجدیت ہے۔



حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد مبارک :
لوگوں سے اس طرح میل جول رکھو کہ
اگر مر جاؤ تو وہ رونیں۔ اور اگر زندہ رہو
تو وہ تم سے ملنا چاہیں۔

حقیقتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰات والتسلیمات

پہلے لفظ ”حقیقت“ کی وضاحت:

- (ا) کسی عبارت یا لفظ کا بنیادی مفہوم اس کی حقیقت کہلاتا ہے۔
 - (ب) حقیقت کسی چیز کی غایت، اصلیت، اصلی طبیعت، داخلی مطالب جو ہر اور باطنی پہلو کو ظاہر کرتی ہے۔
 - (ج) حقیقت اس چیز کو کہتے ہیں جو یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہو۔
 - (د) شے کی حقیقت جس کے ساتھ وہ شے، شے ہے جس طرح انسان کی حقیقت حیوان ناطق ہے۔ حقیقت کی جمع حقائق ہے اور اس کا متضاد مجاز ہے۔
- اب حقیقتِ محمدیہ ﷺ کی وضاحت کے لیے مشائخ عظام کے چند اقوال پیش کیے جاتے ہیں۔

۱۔ حقیقتِ محمدیہ ﷺ کا اسمِ اعظم ہے۔

شیخ عبدالرزاق الکاشانی نے ”اصطلاحات الصوفیہ“ کے باب ’الحاء‘ میں فرمایا ”حقیقتِ محمدیہ ﷺ وہ ذات، تعین اول کے ساتھ پس اس کے لیے ہیں تمام اسماءِ حسنیٰ اور وہی اسمِ اعظم ہے“۔ عارف باللہ شیخ عبدالغنی نابلسی نقشبندی نے شرح خطبہ دیوان ابن الفارض میں فرمایا۔ ”حضور ﷺ کا اسم ہیں پس بے شک وہ اسمِ اعظم ہیں“ اسی پر علماء کی اکثریت کا اتفاق ہے۔ کتاب ”التنہیات“ میں ہے۔ ”پس حقیقتِ محمدیہ ﷺ تمام اسماءِ البیہ کے اسم جامع اللہ کی صورت ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ صاحبِ اسمِ اعظم ہیں“۔

۲۔ حقیقتِ محمدیہ ﷺ نورِ ذاتی ہے۔

حضرت شیخ عارف الصاوی، حضرت شیخ ابوالحسن الشاذلی کی کتاب ”صلوٰۃ النور

الذاتی“ کی شرح میں فرماتے ہیں۔ ”اے اللہ درود و سلام اور برکت نازل فرما ہمارے سردار محمد ﷺ جو نور ذاتی ہیں یعنی جو اللہ کی ذات کے نور ہیں یعنی جن کو اللہ نے بغیر مادہ کے پیدا فرمایا ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ مفتاح وجود اور ہر موجود کے مادہ ہیں۔“ (نور ذاتی کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کا وجود بغیر مادہ اور واسطہ کے اللہ تعالیٰ کی ذاتی تجلی سے ظاہر ہوا)۔ واللہ اعلم۔

۳۔ حقیقت محمدیہ ﷺ جبروتی ذاتی کی محبت ہے۔

تخلیق کائنات کی اصل محرک ”حُب جبروتی ذاتی“ ہے۔ یعنی خداوند عالم خود ہی اپنے محاسن و کمالات کو چاہنے والا اور ان سے محبت کرنے والا ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے ”میں (ذات حق) ایک چھپا ہوا خزانہ تھا۔ پس جب میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں تو مخلوق کو پیدا کیا۔“ جب ذات نے اپنے تعارف و ظہور کے لیے مخلوق کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو اس کی ذات کے سوا کچھ نہ تھا۔ وہ خود ہی طالب تھا اور خود ہی مطلوب تھا۔ آپ ہی محبت ہوا اور آپ ہی محبوب۔ عارف جامی نے کیا خوب کہا۔

گرچہ معشوق در لباس عاشقی پوشیدہ

از نگہ خود ، جلوہ خود را تماشا کرد

ترجمہ:- اگرچہ معشوق نے (خود کو) عاشقی کے لباس میں چھپایا ہوا ہے۔ مگر اپنے جلوے کا (وہ) خود اپنی نگاہ سے نظارہ کرتا ہے۔

۴۔ حقیقت محمدیہ ﷺ آئینہ ذات ہے۔

تو جان لے کہ حق تعالیٰ نے اپنی ذات کے لیے اپنی ذات کے ساتھ تجلی فرمائی اور اپنی تمام صفات اور کمالات کا اپنی ذات میں مشاہدہ کیا، اور چاہا کہ اپنی ذات کو ایسی حقیقت میں دیکھے جو اس کے لیے آئینہ کی طرح ہو۔ پس اس نے حقیقت محمدی ﷺ کو ایجاد فرمایا جو کہ

marfat.com

Marfat.com

حضرت عالمیت میں نوع انسانی کی اصل ہے۔“

۱۔ حقیقت محمدیہ ﷺ کا ادراک ناممکن ہے۔

حضرت سید عبداللہ المرغنیؒ اپنی کتاب ”نجات القدسیہ“ میں تحریر فرماتے ہیں۔
 ”پس ہم میں سے کسی سابق اور لاحق نے حقیقت محمدیہ ﷺ کا ادراک نہیں کیا اور آپ ﷺ کس
 طرح ادراک میں آسکتے ہیں حالانکہ کا آپ ﷺ کا خلق قرآن ہے اور آپ ﷺ کی ذات
 اللہ تعالیٰ کی ذات کے نور سے ہے۔ اور آپ کے لیے احسان کے تمام مراتب ہیں۔ اور آپ
 حبیب اکرم ﷺ ہیں۔ اور تجلی اعظم کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اسی لیے بعض عارفین نے فرمایا
 ہے کہ اگر حقیقت محمدی ﷺ خلق پر ظاہر ہو جائے تو سب ہلاک ہو جائیں۔“

حضرت بایزید بسطامیؒ نے فرمایا۔ ”اگر مخلوق کے لیے نور نبی سے ایک ذرہ ظاہر ہو
 جائے تو جو کچھ عرش کے نیچے ہیں قائم نہ رہ سکتے۔“

ذات پاکت را کے محرم نہ شد

ہر کے بر فہم خود بند خیال

ترجمہ: آپ ﷺ کی اصل حقیقت سے کوئی بھی آگاہ نہ ہو سکا۔ ہر کسی نے اپنی سوجھ بوجھ کے
 مطابق اسکا اظہار کیا۔

.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....

حقیقت محمدی ﷺ افضل ہے یا حقیقت کعبہ

امام ربانی مجدد الف ثانی کے ایک مرشد شیخ طاہر بدخشی نے امام ربانی سے سوال کیا تھا کہ رسالہ ”مبدأ و معاد“ میں مرقوم ہے کہ جس طرح صورت کعبہ کی طرف صورت محمدی ﷺ نے سجدہ کیا اسی طرح حقیقت کعبہ کی جانب بھی حقیقت محمدی ﷺ نے سجدہ کیا۔ اس عبارت سے حقیقت محمدی ﷺ پر حقیقت کعبہ کی فضیلت لازم آتی ہے۔ حالانکہ یہ بات ثابت ہے کہ عالم اور اہل عالم کے پیدا کرنے سے مقصود آپ ﷺ ہی ہیں اور آدم علیہ السلام نیز تمام آدمی آپ ﷺ کے طفلی ہیں۔ جیسا کہ فرمان خداوندی ہے۔ ”اگر محمد (ﷺ) نہ ہوتے تو نہ میں افلاک پیدا کرتا اور نہ اپنی ربوبیت ظاہر کرتا۔“

اس سوال کہ حقیقت محمدی ﷺ اور حقیقت کعبہ میں کون افضل ہے؟ کے جواب میں امام ربانی فرماتے ہیں۔

”بھائی! جب آپ کو صورت کعبہ کا کچھ حال معلوم ہو اور اب کچھ کعبہ معظمہ کی حقیقت کا بیان بھی سنو۔ کعبہ کی حقیقت سے مراد واجب الوجود کی ذات ہے چونکہ اس میں ظہور ظلیت کو کچھ دخل نہیں۔ اور وہ لائق سجدیت اور معبودیت ہے۔ اس حقیقت کو اگر حقیقت محمدی ﷺ کا مسجود کہیں تو نہ کوئی اشکال لازم آتا ہے اور نہ حقیقت محمدی ﷺ سے اس کے افضل ہونے میں کوئی قصور۔ یہ ضرور ہے کہ حقیقت محمدی ﷺ تمام افراد عالم کی حقیقتوں سے افضل ہے۔ لیکن حقیقت کعبہ اس عالم کی چیز نہیں کہ اس کے مقابلہ میں بھی حقیقت محمدی ﷺ کو افضل کہا جائے۔ اور حقیقت کعبہ کے افضل ہونے میں تفاوت کیا جائے۔ تعجب کی بات ہے کہ ان دونوں حقیقتوں کے ساجدیت اور سجدیت کی صورت میں تفاوت کے باوجود عقلاء اہل فن ان دونوں میں فرق نہیں کرتے۔ اور مقام اعتراض میں رہتے ہیں۔ اور ذہن ٹھنکنا شروع ہوتے ہیں۔ حق

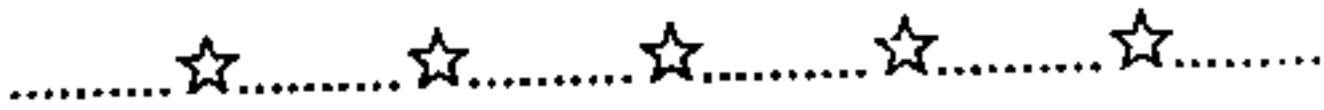
تعالیٰ ان کو توفیق انصاف دے کہ بغیر سمجھے ہوئے ملامت نہ کریں۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَأَسْرَأْ فَفِي أَمْرِنَا وَكَيْتٌ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ۔

(اے ہمارے پروردگار! ہمارے گناہوں کو اور ہمارے حد سے نکل جانے کو بخش دیجئے اور ہم کو

ثابت قدم رکھئے اور ہمیں کافر لوگوں پر غلبہ پانے میں مدد دیجئے)۔ آمین۔

(نوٹ:- حقیقت محمدی ﷺ اور حقیقت کعبہ کی کچھ وضاحت گزشتہ صفحات پر ہو چکی ہے)۔



پرہیز گاری کی تکمیل کے اصول

- (۱) زبان کو غیبت سے محفوظ رکھنا۔
- (۲) بد گمانی سے بچنا۔
- (۳) ٹھنہا و مذاق نہ کرنا۔
- (۴) حرام سے آنکھوں کو بند رکھنا۔
- (۵) ہمیشہ سچ بولنا۔
- (۶) اللہ تعالیٰ کا اپنے اوپر احسان ماننا اور اپنے نفس پر بھروسہ نہ کرنا۔
- (۷) اپنے حال کو مستحقوں پر خرچ کرنا۔
- (۸) بلند رتبوں کی خواہش نہ کرنا۔
- (۹) پانچوں وقت کی نماز ادا کرنا۔
- (۱۰) پیغمبر ﷺ کی سنتوں کی پیروی کرنا۔

اسباق طریقہ عالیہ نقشبندیہ

یہ طریقہ عالیہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے۔ مختلف ادوار میں اس کے القاب بھی مختلف رہے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ سے شیخ بایزید بسطامیؒ تک اسے صدیقیہ کہتے تھے۔ حضرت بایزید بسطامیؒ سے خواجہ عبدالحق غجدوانیؒ تک طیفوریہ اور خواجہ عبدالحق غجدوانیؒ سے خواجہ بہاؤ الدین نقشبندؒ تک خواجگانہ کہلایا۔ خواجہ بہاؤ الدین نقشبندؒ سے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہؒ تک نقشبندیہ اور اس کے بعد سے آج تک نقشبندیہ مجددیہ کہلاتا ہے۔ حدیث جبرائیلؑ میں جسے احسان کہا گیا ہے اس کا مفہوم دراصل اخلاص ہے یعنی انسان اللہ تبارک و تعالیٰ کے تمام اوامر و نواہی پر خلوص دل سے عمل پیرا ہو۔ یہ دوام عبودیت فنا و محبت ذاتیہ کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ صوفیہ کرام نے فنا و محبت ذاتیہ کے حصول کے مختلف طریقے بیان کیے ہیں۔ ان طریقوں میں نقشبندیہ کا طریقہ امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ اس میں سنت رسول ﷺ کی مکمل متابعت اور بدعات سے بچنے پر زور دیا جاتا ہے۔ جو شخص اپنے ظاہر و باطن، عبادات، عادات اور معاملات وغیرہ میں حضور رحمت للعالمین ﷺ سے جس قدر زیادہ مشابہت پیدا کرے گا وہ اسی قدر کامل ہوگا جبکہ اس کے برعکس کرنے والا ناقص رہے گا۔ نقشبندیہ حضرات دوسروں سے اس بناء پر سبقت لے گئے ہیں کہ انہوں نے کمال اتباع سنت کو اختیار کیا ہے۔ وہ احوال مواجید کو احکام شریعت کے تابع رکھتے ہیں۔ نقش ماسوا ان کے دل سے محو ہو جاتا ہے۔ حضرت خواجہ نقشبندؒ نے اللہ پاک کے حضور اقرب و موصل طریقہ کی دعا کی جو بارگاہ ایزدی میں مقبول ہوئی اور انہیں سلوک پر جذبہ کی فوقیت کا الہام ہوا۔ دوسرے طریقوں میں سلوک کو جذبہ پر مقدم کیا جاتا ہے جبکہ نقشبندیہ میں جذبہ کو سلوک پر ترجیح حاصل ہے۔ دیگر طرق میں پہلے ریاضت کراتے ہیں پھر فنا و تصفیہ نفس۔ اس کو سلوک اور

سیر آفاقی کہا جاتا ہے۔ پھر مرید لطائف عالم امر کے تزکیہ میں مشغول ہو کر فنا و بقا حاصل کرتا ہے اسے جذبہ اور سیر انفسی کہتے ہیں۔ طریقہ نقشبندیہ میں جذبہ کو سلوک پر تقدیم کی وجہ سے ابتدا میں لطائف عالم امر سے کرتے ہیں۔ اس طرح سلوک جذبہ کے ضمن میں طے ہو جاتا ہے اور یہ انفسی کے ضمن میں سیر آفاقی بھی قطع ہو جاتی ہے۔

طریقہ نقشبندیہ کے اقرب طریقہ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حضرات نقشبندیہ کا وسیلہ حضور سرور کون و مکان ﷺ کے حضور میں حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں۔ جس قدر وسیلہ قوی ہوگا، وصول کا راستہ بھی اقرب ہوگا اور منزلیں بہت جلد طے ہوں گی۔ چونکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پیغمبروں کے بعد افضل البشر ہیں نیز ان کی نسبت حضور اکرم ﷺ سے سب سے زیادہ ہے۔ اور نقشبندیہ حضرات کی نسبت جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ہے۔ لہذا طریقہ نقشبندیہ دوسروں سے افضل ہے۔

طریقہ نقشبندیہ موصل بھی ہے۔ اس میں عدم وصول کا احتمال نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس راہ کا پہلا قدم جذبہ پر ہے جو وصول کی ابتداء ہے۔ اس طریقہ میں وصول کی رکاوٹ سوائے طالب کی سستی کے اور کوئی چیز نہیں۔ پیر کامل ہو اور طلب کی شرائط پر عمل درآمد کیا جائے تو امید ہے کہ طالب واصل ہوگا لیکن اگر پیر ناقص ہو تو پھر کچھ بھی وصول نہیں ہوتا جو خود واصل نہیں دوسروں کو کیسے واصل بنا سکتا ہے؟ اس میں طریقے کا کوئی قصور نہیں۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ مکتوب نمبر ۲۸۱ دفتر اول میں ارشاد فرماتے ہیں۔ ”اس طریق میں ایک قدم رکھنا دوسرے طریقوں کے ساتھ قدم سے بہتر ہے۔ وہ راستہ جو بطریق تبعیت و وراثت کمالات نبوت کی طرف کھلتا ہے اس طریق عالی سے مخصوص ہے۔ دوسرے طریقوں کی نہایت کمالات ولایت کی نہایت تک ہے۔ وہاں سے کمالات نبوت کی طرف کوئی راستہ کھلا نہیں۔“

مولانا عبدالرحمن جامی نے کیا خوب کہا ہے۔

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند

بُند از راہِ پنہاں بحرِ قافلہ را

ترجمہ: نقشبندیہ حضرات عجب طرح کے رہنما ہیں کہ وہ قافلے کو حرم تک خفیہ راستے سے لے جاتے ہیں۔

نقشبندیہ حضرات رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک وصول الی اللہ کے چار طریقے

ہیں۔ یعنی (۱) شیخ کامل و کمل کی صحبت (۲) رابطہ (۳) اوراد و وظائف اور (۴) مراقبات۔

لطائف کی مختصر تشریح اور تاثیر:

۱۔ لطیفۃ قلب

ما سوا اللہ تعالیٰ کے نسیان اور ذات حق کے ساتھ محویت اس کی تاثیر ہے۔ لطیفہ کا حرکت کرنا دفع غفلت اور دفع شہوت ہے۔

۲۔ لطیفۃ رُوح

لطیفہ رُوح پر اسم ذات کی تجلی صفات کا ظہور اور اس کا حرکت کرنا اور غصہ و غضب کی کیفیت میں اعتدال اور طبیعت میں اصلاح و سکون ہے۔

۳۔ لطیفۃ بصر

لطیفہ بصر پر اللہ تعالیٰ کی صفات کے شیونات و اعتبارات کا ظہور اور لطیفہ بصر کا حرکت کرنا ہے۔ یاد رہے یہ مشاہدہ اور دیدار کا مقام ہے۔ اس کی تاثیر تمام حُصص کے خاتمے

نیز دینی امور کے معاملے میں بلا تکلف مال خرچ کرنے اور فکر آخرت کی بیداری ہے۔

۲۔ لطیفۂ خفی

اس لطیفہ میں صفات سلبیہ تزییہہ کا ظہور اور حرکت کرنا ہے۔ اس کی تاثیر حسد، بخل، کینہ و غیبت جیسی امراض سے نجات ہو جاتا ہے۔

۳۔ لطیفہ اخفی

لطیفہ اہلی مرتبہ تزییہہ اور مرتبہ احدیت مجردہ کے درمیان ایک برزخی مرتبے کے ظہور و شہود سے وابستہ ہے اور یہ ولایت محمدیہ ﷺ کا مقام ہے۔ اس کی علامت بلا تکلف ذکر کا جاری ہونا اور قرب ذات کا احساس و شہود ہے۔ اس کی تاثیر تکبر، فخر و غرور اور خود پسندی جیسی مہلک روحانی امراض سے آزادی پانا اور حضور و اطمینان کے حصول سے ظہور پذیر ہوتی ہے۔

۴۔ لطیفۂ نفسی

اس لطیفہ کی تاثیر نفسیات اور سرکشی کے مٹ جانے، عجز و انکساری کا مادہ پیدا ہونے اور ذکر میں ذوق و شوق کا بڑھ جانا ہے۔

۵۔ لطیفۂ قالبی

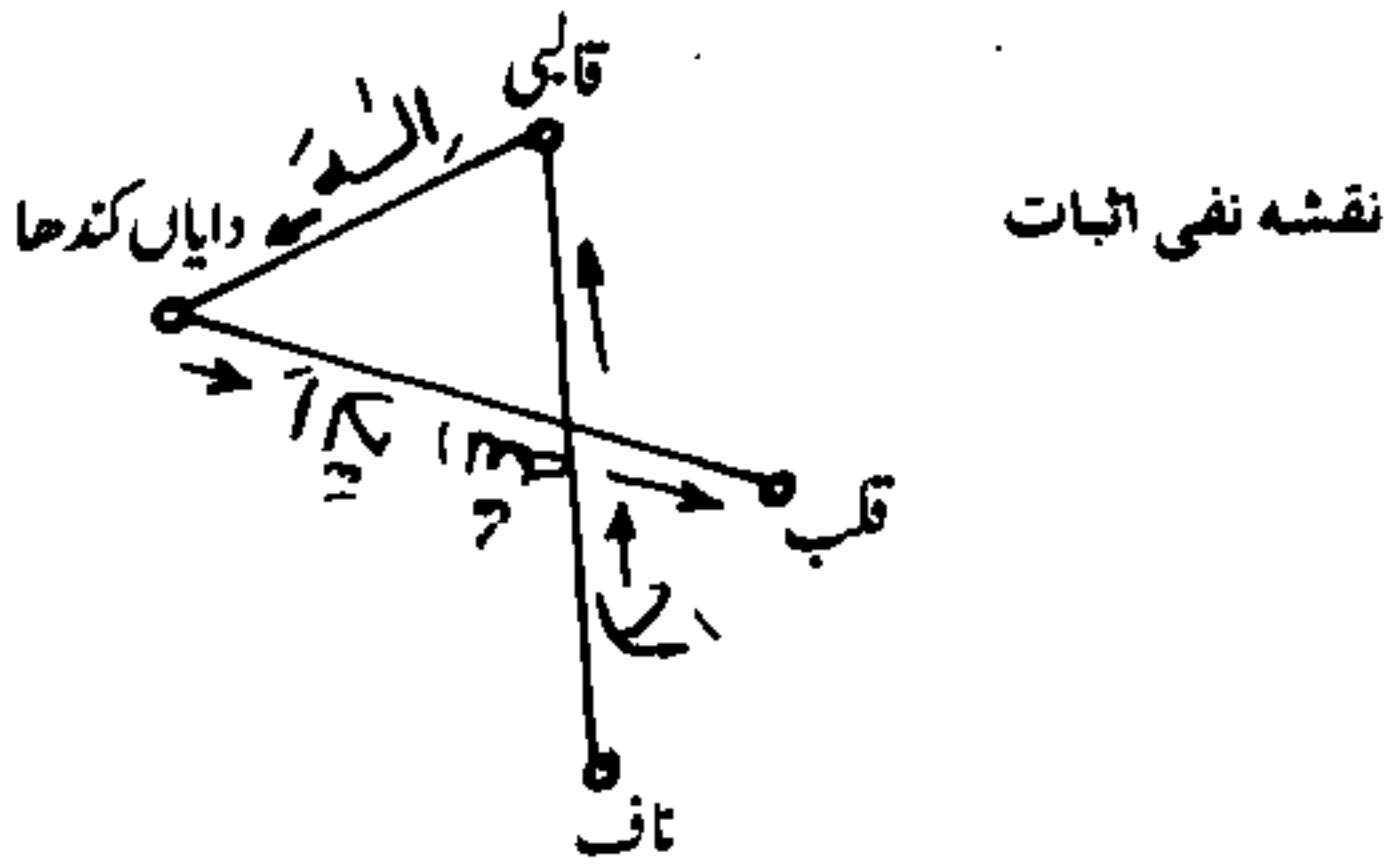
یہ عالم خلق کا دوسرا لطیفہ ہے لیکن درحقیقت یہ لطائف اربعہ یعنی ہوا، پانی، آگ اور مٹی پر مشتمل ہے۔ اس کی تاثیر تمام بدن یعنی بال بال میں ظاہر ہوتی ہے لیکن رذائل بشریہ اور علائق دنیویہ سے مکمل رہائی پالینے کے بعد۔ یاد رہے کہ یہ کیفیت فناء لطائف حاصل ہونے کے بعد ہوتی ہے۔

نقشہ لطائف سبہ و زیر قدم

نمبر شمار	نام لطیفہ	نور کارنگ	زیر قدم	مقام
۱	قلب	زرد	حضرت آدم علیہ السلام	بائیں پستان کے نیچے دو انگشت کے فاصلے پر، داخل سینہ
۲	زوح	سرخ	حضرت ابراہیم علیہ السلام - حضرت نوح علیہ السلام	دائیں پستان کے نیچے دو انگشت کے فاصلے پر، مائل بہ پہلو
۳	بہر	سفید	حضرت موسیٰ علیہ السلام	بائیں پستان کے برابر، اوپر سینہ کی طرف
۴	خفی	سیاہ	حضرت عیسیٰ علیہ السلام	دائیں پستان کے برابر، اوپر سینہ کی طرف
۵	انہی	بہر	حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ	وسط سینہ میں، سر اور خفی کے درمیان
۶	نفسی	خاک کی مائد	---	سر کے بالوں کی جڑوں کے نیچے پیشانی پر
۷	قالبی	آتش نما	---	وسط دماغ

طریقہ نفی اثبات (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ)

جب کوئی سالک نفی اثبات کی مشق کرنے لگے تو اپنی زبان کو تالو کے ساتھ پیوست کر لے۔ دونوں لب آپس میں ملا لے۔ اوپر اور نیچے کے دانت بھی ملا لے اور سانس کو بند کر لے۔ لا کا کلمہ ناف سے شروع کر کے سر کی آخری حد تک یعنی قلبی تک تصور کے ساتھ بذریعہ سانس کھینچے اور اللہ کا کلمہ پورے خیال کے ساتھ دائیں کندھے پر لے جائے اور یہاں سے لا اللہ کی ضرب دل پر لگائے۔ یہاں تک کہ ذکر کی حرارت کا اثر تمام عالم امر کے لطائف میں ظاہر ہو۔ جب سانس میں وقت محسوس کرے تو سانس کو طاق عدد پر خالی کر دے۔ یعنی اگر وہ جس دم میں نفی اثبات کا ذکر کر دس بار کر چکا ہے اور سانس میں تنگی محسوس کرنے لگا ہے تو گیارہ پر سانس باہر نکالے اور محمد رسول اللہ ﷺ کا خیال کرے۔



اس طرح نفی اثبات کا ذکر کرتا رہے۔ ان چار معنوں میں سے کسی ایک کا خیال دل

میں پختہ رکھیں۔

۲۔ لا مقصود الا اللہ

۱۔ لا معبود الا اللہ

۳۔ لا موجود الا اللہ

۳۔ لا مطلوب الا اللہ

marfat.com

Marfat.com

کچھ عرصہ کی مشق کے بعد اس کے معنی دل میں پختہ ہو جائیں گے۔ یاد رہے کہ یہ نفی اثبات تصور سے کرنا ہے۔ (یعنی زبان اور ہونٹ حرکت نہ کریں)۔

جب نفی اثبات ختم کریں تو زبان حال سے یہ دعا پڑھیں۔ اَللّٰهُمَّ اِنْتَ مَقْصُوْدِيْ وَرِضَاكَ مَطْلُوْبِيْ اَعْطِنِيْ مَحَبَّةَ ذَاتِكَ وَ مَعْرِفَةَ صِفَاتِكَ۔ (اے اللہ! تو ہی میرا مقصود ہے۔ مجھے تیری ہی رضا مطلوب ہے۔ مجھے اپنی ذات کی محبت عطا فرما اور اپنی صفات کی معرفت اور پہچان نصیب فرما۔)

مراقبات

مراقبہ سے مراد انتظار فیض ہے۔ جیسی اس میں اللہ تعالیٰ کے فیض کا انتظار کیا جاتا ہے۔ راز الہی کے وقوف حاصل کرنے کے لیے آنکھ کان اور لب کو بند کرنا پڑتا ہے۔ مشہور حدیث جبرائیلؑ میں احسان کا لفظ مراقبہ کی صریح دلیل ہے۔ یعنی اس بات کا دھیان رکھنا کہ خدا ہم کو دیکھ رہا ہے۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں۔ ”مراقبہ غائب کا انتظار کرنا ہے۔“ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے فرزند خواجہ خردؒ فرماتے ہیں۔ ”مراقبہ یہ ہے کہ اپنی طاقت و قوت اور اپنے احوال و اوصاف سے منہ پھیر کر جمال الہی کا شوق اور اس کے عشق و محبت میں غرق ہو کر خداوند تعالیٰ کے فیض کے انتظار میں متوجہ ہو جانا ہے۔“ حضرت شیخ بہاؤ الدین نقشبندیؒ نے فرمایا۔ ”مراقبہ کا یہ طریق تمام راستوں سے زیادہ قریب ہے۔“

مراقبات کی شرائط:

یہ مراقبات ہر اس شخص کے لیے مفید ہیں جو اہل سنت و جماعت ہے اور کسی مرشد کامل و مکمل سے اجازت حاصل کر چکا ہو۔ مراقب کو یہ مراقبات اس وقت تجویز ہوتے ہیں

جب وہ مرشد کامل و مکمل کی صحبت میں رہ کر لطائف عالم امر اور عالم خلق کی تکمیل کر چکا ہو اور ذکر الہی جاری ہو چکا ہو۔ نیز وہ نفی اثبات کا جس طرح کہ ضروری ہے، عامل ہو۔ اس کے بعد مراقبات شروع کرے۔ مراقبات میں درج ذیل شرائط کو ملحوظ خاطر رکھے۔

۱۔ وقت مراقبہ کامل طہارت اور نجس خاطر اس طرح فیضان الہی کی طرف متوجہ ہو کہ سوا اصل مقصود کسی اور طرف میلان نہ ہو۔

۲۔ ہر مراقبہ میں توقف ایام کی تعداد مرشد موصوف کے حکم پر موقوف ہے۔

۳۔ مراقبہ کو چاہیے کہ جن ایام کی گنتی پر معمور ہو اس میں غفلت اور سستی نہ کرے۔

۴۔ ہر طالب حق کو چاہیے کہ حتی الامکان کوشش کر کے مراقبات کی نیت کو یاد کر لے۔ نیت کو

فارسی میں یاد کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ نے نیت فارسی میں

مقرر فرمائی ہے۔ دوسری زبان اختیار کرنے سے فیض ختم ہو جانے کا اندیشہ اور ترقی رک

جانے کا خدشہ ہے۔

۵۔ ہر مراقبہ کی ایک کیفیت اور آثار ہوتے ہیں۔ مراقبہ کو چاہیے کہ سنن و آداب طریقت

کی پیروی کے خلاف نہ کرے تاکہ اس کی چاشنی اور کیفیت کو پالے۔ اگر کچھ اس سے معدوم

ہو جائے تو اپنی کوتاہیوں کی طرف دھیان دے۔

۶۔ مراقبہ کے وقت بیٹھا رہے اگر نیند کی حالت اس پر طاری ہو تو نئے وضو کی ضرورت نہیں

کیونکہ مراقبہ میں کیفیت نیند بھی ہے۔

۷۔ حالت مراقبہ میں جو واقعات ظاہر ہوں وہ اپنے مرشد کے حضور عرض کرے خصوصاً عالم

امر کے ظہور میں کہ اس مقام پر مشابہت نیکو نیت کو دیکھے گا۔ اپنے آپ کو اس صورت میں دیکھ

کر فریفتہ نہ ہو کیونکہ بہت سے سادہ لوح حضرات اس مقام پر رہ جاتے ہیں۔

۸۔ طالب کو چاہیے کہ مرشد کے فیض اور توجہ کا ہر دم انتظار کرے بلکہ مرشد کی توجہات سے

پورا پورا فائدہ اٹھائے تاکہ مراقبہ معیت سے حاصل ہونے والے ولایت صغریٰ کے دائرہ کو تیزی سے عبور کر سکے ورنہ یہ مقام نہایت دشوار گزار ہے۔ ہزاروں سلوک کے راہی اس وادی میں رک کر اپنی ترقی کی منزلیں کھو بیٹھتے ہیں۔ اپنے آپ کی اور اپنے عروج کی کچھ خبر نہیں رکھتے اور وحدت الوجود کے قائل اس مقام میں انا الحق اور تمام شطیحات کے اقرار میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

■ ہر مراقبہ کی نیت سے پہلے تصور کو مضبوط کرنا ضروری ہے۔

مرشد کامل و کھل کی توجہات اس مقام پر اکسیر کی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ خاص طریقے سے اس مقام سے سلوک طے کرنا کے ولایت کبریٰ کے دائرے میں شامل کر دیتی ہیں اور طالب اپنی تیز رفتاری پر حیران رہ جاتا ہے۔ اور اس کے بعد وحدت الشہود کے گلستانوں میں جس قدر دیکھتا ہے اہل سنت و جماعت کے بلند پایا علماء کی آراء سے اتفاق کے سوا کوئی چیز اس کے مشاہدے میں نہیں آتی۔ اور وحدت الوجود کی تنگ رستہ عبارت (کہ اس کا بیان کرنا انتہائی دشوار ہے۔ اور بے ہوشی اور مدہوشی کا مرکز ہے) سے آسان تشریح و طریقہ کے ساتھ گزر کر دل کا اطمینان حاصل کر لیتا ہے۔

طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں مراقبات کی تعداد چھتیس (۳۶) ہے۔

(نوٹ: چونکہ نیت مراقبہ کو فارسی میں یاد کرنا ضروری ہے اس لیے صرف فارسی عبارت دی جا رہی ہے۔)

نیت وقوف مراقبات:

(۱) نیت مراقبہ وقوف قلب

فیض می آید از ذات بے چون بلطیفہ قلبی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم

اجمعین۔ (توقف..... روز)

marfat.com

(۲) نیت مراقبہ وقوف روح

فیض می آید از ذات بے چون بلطفیہ روحی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم
اجمعین۔ (توقف.....روز)

(۳) نیت مراقبہ وقوف سر

فیض می آید از ذات بے چون بلطفیہ سری من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم
اجمعین۔ (توقف.....روز)

(۴) نیت مراقبہ وقوف خفی

فیض می آید از ذات بے چون بلطفیہ خفی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم
اجمعین۔ (توقف.....روز)

(۵) نیت مراقبہ وقوف اٹھی

فیض می آید از ذات بے چون بلطفیہ اٹھی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم
اجمعین۔ (توقف.....روز)

(۶) نیت مراقبہ وقوف نفسی

فیض می آید از ذات بے چون بلطفیہ نفسی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم
اجمعین۔ (توقف.....روز)

(۷) نیت مراقبہ وقوف قلبی

فیض می آید از ذات بے چون بلطفیہ قلبی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم
اجمعین۔ (توقف.....روز)

(۸) نیت مراقبہ وقوف خمسہ عالم امر

فیض می آید از ذات بے چون بلطائف خمسہ عالم امر من بواسطہ پیران کبار رحمۃ

اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف.....روز)

(۹) نیت مراقبہ وقوف خمسہ عالم خلق

فیض می آید از ذات بے چون بلطائف خمسہ عالم خلق من بواسطہ پیران کبار رحمۃ

اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف.....روز)

(۱۰) نیت مراقبہ وقوف مجموعہ لطائف عالم امر و عالم خلق

فیض می آید از ذات بے چون بہ مجموعہ لطائف عالم امر و عالم خلق من بواسطہ

پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف.....روز)

(۱۱) نیت مراقبہ احدیت

فیض می آید از ذات بے چون کہ جامع جمیع صفات و کمالات است و منزہ از جمیع

عیوب و نقصانات است و بی مثل است خاص بلطیفہ قلبی من بواسطہ پیران

کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف.....روز)

[اس مقام پر سالک خدا کے جاہ و جلال اور اس کے تقدس پر اعتماد کرتا ہے اور پراسا اور صفات لی لعل

سیر کھلاتی ہے۔ اس میں ہر وقت تصور اسم ذات (اللہ) رہتا ہے۔ اسم ذات کئی اثبات ہارگفتہ و اظہر الہ

احدیت یہ تمام دائرہ امکان سے تعلق رکھتے ہیں۔ سالک کے ہر ایک لطیفہ میں جذبہ وجود ہوتا ہے اور حرم حاصل

ہوتا ہے۔ جو کچھ کہ مافوق العرش ہے، موصل ہو جاتا ہے اور وہ اس قدر مستحکم اور منہک ہو جاتا ہے کہ اپنے آپ کو

فانی و معدوم سمجھتا ہے۔ دائرہ امکان کو عبور کرنے کے بعد دائرہ مغربی (جو کہ دائرہ عالی ہے) میں داخل ہوتا ہے۔

توجہ مرشد سے اس مراقبہ کے تمام ہونے کی علامت یہ ہے کہ خطرہ ما سوا اللہ ہی تک نہ آئے۔

خطرہ کی کئی اقسام ہیں۔ ان میں سے بعض خطرات جن کا ذریعہ طالب لغو و بے پرواہی ہے۔

(۱) خطرہ قلبی: اس کا علاج یہ ہے کہ ذکر بہت زیادہ کرے اور خواب و بچہ بازی کی وقت میں اسے غافل

نہ ہے۔ جیسا کہ اللہ جبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ لَعَلَّ تَشْكُرُوا اللّٰهَ لِيَتَّوَفَّاكُمْ لَوْلَا اَعْلٰی خَمْرُكُمْ اَلَّذِي تَعْبُدُوْنَ

یہ حالت میں یاد کرتا رہے۔ اخیرت تمہاری پوری قبولی رہے اور غافل نہ رہے۔

(۲) خطرہ نفسی: اس کا علاج یہ ہے کہ کسی وقت میں غافل نہ رہے اور غافل نہ رہے۔

نفس کی مخالفت کرے۔ نیز ذکر خفی اور مراقبہ کی مداومت کے ساتھ جناب احدیت میں بہت گریہ زاری کرے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ **وَإِذْ تَكَرَّرُ رَبِّكَ فِي نَفْسِكَ نَضْرَعًا وَخِيفَةً**۔ (یاد کرتا رہے اپنے رب کو اپنے دل میں گڑگڑاتا ہوا اور ڈرتا ہوا)۔

(ج)۔ **خطرہ قلبی**: اس کا علاج جلیل لسانی اور نوافل کی کثرت ہے۔ خصوصاً نوافل مسنونہ۔ اور باوجود اس تمام ذکر و فکر کے پیر کامل کی توجہ ہر جگہ ضروری ہے۔ بغیر اس کے کوئی کام پورا نہیں ہوتا۔

بعض طالبین کو اس مراقبہ میں انوار وغیرہ نظر آتے ہیں تو یہ مراقبہ کے پورا ہونے کی علامت ہے۔ جو طالب کامل استعداد رکھتا ہے اس کو مراقبات قلبیہ میں فنائے قلب حاصل ہو جاتی ہے۔ اور تمام تعلقات قلبی زائل ہو جاتے ہیں۔ اکثر طالبین ایسے ہوتے ہیں جن کو فنائے قلب مراقبات نفس تک حاصل ہوتی ہے۔ ہاں اگر شیخ کامل و مکمل چاہے تو اس کی ادنیٰ توجہ سے فنائے قلب مراقبات قلبی تک حاصل ہو جاتی ہے۔ اور مراقبات نفس کی نوبت بھی نہیں آتی۔]

نیت اصول مراقبات

اصول مراقبات کی نیت کے وقت اپنے لطائف کو حضور سرور کائنات ﷺ کے روبرو خیال کرے۔

(۱۲) نیت مراقبہ اصل قلب

اللہی قلب من بمقابل قلب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام است۔ آن فیض تجلای
صفات فعلیہ خود کہ از قلب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بقلب آدم علیہ السلام رسانیدہ
بقلب من نیز برسانی بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

(توقف.....روز)

[سالک کو چاہیے کہ اپنے لطیفہ قلب کو جناب رسول کریم ﷺ کے سامنے تصور کرے۔ اور یہ طلب کرے کہ اے اللہ تعالیٰ اپنی تجلیات افعالیہ الہیہ کا جو فیض تو نے حضور ﷺ کے لطیفہ قلب سے حضرت آدم علیہ السلام کے لطیفہ قلب میں پہنچایا، پیران کبار کے صدقے یہ فیض میرے لطیفہ قلب میں پہنچا۔ اسی مراقبہ کے دوران میں تمام پیران کبار کے قلوب میں حضرت پیغمبر ﷺ (جو فیض کا ذریعہ ہیں) کا تصور رکھیں۔ جو طالب

حضرت آدم علیہ السلام کی ولایت حاصل کر لیتا ہے اس کو اسم ذات (اللہ) سے شرف اور سرور حاصل ہوتا ہے۔ اور پیران کامل و مکمل کے لحاظ سے اس کا لطیفہ قلب فیض سے سیراب ہوتا ہے۔ وہ اس لطیفہ کے کمالات حاصل کرنے کے بعد صاحب لفظ ہو جاتا ہے۔ یعنی وہ جو کچھ منہ سے نکالتا ہے اللہ تعالیٰ پیران کہا اور نبی کریم ﷺ کے وسیلہ اور اپنے فضل و کرم سے پورا کرتا ہے۔ طالب کے وساوس اور خطرات شیطانی دفع ہو جاتے ہیں اور اس کا قلب سلیم ہو جاتا ہے۔ وہ تکوین سے نکل کر حکیم سے فیض یاب ہو جاتا ہے اور اس لطیفہ میں اس کو فنا و بقا حاصل ہو جاتا ہے۔ طالب کو چاہیے کہ قلب کی حفاظت کرے اور ماسوا اللہ کو دل سے نکال دے۔ اور پیران کامل و مکمل سے رابطہ برقرار رکھے۔ ہمیشہ ذکر و فکر میں رہے اور لطیفہ قلب کی جگہ پاک و صاف ہو۔ اور اس میں سے امانیت ختم ہو جائے کیونکہ ظاہری باطنی روحانی اور جسمانی پاکیزگی قلب کی اصلاح سے ہوتی ہے۔ یہ ولایت کا پہلا درجہ ہے۔ ولایت آدموی والا فقیر ہر وقت تو بہ میں مشغول اور ذات باری تعالیٰ سے محروم و انکساری اور معافی کا طلب گار رہتا ہے۔ اپنی بری عادات کو عمدہ صفات میں بدلنے کی کوشش کرتا ہے۔ ذرا سی غلطی ہو جائے تو فوراً توبہ اور معافی میں مصروف ہو جاتا ہے۔ تمام افعال میں اسے حق کی جانب سے تجلیات اور انوارات نظر آتے ہیں۔ اور جمیع افعال و اعمال میں ذات حق کو وسیلہ حقیقی جانتا ہے۔

(۱۳) نیت مراقبہ اصل رُوح

الہی رُوح من بمقابل رُوح نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام است۔ آن فیض تجلانی صفات ثمانیہ ثبوتیہ ذاتیہ ھیبیہ خود کہ از رُوح نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بروح ابراہیم ونوح علیہم السلام رسانیدہ بروح من نیز برسانی بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف.....روز)

[جو سالک فوجی و ابراہیمی ولایت کا حامل ہوتا ہے وہاں لطیفہ رُوح کے تمام کمالات اور درجات حاصل کر لیتا ہے۔ اس کا فقیر اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے اور حالات و واقعات کا مقابلہ کر کے نیز نفس اور شیطان سے جہاد کرتے ہوئے اپنے مقصود کی کشتی کو کنارے پر لگا دیتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جذبہ کے تحت نفس اور شیطان ممکن کی فریب کاریوں اور مکاریوں سے بچ کر ماسوا اللہ سے منہ موڑ کر یاد خدا میں مشغول رہتا ہے۔ دشمنان اسلام کی جلائی ہوئی آغوش اس کے لئے گھرا کر ابراہیمی بن جاتی ہے۔ اس مشرب والے میں توکل اور عشق الہی کے ساتھ صفات فوجیہ کا فیض آتا ہے اور وہ اپنی تمام صفات میں اپنے بولنے اور سوچنے کی صفات میں حق سہلنے

تعالیٰ کی صفات دیکھتا ہے۔ اور انسان کی صفات کو اللہ تعالیٰ کی صفات سے ثابت جانتا ہے۔ اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ میرے صفات کمالیہ کچھ بھی نہیں۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کی صفات کی وجہ سے قائم و دائم ہیں۔ یہ ولایت کا دوسرا درجہ ہے۔

(۱۴) نیت مراقبہ اصل بر

الہی بر من بمقابل بر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام است۔ آن فیض تجلای شیونات ذاتیہ خود کہ از سر نبی علیہ السلام بہ سر موسیٰ علیہ السلام رسانیدہ بہ بر من نیز برسانی بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف.....روز)

[لطیفہ سر وہ راز ہے جو روح انسانی کا مبداء ہے، جس کو عالم لاہوت بھی کہتے ہیں۔ عالم لاہوت سے مراد روح (محمد ﷺ) ہے۔ یہ ایک لطیف کیفیت ہے۔ یہاں سالک پر بے شعوری میں ایسے احوال کا ورود ہوتا ہے جو لطائف قلب و روح کے واضح واقعات سے ممتاز ترین ہوتے ہیں۔ اس کا اندازہ وہی سالک کر سکتا ہے جس پر یہ حالات گزرے ہوں۔ اور یہاں سالک کو بسبب عشق الہی معرفت حق حاصل ہوتی ہے۔ یہ ولایت کا تیسرا درجہ ہے۔]

(۱۵) نیت مراقبہ اصل خفی

الہی خفی من بمقابل خفی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام است۔ آن فیض تجلای صفات سلبیہ خود کہ از خفی نبی علیہ السلام بہ خفی عیسیٰ علیہ السلام رسانیدہ بہ خفی من نیز برسانی بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف.....روز)

[لطیفہ خفی کی جب تکمیل ہو جاتی ہے تو سالک اس لطیفہ کے ذکر کی وجہ سے قرب کا وہ مقام حاصل کر لیتا ہے جس کی کرانا کاتبین کو بھی خبر نہیں ہوتی۔ روز حشر میں ذکر کرنے والا بہت اعلیٰ مقام پر فائز ہوگا۔ صاحب کمال فقیر اس لطیفہ میں ولایت کا چوتھا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ عبادت ریاضت اور مجاہدہ سے کبھی نہیں تھکتا۔ اس مرتبے پر پہنچنے والا فقیر اپنی ذات کی نسبت دوسروں کو فوقیت دیتا ہے۔ خود رنج اٹھا کر دوسروں کی تکلیفیں دور کرتا ہے۔ اپنے آپ کو عجز و انکساری میں رکھتا ہے۔ لطیفہ خفی سے مراد نور محمدی ﷺ ہے جس کو عالم لاہوت کہتے ہیں۔ سالک پر جب اس لطیفہ کی کیفیات طاری ہوتی ہیں تو وہ معائنہ ذات کی بدولت واصل الی اللہ ہوتا ہے۔]

(۱۶) نیت مراقبہ اصل اخفی

الہی اخفی من بمقابل اخفی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام است۔ آن فیض تجلای شان

جامع خود کہ بہ انھی نبی علیہ السلام رسانیدہ بہ انھی سمن نیز برسانی بواسطہ پیران
کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف.....روز)

الغیث انھی ولایت محمد ﷺ کی نعمت عظمیٰ ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو یہ نعمت عطا ہو جائے۔
جس طرح حضور ﷺ کی ذات باریکات تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے افضل ہے اس طرح لغیث انھی کی ولایت
کا فیض بھی ارفع و اعلیٰ ہے۔ محمدی (ﷺ) ولایت والے فقیر کا مقام بہت بلند و بالا ہے۔ اطاعت رسول ﷺ اور
اطاعت الھی کا مظہر باکمال ہوتا ہے۔ خلق محمد ﷺ صدق اخلاص اللہیت اس میں بدرجہ اتم پایا جاتا ہے۔ اس
ولایت والے فقیر کا رابطہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ذاتی ہوتا ہے۔ شریعت کی پاسبانی اور پاسداری کرتا
ہے۔ تجلیات دائمی حاصل ہوتی ہیں اور اگر کمال حاصل کر لے تو شیخ کامل و کمل کی توجہ خاص اور محبت خاص کی
بدولت مجلس محمدی ﷺ اور جودی بھی اس کو حاصل ہوتی ہے۔ فرضیکہ جمیع کمالات و صفات محمدیہ ﷺ سے فیض یاب
ہوتا ہے۔ ولایت محمدی (ﷺ) والا فقیر خود بھی باکمال ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی باکمال بنانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔
جب طالب اس لغیث کی سیر کی تکمیل کو پہنچتا ہے تو وہ جو کچھ دیکھتا ہے عین بعین اور ہو بہو دیکھتا ہے۔ یعنی وہ صاحب
حضور ہوتا ہے۔ اور ولایت کے کل مراتب کے حصول کی استعداد رکھتا ہے۔ غلبہ عشق میں نہایت بیقراری سے عین
حضوری ہو رہے حضور میں "ہل جن مزید" کا شور مچانے والا ہوتا ہے اور پلک جھپکنے کی دیر میں اس حال سے نزر کر
مقام "ہذا اللہ فوق انہم قاب قوسین یواظبی" پر پہنچ سکتا ہے۔ ولایت کے اس میدان میں لا الہ تک
لاکھوں ہزاروں پہنچے ہیں۔ لا الہ تک سیکڑوں جبکہ حقیقت محمدی ﷺ تک کہ زوں میں کوئی ایک پہنچا ہے۔ اس
مقام میں کلمہ طیبہ کی حقیقت کی آگاہی ہوتی ہے اور سیر مع اللہ حاصل ہوتی ہے۔ لغیث انھی سے مراد خالص ذات
مرتبہ ولایت ہے۔ اس ذات کی توصیف میں شیوخ فلان من فرمایا گیا ہے اور اللہ الضمہ بھی۔ نیز اسی کو
وراء الورد الم وراء کہا جاتا ہے اور یہی ذات صفات اور اقہارات سے بر اور قید اطلاق سے منزہ ہے۔ یہی وہ
ذات قدسی ہے جس کے حلق خود باری تعالیٰ نے لا الہ بکل فنی و مہبط ارشاد فرمایا ہے۔

(۱۷) نیت مراقبہ معیث

فیض می آید از ذات بے چون کہ ہمراہ است ہمراہ من و ہمراہ جمیع ممکنات بلکہ
ہمراہ ہر ذرہ از ذرات ممکنات ہمراہی بے چون۔ بظہوم این آید کریم و ہو
معکم اینما کنتم بلطائف غمہ عالم امر من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم

marfat.com

Marfat.com

اجمعین۔ (توقف.....روز)

(۱۸) نیت لمراقبہ اقربیت

فیض می آید از ذات بے چون کہ اصل اسماء و صفات است کہ نزدیک تر است از
من بمن و از رگ گردن من بمن بہ نزدیک بل کیف بمفہوم این آید کہ یہ و فَنَحْنُ
أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ خَبْلِ الْوَرِيدِ بلطفہ نفسی من با شرکت لطائف خمسہ عالم امر من
بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف.....روز)

[یہ مراقبہ آید مذکورہ سے لیا گیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ شرگ سے زیادہ قریب ہے اور میرے لطائف خمسہ
عالم امر اس کو مورد فیض ہیں اور فیض کا منشاء دائرہ اولی یعنی ولایت کبریٰ ہے۔ اور یہی ولایت و ولایت صغریٰ کا اصل
ہے۔ اقربیت کے معنی یہ ہیں کہ ظل کی اصل ظل کے ساتھ بہ نسبت ظل کے زیادہ نزدیک ہے۔ (یعنی ظل خود اپنے
آپ سے اتنا قریب نہیں ہے جتنا کہ اس کی اصل اس سے قریب ہے) اور یہی حال ہے اصل کی اصل کا کہ وہ اپنے
مابعد کی بہ نسبت ظل سے زیادہ قریب ہے۔ اس بات کو یوں سمجھ لیجئے کہ ذات واجب تعالیٰ جل جلالہ ممکن کے ساتھ
بہ نسبت شیونات کے زیادہ قریب ہے۔ اور شیونات کو ممکن کے ساتھ بہ نسبت صفات کے زیادہ قریب ہے۔ اور
صفات بہ نسبت ظلال صفات کے ممکن سے زیادہ نزدیک ہے۔ اور ظلال صفات ممکن کے ساتھ بہ نسبت ممکن کے
زیادہ قریب ہے۔ یہاں کے حالات بے رنگ اور بے مزہ ہیں۔ جب نفس کے حالات قوت پکڑ جاتے ہیں تو
حالات قلبی فراموش ہو جاتے ہیں۔ اس مراقبہ کے تمام ہونے کی یہی علامت ہے۔]

(۱۹) نیت مراقبہ محبت اول

فیض می آید از ذات بے چون کہ اصل اسماء و صفات است کہ دوست می دارد
مرا و من دوست می دارم اور بمفہوم این آید کہ یہ یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ خالص بلطفہ
نفسی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف.....روز)

[اس مراقبہ کا مفہوم آید مذکورہ سے لیا گیا ہے۔ اور منشاء فیض ولایت کبریٰ کی قوس ہے جو کہ دائرہ نمبر ۳
کی اصل ہے اور لطفہ نفسی فیض کا محور ہے۔ یہ تینوں دائرے اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس میں اعتبارات ہیں جو صفات
و شیونات کی مبادی ہوتی ہے۔ اس مقام میں شرح صدر ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی شان

میں فرمایا ہے۔ "الْمَنْ نَشْرَحُ لَكَ صَدْرَكَ" اس میں لطیفہ انہی کے کمالات کی طرف اشارہ ہے کیونکہ یہ لطیفہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک نے اپنے تمام شیوات و صفات کے ساتھ لطیفہ انہی میں ظہور فرمایا۔ یہاں مقام صبر شکر اور رضا حاصل ہوتا ہے اور احکام شرع قبول کرنے میں دلیل کی حاجت نہیں رہتی۔ اس مقام کے معارف کتاب و سنت ہیں۔]

(۲۰) نیت مراقبہ محبت دوم

فیض می آید از ذات بے چوں کہ اصل اصل اسماء و صفات است کہ دوست می دارد مرا و من دوست می دارم اورا۔ بمفہوم این آیه کریمہ یُحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّونَهُ خَاصٌ بِلَطِيفَةِ نَفْسِي مِنْ بِيْوَاسِطَةِ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف.....روز)

[اس مراقبہ کا مفہوم بھی آیت مذکورہ سے لیا گیا ہے۔]

(۲۱) نیت مراقبہ دائرہ قوسی

فیض می آید از ذات بے چوں کہ اصل اصل اسماء و صفات است و منشاء دائرہ قوسیت کہ دوست می دارد مرا و من دوست می دارم اورا۔ بمفہوم این آیه کریمہ یُحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّونَهُ خَاصٌ بِلَطِيفَةِ نَفْسِي مِنْ بِيْوَاسِطَةِ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف.....روز)

[اس مراقبہ کا مفہوم بھی آیت مذکورہ سے لیا گیا ہے۔]

(۲۲) نیت مراقبہ اسم ظاہر

فیض می آید از ذات بے چوں کہ مسکئی باسم الظاہر است۔ بمفہوم آیه کریمہ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ خَاصٌ بِلَطِيفَةِ نَفْسِي مِنْ بِيْوَاسِطَةِ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف.....روز)

[اگرچہ ولایت کبریٰ سے تزکیہ نفس حاصل ہو جاتا ہے اور تمام برائیاں اور خصائص رذیلہ نیکوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ لیکن فخر و غرور اور رعوت ابھی باقی ہوتے ہیں، ان کو یہ مراقبہ ختم کر دیتا ہے، رسالک میں سیر آفاقی کی تکمیل کر دیتا ہے۔]

(۲۳) نیت مراقبہ اسم باطن

فیض می آید از ذات بے چون کہ مسمیٰ باسم الباطن است کہ منشاء ولایت علیا است کہ ولایت ملا الاعلیٰ است۔ بمفہوم آیہ کریمہ هو الاول والاخر والظاهر والباطن وهو بكل شیء علیم عناصر ثلاثہ من کہ آب، باد، نار است بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف.....روز)

[ولایت کبریٰ اور اس میں باطن میں سیر شروع ہوتی ہے اس کو ولایت علیا اور ولایت ملائکہ علیہم السلام بھی کہتے ہیں۔ اس مقام میں سوائے عنصر خاک کے باقی عناصر یعنی پانی، ہوا اور آگ مورد فیض ہو کر تکمیل پاتے ہیں۔ جانا چاہیے کہ ولایت صغریٰ اور ولایت کبریٰ کی سیر اسم الظاہر میں تھی جبکہ ولایت علیا کی سیر اسم الباطن میں ہے۔ ان میں فرق یہ ہے کہ سیر اسم الظاہر میں تجلیات اسمائی و صفاتی ہیں جبکہ سیر اسم الباطن میں اگرچہ تجلیات اسماء و صفات ہی ہیں لیکن ان کے ساتھ تجلی ذات بھی پردہ ہائے اسماء و صفات میں مستور ہوتی ہے۔ اس مقام میں جب سالک کے اجزائے جسم پاک و صاف ہو جاتے ہیں۔ عناصر ثلاثہ کے رذائل 'صفات حمیدہ میں بدل کر منور ہو جاتے ہیں تو سالک کو پرواز کے درجے عنایت ہوتے ہیں۔ ایک اسم الظاہر کا جو ولایت کبریٰ کی انتہا ہے اور دوسرا اسم الباطن کا جو ولایت علیا کی انتہا ہے۔ سالک اس مرتبہ میں تجلیات اسماء و صفات الہی سے گزر کر تجلیات ذات اقدس (جو حقیقی مقصود ہے) کی سیر کے قابل ہو جاتا ہے۔ اس مقام میں ذکر، تہلیل، توافل، قیام اور قرأت کی طوالت ترقی بخش ہوتے ہیں اور رخصت شرعی کا اختیار کرنا بھی غیر مستحسن ہے۔ چونکہ یہ ولایت ملائکہ کی ہے لہذا ملکیت کے ساتھ جس قدر زیادہ مناسبت ہوگی اتنی جلد ترقی میسر ہوگی۔ اس ولایت سے سالک کے تمام بدن میں وسعت و فراخی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور لطیف احوال سارے جسم پر وارد ہوتے ہیں۔ خصائص رذیلہ کو دفع کرنا اور خالق عناصر کی طرف متوجہ رہ کر حصول فیض کرنا اس مراقبہ کا حاصل ہے۔]

(۲۴) نیت مراقبہ کمالات نبوت

فیض می آید از ذات بیچون کہ منشاء کمالات نبوت است بہ عنصر خاک من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف.....روز)

[یہ مراقبہ سیر اسم الباطن کا نقطہ عروج ہے اور تجلی دائرہ کا درجہ اول ہے۔ سالک اسماء و صفات سے گزر کر ذات میں سیر کرتا ہے۔ کمالات نبوت کا عنصر خاک پر اثر ہوتا ہے۔ یہاں حضوری بے جہت حاصل ہوتی ہے۔

مگرانی بے قراری بے تابی اور شوق سب رخصت ہو جاتے ہیں۔ یقین کامل راسخ ہو جاتا ہے۔ یہاں وصول ہے حصول نہیں۔ خوب یاد رہے کہ یہ مقام، مقام انبیاء ہے۔ انبیاء کی اتباع کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

(۲۵) نیت مراقبہ کمالات رسالت

فیض می آید از ذات بچون کہ فشاء کمالات رسالت است بہ ہیئت وحدانی من
بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف..... روز)

[یہ مقام انبیاء و مرسلین کے ساتھ مخصوص ہے اور حلی دائمی کا درجہ دوم ہے۔ اس مقام پر سالک کے لطائف عشرہ تصفیہ نفس کے بعد مقامات فوقانی میں ایک نئی ہیئت حاصل کرتے ہیں جسے ہیئت وحدانی کہتے ہیں۔ یہاں پر قرآن مجید کی تلاوت اور نماز کی کثرت سے ان کمالات اور دیگر حقائق میں ترقی ہوتی ہے۔]

(۲۶) نیت مراقبہ کمالات انبیاء اولوالعزم

فیض می آید از ذات بچون کہ فشاء کمالات انبیاء اولوالعزم است بہ ہیئت وحدانی
من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف..... روز)

[یہ مقام اولوالعزم انبیاء سے مخصوص ہے اور حلی دائمی کا تیسرا درجہ ہے۔ ذرا ذکر کار کی کلمات سے تجلیات ذاتیہ سے سالک کا باطن بھر جاتا ہے۔ صاحب لیاقت احباب کو اسرار مقطعات قرآنی اور کتابیات قرآنی ظاہر ہوتے ہیں اور باطن میں بے پناہ وسعت پیدا ہوتی ہے۔]

(۲۷) نیت مراقبہ حقیقت کعبہ ربانی

فیض می آید از ذات بچون کہ سمود جمع ممکنات است و فشاء حقیقت کعبہ ربانی است
بہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف..... روز)

[یہ مقام عظمت کبریائی کا مقام ہے جس جگہ سالک و بہت جلال کے دریاں ڈوب جاتا ہے اور جب نور حاصل ہو جاتی ہے تو ممکنات کی توجہ اپنی طرف دیکھتا ہے۔]

(۲۸) نیت مراقبہ حقیقت قرآن مجید

فیض می آید از ذات بچون حضرت ذات کہ فشاء حقیقت قرآن مجید است بہیئت
وحدانی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف..... روز)

[اس مقام پر قرآن مجید کے اسرار ظاہر ہوتے ہیں۔ قرآن پاک کا ایک ایک حرف مطالب و معانی کا دریا نظر آتا ہے۔ بسا اوقات تمام قالب انسانی مثل زبان بن جاتے ہیں۔ لذت تلاوت حاصل ہوتی ہے۔ خداوند قدوس سے راز و نیاز کی باتیں ہوتی ہیں۔]

(۲۹) نیت مراقبہ حقیقتِ صلوٰۃ

فیض می آید از کمال وسعت بے چون حضرت ذات کہ منشاء حقیقتِ صلوٰۃ است بہ

ہیت وحدانی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف.....روز)

[اس مقام میں سالک کو دو جز میسر آتے ہیں ایک حقیقتِ قرآن اور دوسرا حقیقتِ صلوٰۃ۔ اس مراقبہ میں حدیث شریف "أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ" کے مضمون کا مطلب واضح ہو جاتا ہے اور اسی طرف حدیث شریف "الصَّلَاةُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِينَ" میں اشارہ ہے اور حدیث شریف "أَلْقُرْبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنَ الرَّبِّ فِي الصَّلَاةِ" اور "قُرْبَةُ غَنَى فِي الصَّلَاةِ" میں اسی کی وضاحت ہے۔ سالک کو جب اس مقام میں نہایت انہماک ہو جاتا ہے تو پھر اس کے نزدیک عابد و معبود میں کچھ فرق نہیں رہتا۔ خاص کر سجدہ کی حالت میں کہ جب اس میں فنائے محض حاصل ہوتی ہے تو فرق جاتا رہتا ہے۔]

(۳۰) نیت مراقبہ معبودیت صرفہ

فیض می آید از حضرت ذات بے چون کہ منشاء معبودیت صرفہ است بہ ہیت

وحدانی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف.....روز)

[یہ وہ مقام ہے جہاں سیرِ قدمی ختم ہو جاتی ہے اور سیرِ نظری باقی رہتی ہے۔ سیرِ قدمی وصولِ قدمی کا نام ہے اور ذات اگر صورتِ مثالیہ میں نظر آئے تو اس کو سیرِ نظری کہتے ہیں۔ اس مقام میں کلمہ طیبہ کے چاروں معنی کامل طور پر حاصل ہوتے ہیں۔ یعنی (۱) لا معبود الا اللہ (۲) لا مقصود الا اللہ (۳) لا مطلوب الا اللہ (۴) لا موجود الا اللہ]

(۳۱) نیت مراقبہ حقیقتِ ابراہیمی

فیض می آید از حضرت ذات بے چون کہ محبت صفات خود است و منشاء حقیقت

ابراہیمی است بہ ہیت وحدانی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

(توقف.....روز)

[یہ مقام بہت بلند ہے۔ یہاں تمام نبیائے ابراہیمی علیہم السلام پر مامور ہیں۔ اس جگہ صوفیوں کی علیہ السلام زیادہ سے زیادہ پڑھنا چاہیے۔]

(۳۲) نیت مراقبہ حقیقت موسوی

فیض می آید از حضرت ذات بے چون کہ محبت ذات خود است و نشاء حقیقت موسوی است بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

(توقف.....روز)

[یہ مقام محبت ذاتیہ کا مقام ہے اور بہت سے پیغمبر حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی وساطت سے اس مقام تک پہنچے ہیں۔ یہاں نیاز و بے نیازی کی اداؤں کا اظہار ہوتا ہے۔ یہاں پر درج ذیل درود پاک تین ہزار کی تعداد میں پڑھنا موجب اجر و برکت ہے۔ "اللہم صل علی محمد و اصحابہ و علی جمیع الانبیاء والمرسلین خصوصاً علی کلیمک موسیٰ علیہ السلام"۔]

(۳۳) نیت مراقبہ حقیقت محمدی ﷺ

فیض می آید از حضرت ذات بے چون کہ محبت ذات خود است و محبوب ذات خود است و نشاء حقیقت محمدیست (ﷺ) بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف.....روز)

[یہ حقیقت حقیقت الحقائق ہے۔ یہ جناب سرور کائنات ﷺ کے ساتھ تعین جسدی رکھتی ہے۔ یہ مقام محبت محبوبیت ہے اس مقام پر اس صوفی شریف کی کثرت کی جائے "اللہم صل علی سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ افضل صلواتک عند مفلوحوما یک و بارک و منلّم"۔]

(۳۴) نیت مراقبہ حقیقت احمدی ﷺ

فیض می آید از حضرت ذات بے چون کہ محبوب ذات خود است و نشاء حقیقت احمدیست (ﷺ) بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

(توقف.....روز)

[یہ مقام محبوبیت ہے لیکن اس کا تعلق روحی ہے اور اس کو دائرہ محبوبیت صرف بھی کہا جاتا ہے۔ یہاں پر بھی درود مذکورہ بالا کی کثرت کی جائے۔]

(۳۵) نیت مراقبہ حب صرف

فیض می آید از ذات بے چون کہ منشاء حب صرف است بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف.....روز)

[یہ مراقبہ ذاتی حب صرف ہے اور حب صرف تعین اول ہے جسے تعین حسی بھی کہتے ہیں۔ یعنی یہی وہ حب ہے جو سب سے پہلے تخلیق ہوتی۔ "لَوْلَا كَلَّمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكُ" کی حدیث قدسی اس خاص مقام کو ظاہر کرتی ہے اگر یہ نہ ہوتی تو تخلیق عالم بھی نہ ہوتی۔]

(۳۶) نیت مراقبہ لائقین

فیض می آید از ذات مطلق بے چون کہ موجود است بوجود خارجی و منزہ است از جمیع تعینات بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

(توقف...روز)

[یہ مراقبہ مقام لائقین میں ہے۔ لائقین مرتبہ ذات محبت سے عبارت ہے۔ یہ مقام بھی حضور سرور کائنات ﷺ سے مخصوص ہے اور یہ سیر صفات ثنائیہ ان کے وصول اور ذات محبت میں ہوتی ہے۔]

.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....

اسباق طریقہ عالیہ چشتیہ

اس طریقہ عالیہ میں صرف چار اسباق ہیں۔

۱۔ **هُوَ** : رُوح سے قلب، قلب سے سر، سر سے اُھلی، اُھلی سے خفی، خفی سے دوبارہ

رُوح پر لانا ہے۔ زبان سے بھی کہنا ہے۔

۲۔ **اللَّهُ هُوَ** : اللہ قلب پر اور **هُوَ رُوح** پر۔ زبان سے بھی کہنا ہے۔

۳۔ **هُوَ اللَّهُ** : **هُوَ رُوح** پر اور **اللہ قلب** پر۔ زبان سے بھی کہنا ہے۔

۴۔ **أَنْتَ الْهَادِي أَنْتَ الْحَقُّ لَيْسَ الْهَادِي إِلَّا هُوَ** :

اَنْتَ الْهَادِي قلب پر اَنْتَ الْحَقُّ اُھلی پر لیس خفی پر اَلْهَادِي اَلْا قلب پر اور

هُوَ رُوح پر۔ زبان سے بھی کہنا ہے۔

نوٹ: طریقہ چشتیہ کے اسباق کی ترتیب عروجی اور نزولی اسباق میں قادر یہ کی طرح ہے

کیونکہ چشتیہ، قادر یہ سے ماخوذ ہے۔ لیکن چشتیہ میں عدد کی مراعات نہیں ہے بلکہ نقشبند یہی

طرح دائمی طور پر ذکر کرتا ہے۔

.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....

اسباق طریقہ عالیہ قادریہ

طریقہ قادریہ شریف میں درج ذیل اسباق ہیں۔ اسباق سے پہلے استغفار،

بار۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ۔

۱۔ کلمہ طیبہ (نفی اثبات) : ایک ہزار مرتبہ اس طور پر کہ لا قلب سے دائیں کندھے کو اور الٰہی قلب پر اور بائیں کندھے پر اور الٰہی قلب پر۔ اس کے ساتھ ساتھ زبان سے بھی کہتا اور آخر میں انھی پر محمد رسول اللہ (ﷺ) کہتا ہے۔

۲۔ اثبات (الٰہی اللہ) : پہلی دفعہ کلمہ طیبہ مذکورہ ترتیب سے پھر الٰہی قلب پر سو مرتبہ۔ اس کے ساتھ زبان سے بھی کہتا ہے۔ ۱۰۰ مرتبہ کے بعد انھی پر محمد رسول اللہ (ﷺ) کہتا ہے۔

۳۔ اسم ذات (اللہ) : قلب پر۔ پہلی دفعہ اللہ جل جلالہ۔ پھر اللہ اللہ سو (۱۰۰) بار پورا کرنے کے بعد جل جلالہ زبان سے بھی کہتا ہے اور دل پر ضرب بھی لگانی ہے۔ یہ آ ۱۰۰ مرتبہ بھی دہرانا ہے۔

۴۔ ھو : رُوح سے قلب قلب سے سر سے انھی انھی سے خفی خفی سے دوبارہ ز پر لانا ہے اور زبان سے بھی کہتا ہے۔ (کلمہ ہو کواری کی طرح فرض کرنا ہے اور ما سوا اللہ باطن سے قطع کرنا ہے۔ اور چرخ کی طرح لطائف میں گردش کرنا ہے۔ نقش بننے کے بعد ایک بلا کیف مینا فرض کرنا جو کہ لائین تک پہنچا ہو۔ اور اس مینا سے خارج گول گردش میں عروج کرنا ہے لائین تک اور تخیلاً اسماء وصفات سے فیض حاصل کرنا ہے)۔ پہلی دفعہ شروع کرنے پر ھو جل جلالہ اور سو (۱۰۰) مرتبہ پورا کرنے کے بعد پھر جل جلالہ کہتا ہے۔ یہ بھی ایک ہزار مرتبہ پورا کرنا ہے اور یہ عروجی سبق ہے۔

۵۔ مراقبہ : نماز فجر اور نماز عصر کے بعد مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے سانس بند کر

کے بیٹھنا ہے۔ قلب میں اللہ اللہ کہتا ہے۔ گنتی اور طاق عدد کی ترتیب کا لحاظ نہیں ہے۔ اپنے قلب کو نبی اکرم ﷺ کے قلب مبارک کے بالقابل کرنا اور قلب مصطفیٰ ﷺ سے نور حاصل کرنا ہے۔ (یہ مراقبہ پانچ منٹ تک یا چار رکعت نماز کی مقدار کے برابر ہے۔)

۱۔ **اللَّهُ هُوَ** : اللہ قلب اور ہوروح پر اور زبان سے بھی کہتا ہے۔ ترتیب مذکورہ کے ساتھ لائقین تک داخل مینار میں گول گردش کے ساتھ عروج کرنا ہے اور مابین الاجمال و التفصیل مرتبہ اسماء و صفات سے فیض حاصل کرنا ہے۔ پہلی دفعہ اور پھر ہر سو (۱۰۰) مرتبہ کے بعد جن جلالہ کہتا ہے۔ یہ بھی ایک ہزار مرتبہ کہتا ہے اور یہ بھی عروجی سبق ہے۔

۲۔ **هُوَ اللَّهُ** : ہو روح پر اور اللہ قلب پر اور زبان سے بھی کہتا ہے۔ لائقین تک مینار کے اندر سیدھا اوپر عروج کرنا ہے اور اسماء و صفات کے اجمال محض سے فیض حاصل کرنا ہے۔ یہ بھی ایک ہزار مرتبہ کہتا ہے۔ یہ عروجی سبق ہے۔ پہلی دفعہ اور ہر سو (۱۰۰) مرتبہ پورا کرنے کے بعد جن جلالہ کہتا ہے۔

۳۔ **أَنْتَ الْهَادِي أَنْتَ الْحَقُّ لَيْسَ الْهَادِي إِلَّا هُوَ** : انت الہادی قلب پر انت الحق اٹھی پر، لیس اٹھی میں الہادی الا قلب پر اور ہو روح پر۔ ساتھ زبان سے بھی کہتا ہے۔ یہ نزولی سبق ہے۔ عالم کے ارشاد کے لیے رجوع کرنا ہے۔ یہ بھی ایک ہزار مرتبہ کہتا ہے۔

۴۔ **اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَعِزِّهِ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُومٍ لَكَ** : اٹھی میں حضور رکھنا اور زبان سے بھی پڑھنا ہے اور مدینہ منورہ کی طرف مدد کر کے عطر لگاتے ہوئے بیٹھنا ہے اور نبی اکرم ﷺ کے اٹھی مبارک سے فیض حاصل کرنا ہے۔ یہ افضل طریقہ ہے لیکن بغیر عطر لگائے ہوئے اور مدینہ منورہ سے دوسری طرف منہ کر کے پڑھنا بھی جائز ہے۔ اور تکیہ لگانا بھی جائز ہے۔ لیکن دونوں پاؤں دراز نہ ہوں۔ چلتے پھرتے پڑھنا جائز

نہیں ہے۔ اور بلا وضو پڑھنا بھی مشائخِ قادریہ کے نزدیک جائز نہیں کیونکہ چلتے پھرتے میں بے التفاتی ہے اور بلا وضو ثواب نصف ہو جاتا ہے۔ عاشقین اور سالکین کا درود شریف بذاتِ خود نبی پاک ﷺ سنتے ہیں۔ یہ بھی ایک ہزار مرتبہ روزانہ پڑھنا ہے۔

.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....

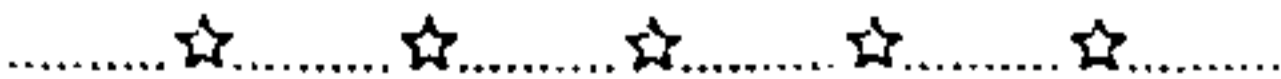
اسباقِ طریقہ عالیہ سہروردیہ

طریقہ سہروردیہ شریف کے اسباق یعنیہ طریقہ قادریہ شریف کے اسباق کی طرح ہیں۔ ترتیب بھی وہی ہے صرف مراقبہ میں فرق ہے کہ قادریہ کا مراقبہ پانچ منٹ کا ہے جبکہ سہروردیہ کا مراقبہ کم از کم بیس منٹ کا ہے اور زیادہ کی کوئی حد نہیں۔ نیز قادریہ شریف میں مراقبہ پانچواں سبق ہے جبکہ سہروردیہ میں نواں سبق ہے۔ اور اس کی ترتیب میں بھی فرق ہے۔ قادریہ کے مراقبہ کی ترتیب گزر چکی۔ سہروردیہ مراقبہ کی ترتیب یہ ہے کہ اسباق پورے کرنے کے بعد مدینہ منورہ کی طرف متوجہ ہو کر اور عطر لگا کر بیٹھ جائیں اور آنکھیں بند کر لیں۔ (مراقبہ میں آنکھیں بند کرنا شرط ہے) اور لطائف میں سرود کی طرح شوق و ذوق سے ذکر شروع کریں پھر تمام انبیاء علیہم السلام کی ارواح مقدسہ کو طلب کریں۔ جب وہ حاضر فرض کر لیں تو تمام اولیاء کرام کی ارواح طیبہ کو بھی طلب کریں خصوصاً اپنے شیخ مبارک

کی روح اقدس طلب کریں۔ جب وہ بھی حاضر فرض کریں تو یہ خیال کریں کہ وہ تمام کے تمام آپ کی طرح لطائف میں مذکورہ ترتیب سے ذکر و اذکار کر رہے ہیں۔ پھر آپ اپنے اسباق کا ثواب بطور تحفہ سر پر رکھ کر ان تمام ارواح مقدسہ کے ساتھ مدینہ منورہ روانہ ہو جائیں۔ اور ان تمام کے ساتھ خود بھی لطائف میں ذکر کرتے ہوئے ذوق و شوق اور ذکر و اذکار میں سب مدینہ منورہ پہنچ جائیں تو روضہ اقدس پر حاضر ہو جائیں اور پھر ایسا فرض کریں کہ حضور پر نور ﷺ نے اپنی مرقہ مبارک سے نکل کر حلقہ ذکر تشکیل دے دیا ہے اور اس مجلس کے صدر آپ ﷺ ہیں۔ پھر آپ حضور سرور کائنات ﷺ کے سامنے حلقہ میں بیٹھ جائیں اور پھر آ کر اپنے وظیفہ کا ثواب بطور تحفہ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کریں اور اپنی جگہ پر واپس آ کر بیٹھ جائیں اور ترتیب مذکورہ سے ذکر کرتے رہیں۔ اور دوسرے سارے بزرگان بھی مذکورہ ترتیب سے ذکر کرتے رہیں گے۔ اور حضور اکرم ﷺ کے سینہ مبارک سے فیض حاصل کرتے رہیں۔ کم از کم بیس منٹ اور زیادہ کی کوئی حد نہیں۔ بلکہ جب تک ذوق و شوق باقی ہو مراقبہ کرتے رہیں۔ جب مراقبہ ختم کرنے کا ارادہ کریں تو نبی کریم ﷺ سے اجازت مانگیں اور پیچھے آتے ہوئے اپنے مقام مراقبہ کو واپس ہو جائیں۔ دوسری ارواح مبارکہ بھی اپنی اپنی جگہ واپس چلی جائیں گی۔ جب اپنے مقام پر آ پہنچیں تو مراقبہ ختم کر دیں۔

نوٹ:- یہ کوئی وہی مفروضہ نہیں بلکہ اہل کشف سالیین یہ معاملہ کشفاد کھتے ہیں اور جن

سالیین کو کشف حاصل نہ ہو ان کو حضور پر نور ﷺ کا فیض ضرور حاصل ہوتا ہے۔



اصطلاحات حضرات نقشبندیہ

حضرت نقشبندیہ رحمہم اللہ کی بیان کی ہوئی بعض خاص اصطلاحات تحریر کی جاتی ہیں۔
(متوسلین سلسلہ نقشبندیہ کو ان آداب کی پابندی ضرور کرنا چاہیے)۔

۱۔ نظر بر قدم

اس سے مراد یہ ہے کہ سالک چلنے میں اپنی نظر اپنے قدم پر رکھے (یعنی نظر نیچی رکھے اور ادھر ادھر دیکھتا نہ چلے) اس لیے کہ چلتے وقت قسم قسم کی مخصوص چیزوں کی وجہ سے نظر جب پریشان ہوتی ہے تو انتشار پیدا ہوتا ہے۔ اس سے جمعیت باطن جاتی رہتی ہے۔ اگر نظر قدم پر رہے گی تو جمعیت حاصل رہے گی۔ اور انتشار سے محفوظ رہے گا۔ یعنی تفرقہ سے بچنے میں اس کو بڑا دخل ہے۔

۲۔ ہوش در دم یا وقوف زمانی

اس سے مراد یہ ہے کہ سالک ہر سانس میں ہوشیار رہے کہ وہ ذاکر ہے یا غافل۔ یہ لحاظ آہستہ آہستہ دوام حضور تک پہنچا دیتا ہے اور اس کی رعایت تفرقہ نفس کو دفع کرتی ہے۔ اس کو وقوف زمانی بھی کہتے ہیں۔

۳۔ سفر در وطن

یہ سیر نفسی کا نام ہے۔ جو حصول اندراج النہایۃ فی البدایۃ کا منشا ہے۔ یہ طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ دوسرے طریقوں میں سیر نفسی سیر آفاقی کے بعد ہے جبکہ اس طریقہ میں سیر نفسی سے ابتدا ہوتی ہے اور سیر آفاقی اس سیر کے ضمن میں مندرج ہے۔ سالک کو چاہیے کہ اپنے نفس میں غور کرے کہ آیا اس میں غیر اللہ کی محبت باقی ہے یا نہیں۔ اگر باقی ہو تو از سر نو توبہ کرے اور کلمہ توحید کے لا سے اس کی نفی کرے اور الا اللہ سے محبت

حق سبحانہ تعالیٰ کا اثبات کرے۔ اور کلمہ توحید کی مدد امت سے اپنی بری صفات مثلاً بغض و حسد، بخل و عداوت وغیرہ کو دور کرے۔

■ خلوت در انجمن

جب ”سفر در وطن“ متحقق ہو گیا تو انجمن کو بھی خلوت خانہ وطن بنائے۔ یعنی انجمن میں تفرقہ شکم و مخالف نہ رہے۔ اور کسی طرف ملتفت نہ ہو۔ ابتدا اس میں تکلف ہوتا ہے پھر جاتا رہتا ہے۔ عین تفرقہ میں جمعیت اور نفس کی غفلت میں حضور حاصل ہوتا ہے۔ یعنی تفرقہ اور عدم تفرقہ سالک کی جمعیت باطن میں برابر ہوتا ہے۔ اگر ظاہر کو باطن کے ساتھ جمع کرے اور تفرقہ کو ظاہر سے بھی دور کرے تو یہ افضل و انسب ہے۔ اس آیت کریمہ میں ایسے ہی حضرات کی شان کا بیان ہے۔

رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ۔ (النور۔ آیت ۳۷)

(ایسے لوگ بھی ہیں جن کو بیع و شرا، اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتی ہے۔)

معلوم ہونا چاہیے کہ بعض اوقات ظاہری تفرقہ سے چارہ نہیں ہوتا کہ مخلوق کے حقوق ادا ہو جائیں۔ اس غرض سے تفرقہ ظاہر مستحسن ہے لیکن تفرقہ باطن کسی وقت بھی مستحسن نہیں کہ باطن خاص اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ غرض عبادت کے ثمن حصے ہوئے جو سب اللہ تعالیٰ کے واسطے ہیں۔ (۱) باطن بالکل... (۲) نصف ظاہر خالصاً... (۳) دوسرا نصف ظاہر... جو بظاہر مخلوق کے حقوق کے لیے ہے۔ لیکن چونکہ ان حقوق کے ادا کرنے میں حق تعالیٰ کی فرمانبرداری مقصود ہے۔ لہذا یہ بھی اللہ تعالیٰ کے لیے ہو گیا۔

■ یاد کرو

اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ ذکر اسم ذات ہو یا نفی اثبات، بہر حال ذکر اسم کے شے ہے جس سے فنا و بقا حاصل ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ تک رسائی ہوتی ہے یہ آیت کریمہ

marfat.com

مدعائے مذکورہ پر نص قطعی ہے۔

وَ اذْكُرْ وَاللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ (سورۃ الحمد) اللہ کو بہت یاد کرو تا کہ فلاح پاؤ۔

۱۶ باز گشت

اس کا مفہوم یہ ہے کہ چند بار ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دل سے مناجات کرے۔ ”الہی تو میرا مقصود ہے اور تیری ہی رضا مجھے مطلوب ہے۔ اپنی نعمت مجھ پر فائز فرما اور اپنی درگاہ پاک میں مجھے وصول عطا فرما۔“ ذکر کرنے میں یہ بڑی مفید شرط ہے اس سے غافل نہ ہونا چاہیے۔

۱۷ نگاہ داشت

وساوس اور خطرات کا قلب سے دور کرنا نگاہ داشت ہے۔ سالک کو چاہیے کہ ہوشیار رہے اور دل میں خطرات کو نہ آنے دے۔ ورنہ ان کا دور کرنا مشکل ہوگا۔ اس طریقہ سے جمیعت اور طمانیت کا ملکہ حاصل ہو جاتا ہے۔ جب قلب سے خطرہ بالکل زائل ہو جائے تو فنائے قلب حاصل ہوتی ہے۔ فنائے نفس کے بعد دماغ سے بھی خطرات اتر جاتے ہیں۔ اس کے بعد خطرات کے ادراک میں حیرت ہوتی ہے کہ کہاں سے آتے ہیں۔ ارباب عقل کے نزدیک تو خطرات کا جاتا رہنا معقول نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے دوستوں کا طور و طریق عقل سے ورا ہے۔

۱۸ یاد داشت

یاد داشت اللہ تعالیٰ کے لیے ایسی توجہ ہے جو الفاظ اور تخیلات سے مجرد ہو اور حضور بے غیبت ہو، یعنی ذات حق تعالیٰ کا علی الدوام حضور۔ ایسا حضور جس میں شیون و اعتبارات کا حجاب درمیان میں نہ ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ توجہ حاصل نہیں ہوتی مگر فنائے اتم اور بقائے اکمل کے بعد۔

۹- وقوف عددی

نئی اثبات میں طاق عدد کی رعایت کرنے کو وقوف عددی کہتے ہیں۔

۱۰- وقوف قلبی

وقوف قلبی، قلب کی طرف توجہ کو کہتے ہیں۔ قلب بائیں پستان کے نیچے دو انگل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس توجہ میں وہ راز ہے جو خاندان قادر یہ میں ضرب کی رعایت میں ہے۔

۱۱- فنا

طریقت کی اصطلاح میں ماسوائے اللہ کانسیان، فنا ہے۔ یعنی ذات حق تعالیٰ کی ہستی مطلق کا سالک کے ظاہر و باطن پر ایسا غلبہ ہو جائے کہ اس کا اپنا وجود اضافی معتبر نہ رہے۔ اور صرف وجود حقیقی مستحضر رہ جائے اور بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے تابع ہو جائے اور اس کے اعضاء سے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کوئی کام سرزد نہ ہو۔

۱۲- بقا

مرتبہ فنا میں جن اشیاء (آفاق و انفس) کانسیان ہو گیا تھا۔ سالک کو پھر دوسروں کی تکمیل و ہدایت کے لیے انہی اشیاء کی طرف لوٹا دینا بقا کہلاتا ہے۔ یعنی کامل فنا کے بعد سالک کو جو کیفیت حاصل ہوتی ہے اس کو بقا کہتے ہیں اور اس فنا الفنا کے بعد حاصل ہونے والی کیفیت کو بقا بقا کہتے ہیں۔

۱۳- سالک و سلوک

سلوک کا معنی ہے راستہ یعنی اللہ تعالیٰ کے قرب اور وصل کے حصول کا راستہ۔ سالک وہ ہے جو قرب حق کے راستوں پر چلے اور طریقت کی منزلوں کو مجاہدات و ریاضت اور اتباع سنت اور شریعت کے ذریعے طے کرے۔

مجدوب اور سالک کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) سالک مجذوب۔۔۔ جس کو سلوک کی

انتہا میں جذبہ نصیب ہو۔ (۲) مجذوب سالک۔۔۔ جس کے سلوک کی ابتدا جذبہ سے ہو۔ بعض نے سالک کی دو اور قسمیں بیان کی ہیں۔ ایک وجہ اللہ کے طالب اور دوسرے بہشت و آخرت کے طالب۔

۱۲۔ توجہ شیخ

اپنی قلبی طاقت دوسروں کے دلوں پر ڈالنے کا نام توجہ ہے۔ سلوک کی منزلوں میں شیخ سبق کے لیے توجہ کے ذریعے مرید اور طالب کے لطائف اور موارد فیض پر فیض القاء کرتا ہے۔ حضرت اخندزادہ سیف الرحمن مبارک صاحب فرماتے ہیں کہ توجہ کرتے وقت اپنے جسم کو شیخ کا جسم تصور کرے اور توجہ کا انداز بھی اپنے شیخ والا اپنائے۔

۱۳۔ واصِلین

اس کا مطلب ہے حق یعنی اللہ تعالیٰ سے ملنے والے یا اللہ تعالیٰ کے بہت قریب پہنچنے والے۔ ان کی دو اقسام ہیں۔ (۱) وہ مشائخ کرام جو حضرت رسول خدا ﷺ کی کامل پیروی کی وجہ سے ماذون (اجازت یافتہ) ہو چکے ہیں۔ وہ خود کامل ہیں اور دوسروں کو بھی کامل بنانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت سے عین جمع میں استغراق کے بعد مابقی فنا کے پیٹ سے نکل کر بقا کے میدان میں پہنچ جاتے ہیں۔ (۲) مشائخ کرام کی وہ جماعت کہ درجہ کمال کے بعد خلق کی تکمیل اور رجوع کا کام ان کے حوالے نہیں کیا جاتا۔ وہ بحر جمع میں غرق ہوئے اور بطن فنا میں ان کو استہلاک حاصل ہوا اور ساحل بقا ان کے ہاتھ نہ آیا۔

۱۴۔ مقامات عشرہ

مقام ولایت تک بغیر مقامات عشرہ کے حصول کے پہنچنا ناممکن ہے۔ وہ دس مقامات یہ ہیں۔ (۱) توبہ۔ (۲) انابت۔ (۳) زہد۔ (۴) قناعت۔ (۵) ورع۔ (۶) صبر۔ (۷) شکر۔ (۸) توکل۔ (۹) تسلیم۔ (۱۰) رضا۔

ان مقامات کا حصول ضروری ہے خواہ بالا جمال ہو (طریقہ نقشبندیہ میں نسبت اجمالی جذبی ہے)۔ اور خواہ بالتفصیل ہو۔ (دوسرے سلاسل میں سیر تفصیلی اور سلوکی ہے)۔

۱۔ جذب و سلوک

سلوک کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کا راستہ اور جذب کا مفہوم ہے اللہ تعالیٰ کی محبت میں غرق یا مست ہونا۔ سلوک کا مسافر (سالک) جب جذب کی کیفیت سے دوچار ہونے والا ہو، مجذوب کہلاتا ہے۔ سالک مجذوب کو معرفت میں مجذوب سالک پر فوقیت حاصل ہے۔ جبکہ محبت میں مجذوب سالک کو سالک مجذوب پر برتری حاصل ہے۔ مجذوب سالک کا مربی اول تا آخر اللہ تعالیٰ ہے کہ محبت خاص سے اس کی تربیت فرما کر عنایت کاملہ سے اپنی بارگاہ قدس کی طرف اس کو کھینچتا ہے۔ جبکہ سالک مجذوب مقامات مشرکہ کو تفصیلاً قطع کرتا ہے اور ہر مقام کے واقف اسے تفصیل کے ساتھ معلوم ہوتے ہیں۔

۱۔ سیر و سلوک

سیر و سلوک حرکت و انتقال علمی کا نام ہے جو مقولہ کیف سے ہے اور حرکت ذاتی یعنی انتقال مکانی کا سیر و سلوک میں کوئی دخل نہیں۔ اور یہ سیر چار قسمی ہے۔

(ا) سیر الی اللہ باللہ۔ وہ حرکت حلیہ ہے جو علم اسفل سے اعلیٰ کی جانب ہو۔ جو اعلیٰ سے دوسرے اعلیٰ کی طرف تا آنکہ ممکنات طے کرنے کے بعد یہ سب علوم بزمیں ہو اور ادب تعالیٰ کے علم تک رسائی ہو اور اس حالت کو فنا کہتے ہیں۔

(ب) سیر فی اللہ۔ وہ حرکت حلیہ ہے جو مراتب جوہرہ و صفات شیعان و اقبالیات اور قدیات میں ہو۔ حتیٰ کہ ایسے مراتب پر ختمی ہو کہ اس کی عبارت سے تعجب نہ کیا جائے۔ نہ وہ قابل اشارہ ہو اور نہ کی اسم سے مہرہ ہو اور نہ کی مذکورہ سے اشارہ کی جائے۔

قول ہو۔ تا اذ بقہ ہے۔

(ج) سِيرَ عَنِ اللَّهِ بِاللَّهِ۔ وہ حرکتِ علمیہ ہے جو علمِ اعلیٰ سے علمِ اسفل کی طرف ہو۔ پھر اسفل سے دوسرے اسفل کی طرف تا آنکہ مراتب و درجات کے تمام علوم سے نزول اور الٹی رجعت ہو۔ اس سیر والے کا حال یہ ہے کہ ”وہ ایسا عارف ہے جو خدا کو خدا کے ساتھ بھول گیا اور اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ لوٹا۔ وہ واصلِ ایسا کہ مجبور بھی ہے اور قریب ایسا کہ بعید بھی ہے۔“

(د) سِيرَ فِي الْأَشْيَاءِ۔ یہ اشیاء کی سیر ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ پہلی سیر کے علوم زائل ہو کر علومِ اشیاء شَيْئًا فَشَيْئًا حاصل ہوں۔ یہ سیر پہلی سیر کے مقابل ہے اور تیسری دوسری سیر کے مقابل ہے۔ سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ نفس و ولایت یعنی فنا و بقا حاصل کرنے کے لیے ہے۔ اور تیسری اور چوتھی سیر مقامِ دعوت حاصل کرنے کے لیے ہے جو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور ان کی کامل پیروی کرنے والوں کو بھی ان کے مقام سے حصہ ملتا ہے۔

۱۹۔ اہل حقیقت

وہ لوگ ہیں جو اشیاء کائنات کے جواہر اور باطنی پہلوؤں کو جانتے ہیں اور ان کا تجزیہ بھی کر سکتے ہیں۔ انہی لوگوں کی خاص دعا یہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ اَرِنَا حَقَائِقَ الْاَشْيَاءِ كَمَا هِيَ۔ (اے اللہ! ہمیں ان اشیاء کی وہ حقیقت دکھا جیسی وہ ہیں۔)

شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ اپنے مکتوبات قدوسیہ صفحہ نمبر ۱۳ میں فرماتے ہیں۔ ”اہل حقیقت اللہ تعالیٰ کے سوانہ دیکھتے ہیں اور نہ جانتے ہیں۔ وہ ایک ہی وجود کا مطالعہ کرتے ہیں اور ایک ہی وجود حق کو جانتے ہیں۔ (جبکہ) اہل شریعت صرف اپنے آپ کو جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو اپنا خالق مانتے ہیں۔“

انکشافِ احوالِ باطن کے بعد آدمی اہل حقیقت کہلاتا ہے۔ شریعتِ قالب ہے جبکہ حقیقت بمنزلہ حیات ہے۔ علم حقیقت کے تین رکن ہیں۔

(۱) خدا کی ذات کا علم و حدانیت کے ساتھ اور اس کو بے شبہ و بے نظیر جاننا۔

(ب) خدا کی صفات کا علم مع احکام خداوندی۔

(ج) خدا کے افعال و حکمت کا علم۔

دائرہ

قرب الہی کے مراتب و مقامات لا تعداد ہیں۔ لیکن سالک کو عالم مثال میں کشف کی نظر سے وہ تمام مراتب و مقامات ایک دائرہ کی طرح نظر آتے ہیں۔ اور سالک اپنے آپ کو عالم مثال میں اس طرح دیکھتا ہے کہ گویا وہ سیر کر رہا ہے، اور وہ مہذب مرقی کرتا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ ظلال کے دائرہ میں داخل ہو جاتا ہے اور اپنی اصل کو پہنچ جاتا ہے۔ اسی وجہ سے ان مراتب قرب کے لیے دائرے کا لفظ بولا جاتا ہے۔ اور اپنی اصل کی طرف ترقی کو سیر کہا جاتا ہے۔ جس طرح دائرہ ہر طرف سے برابر ہوتا ہے اور نہیں کہا جاسکتا کہ اس کا ایک سرا کہاں ہے اور دوسرا کہاں؟ اس طرح قرب کے مقاموں اور مرتبوں کی بھی کوئی حد نہیں ہوتی۔ سالک کو دائرہ کے اندر چکر لگانے والے کی طرح یہاں سوائے تعجب اور حیرت کے کچھ پتہ نہیں چلتا۔ مگر یاد رہے کہ دائرہ، مراتب قرب کی انتہا کو نہیں کہتے کیونکہ قرب کے مرتبوں کی کوئی حد نہیں بلکہ دائرہ سالک کی حد نظر اور مقام سیر کا نام ہے۔ دائرہ کی دو اقسام ہیں۔ دائرہ اصل اور دائرہ ظلال۔

(۱) دائرہ اصل۔ صوفیہ کے نزدیک دائرہ اصل سے مراد ذات کے اسماء و صفات 'شیونات' اعتبارات تقدیسات اور تزییہات کے مراتب ہیں۔ جن میں سالک کو سیر علمی واقع ہوتی ہے۔ اس دائرے کا تعلق عالم وجود سے ہے۔ یہ مرتبہ کسی لفظ 'عبارت' اشارے یا کنائے وغیرہ کے ذریعے بیان نہیں کیا جاسکتا۔ اس مرتبے میں سیر کا نام "سیر فی اللہ" ہے۔

(ب) دائرہ ظلال۔ اس دائرہ کے کئی معانی ہیں۔

(۱)۔ اصل کا کسی بھی مرتبے میں ظہورِ ظل کہلاتا ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نے فرمایا کہ 'ظل' سے مراد اس شے کا دوسرے مرتبے میں ظہور ہے اگرچہ شبہ و مثال کے طور پر ہو۔

(۲)۔ عبقات میں تحریر ہے۔ ”حقائق موجودات خارجیہ (باختلاف نوعیت) کو ظل کہا جاتا ہے۔“ اور ذات کے پُر ظہور اور پُر تعین کو ظل کہتے ہیں اور ممکنات کو عدم محض اور ظلمت کا نام دیا گیا ہے۔ گویا ظل وجود (خارجی) اضافی کا نام ہے۔

(۳)۔ ارشاد الطالبین میں ہے۔ ظل سے مراد سایہ نہیں کہ جس سے کمال لطافت میں (معاذ اللہ) نقص کا وہم پیدا ہو۔ بلکہ ظلال مخلوقات الہی میں سے ان لطیفوں کو کہا جاتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات سے پوری مناسبت ہو اور وہ مخلوق تک اسماء و صفات کا فیض پہنچانے کے لیے واسطہ ہوتے ہیں۔ انہی لطیفوں اور واسطوں کو ظلال کہہ دیا جاتا ہے۔

(۴)۔ ظلال سے مراد تعلقات صفات ہیں جیسے علم کا تعین معلومات کے ساتھ اور قدرت کا تعلق مقدورات کے ساتھ ہے۔ یا ظلال سے مراد صفات کی تمثال اور نمونے ہیں جیسے زید کی صورت آئینے میں زید کی تمثال اور نمونہ ہے۔

(۵)۔ عبقات میں ہے کہ ظلال سے مراد اسماء و صفات کے حجابات ہیں کیونکہ ظلالی ہیٹھوں کی شکلوں نے ہی لوگوں کو ذات کی دید اور ملاحظہ سے روک رکھا ہے۔ اسماء و صفات کے ظلال ہی خالق اور مخلوق کے درمیان حائل ہیں۔ اگر یہ ظلال و نورانی پردے حائل نہ ہوتے تو ذات و صفات کی تجلیات کائنات کو جلا دیتیں۔ حدیث پاک میں ہے۔ ”اللہ تعالیٰ کے لیے نور و ظلمت کے ستر ہزار! حجابات ہیں اگر وہ حجابات دُور ہو جائیں تو ذات کی تجلیاں جہاں تک پہنچیں، مخلوق کو جلا کر رکھ دیں۔“

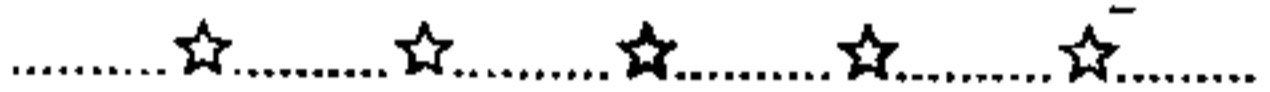
اسی طرح مسلم شریف میں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ ”رسول اللہ

۱۔ لغت عرب کے محاورہ میں سبھوں (ستر) کا لفظ کسی تعداد کی کثرت کو ظاہر کرنے کے لئے بولا جاتا ہے۔ اس کا مطلب

یہ ہوا کہ نور و ظلمت کے پردے صرف ستر ہزار ہی نہیں، کہیں زیادہ بھی ہو سکتے ہیں۔

ﷻ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا حجاب نور ہے اگر وہ اسے کھول دے تو انتہائے نظر تک اسی کی ذات کے جلوے اس کی مخلوق کو جلا ڈالیں۔“

صوفیہ کرام کے نزدیک ان احادیث مبارکہ میں مذکورہ پردوں سے مراد ظلال ہی ہیں اگر یہ نہ ہوتے تو مخلوق اپنے ضعف استعداد اور مرتبہ کی پستی کی بناء پر ذات و صفات حق خالی کے جلال و جبروت کی تاب نہ لاسکتی اور بموجب **إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ**۔ اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔ (بغیر واسطہ ظلال و حجابات اور اقتباس فیض کی استعداد و صلاحیت نہ رکھنے کی وجہ سے بالکل نیست و نابود ہو جاتی۔



رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کا فرمان مبارک

نیکی، حُسن خُلق ہے۔ اور گناہ

وہ ہے جو تمہارے سینے میں کھٹکے

اور لوگوں کا اس پر مطلع ہونا

تمہیں ناپسند ہو۔

ختم خواجگان

یہ ختم شریف ارواح طیبات کے ایصالِ ثواب اور رفعِ بلیات و رفعِ حاجات کے لیے بہت مفید ہے۔

- ۱۔ سورہ فاتحہ شریف..... سات (۷) مرتبہ
- ۲۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ..... سو (۱۰۰) مرتبہ
- ۳۔ درود پاک : اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ اٰلِهِ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ..... سو (۱۰۰) مرتبہ
- ۴۔ سورہ الم نشرح..... انا سی (۷۹) مرتبہ
- ۵۔ سورہ اخلاص..... ہزار (۱۰۰۰) مرتبہ
- ۶۔ سورہ فاتحہ..... سات (۷) مرتبہ
- ۷۔ درود پاک مذکورہ..... سو (۱۰۰) مرتبہ

ختم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

- ۱۔ درود پاک مذکورہ..... سو (۱۰۰) مرتبہ
- ۲۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهِ..... پانچ سو (۵۰۰) مرتبہ
- ۳۔ درود پاک مذکورہ..... سو (۱۰۰) مرتبہ

ختم خلفائے ثلاثہ یعنی حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان

غنی، حضرت علی کرم اللہ رضی اللہ عنہم اجمعین

- ۱۔ درود پاک مذکورہ..... سو (۱۰۰) مرتبہ
- ۲۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ... پانچ سو (۵۰۰) مرتبہ

۱۔ درود پاک مذکورہ..... سو (۱۰۰) مرتبہ

ختم حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمة الله عليه

۱۔ درود پاک مذکورہ..... سو (۱۰۰) مرتبہ

۲۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ..... پانچ سو (۵۰۰) مرتبہ

۳۔ درود پاک مذکورہ..... سو (۱۰۰) مرتبہ

ختم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمة الله عليه

۱۔ درود پاک مذکورہ..... سو (۱۰۰) مرتبہ

۲۔ حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ..... پانچ سو (۵۰۰) مرتبہ

۳۔ درود پاک مذکورہ..... سو (۱۰۰) مرتبہ

ختم حضرت خواجہ معصوم اول قدس الله سرہ العزیز

۱۔ درود پاک مذکورہ..... سو (۱۰۰) مرتبہ

۲۔ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ..... پانچ سو (۵۰۰) مرتبہ

۳۔ درود پاک مذکورہ..... سو (۱۰۰) مرتبہ

ختم حضرت شاہ نقشبند قدس الله سرہ العزیز

۱۔ درود پاک مذکورہ..... سو (۱۰۰) مرتبہ

۲۔ اللَّهُمَّ يَا خَفِي اللَّطْفِ أَدْرِ كُنَّا بِلُطْفِكَ الْخَفِيِّ..... پانچ سو (۵۰۰) مرتبہ

۳۔ درود پاک مذکورہ..... سو (۱۰۰) مرتبہ

ختم حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمة الله عليه

۱۔ درود پاک مذکورہ..... سو (۱۰۰) مرتبہ

۲۔ اللَّهُمَّ يَا خَفِي اللَّطْفِ أَدْرِ كُنَّا بِلُطْفِكَ الْخَفِيِّ..... پانچ سو (۵۰۰) مرتبہ

۳۔ درود پاک مذکورہ..... سو (۱۰۰) مرتبہ

ختم حضرت مرشد فاطمہ زہرا صاحبہ قدس سرہ العزیز

۱۔ درود پاک مذکورہ..... سو (۱۰۰) مرتبہ

۲۔ سُورَةُ لَا يُلْفِ قُرَيْشٍ..... پانچ سو (۵۰۰) مرتبہ

۳۔ درود پاک مذکورہ..... سو (۱۰۰) مرتبہ

ختم حضرت اویس قرنی رحمة الله عليه

۱۔ درود پاک مذکورہ..... سات (۷) مرتبہ

۲۔ حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ نِعْمَ الْمَوْلَى وَنِعْمَ النَّصِيرُ..... سو (۱۰۰) مرتبہ

۳۔ درود پاک مذکورہ..... سات (۷) مرتبہ

ختم حضرت خضر علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام

۱۔ درود پاک مذکورہ..... سات (۷) مرتبہ

۲۔ وَأَفْوِضْ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ..... سو (۱۰۰) مرتبہ

۳۔ درود پاک مذکورہ..... سات (۷) مرتبہ

دیگر ختمات و الدعیه

۱۔ اللَّهُمَّ يَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ..... سو (۱۰۰) مرتبہ

۲۔ اللَّهُمَّ يَا أَحْلَ الْمُشْكَلَاتِ..... سو (۱۰۰) مرتبہ

۳۔ اللَّهُمَّ يَا كَافِيَ الْمُهْمَاتِ..... سو (۱۰۰) مرتبہ

۴۔ اللَّهُمَّ يَا دَافِعَ الْبَلِيَّاتِ..... سو (۱۰۰) مرتبہ

۵۔ اللَّهُمَّ يَا شَافِيَ الْأَمْرَاضِ..... سو (۱۰۰) مرتبہ

۶۔ اللَّهُمَّ يَا رَافِعَ الدَّرَجَاتِ..... سو (۱۰۰) مرتبہ

۷۔ اللَّهُمَّ يَا مُجِيبَ الدَّعَوَاتِ..... سو (۱۰۰) مرتبہ

- ۸۔ اَللّٰهُمَّ يَا هَادِيَ الْمَضِلِّينَ سو (۱۰۰) مرتبہ
- ۹۔ اَللّٰهُمَّ يَا اَمَانَ الْخَائِفِيْنَ سو (۱۰۰) مرتبہ
- ۱۰۔ اَللّٰهُمَّ يَا دَلِيْلَ الْمُتَحِيْرِيْنَ سو (۱۰۰) مرتبہ
- ۱۱۔ اَللّٰهُمَّ يَا رَاحِمَ الْعَاصِيْنَ سو (۱۰۰) مرتبہ
- ۱۲۔ اَللّٰهُمَّ يَا اَجَارَ الْمُسْتَجِيْرِيْنَ سو (۱۰۰) مرتبہ
- ۱۳۔ اَللّٰهُمَّ يَا مُبَسِّرَ كُلِّ غَيِيْرٍ سو (۱۰۰) مرتبہ
- ۱۴۔ اَللّٰهُمَّ يَا مُنْجِي الْفِرْقِي سو (۱۰۰) مرتبہ
- ۱۵۔ اَللّٰهُمَّ يَا مُنْقِذَ الْهَلٰكِي سو (۱۰۰) مرتبہ
- ۱۶۔ اَللّٰهُمَّ يَا مُنْبِئَ الْاَسْبَابِ سو (۱۰۰) مرتبہ
- ۱۷۔ اَللّٰهُمَّ يَا مُفْتِحَ الْاَبْوَابِ سو (۱۰۰) مرتبہ
- ۱۸۔ اَللّٰهُمَّ يَا خَيْرَ النَّاصِرِيْنَ سو (۱۰۰) مرتبہ
- ۱۹۔ اَللّٰهُمَّ يَا خَيْرَ الرَّازِقِيْنَ سو (۱۰۰) مرتبہ
- ۲۰۔ اَللّٰهُمَّ يَا خَيْرَ الْفَاتِحِيْنَ سو (۱۰۰) مرتبہ
- ۲۱۔ اَللّٰهُمَّ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ سو (۱۰۰) مرتبہ
- ۲۲۔ اَللّٰهُمَّ يَا اَكْرَمَ الْاَكْرَمِيْنَ سو (۱۰۰) مرتبہ
- ۲۳۔ اَللّٰهُمَّ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ سو (۱۰۰) مرتبہ
- اَغْنِنَا بِفَضْلِكَ وَكَرَمِكَ يَا اَكْرَمَ الْاَكْرَمِيْنَ وَيَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ
وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَاصْحَابِهِ اَجْمَعِيْنَ
برخمتك يا ارحم الراحمين ایک مرتبہ

دروودناریہ

اس درود پاک کے پڑھنے سے رُوحانی کشف حاصل ہوتا ہے۔ پردہ غیب سے عجیب اسرار ظاہر ہوتے ہیں۔ مصیبت کے وقت اس درود شریف کے پڑھنے سے مصیبت فوراً دُور ہو جاتی ہے۔ دُنیاوی فائدے کے لئے پڑھنے سے رنج و غم اور پریشانیوں سے حفاظت ملتی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ . اللّٰهُمَّ صَلِّ صَلَوةً
 كَامِلَةً وَسَلِّمْ سَلَامًا تَامًا عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا
 مُحَمَّدٍ الَّذِیْ تَنْحَلُّ بِهٖ الْعُقَدُ وَتَنْفَرِجُ بِهٖ الْكُرْبُ
 وَتَقْضِیْ بِهٖ الْحَوَائِجُ وَتُنَالُ بِهٖ الرَّغَائِبُ وَحُسْنُ
 الْخَوَاتِیْمِ ط وَيُسْتَسْقٰی الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ الْكَرِیْمِ
 وَعَلٰی اِلٰهِ وَاَصْحَابِهٖ فِی كُلِّ لَمْحَةٍ وَنَفْسٍ مِّمَّ بَعْدَ
 كُلِّ مَعْلُوْمٍ لِّكَ یَا اللّٰهُ یَا اللّٰهُ یَا اللّٰهُ .

.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....

marfat.com

Marfat.com

دُرُودِ تَحِيْنَا / نَجَات

اس درود کو درودِ تنجی اور درودِ نجات بھی کہتے ہیں۔ یہ ہر مشکل مہم اور مصائب و آلام سے نجات دلاتا ہے۔ زیارتِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے روزانہ عشاء کی نماز کے بعد ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر با وضو سو جائیں۔ ان عشاء اللہ چالیس روز کے اندر مقصد حاصل ہوگا۔ مصیبت و پریشانی کے لئے روزانہ ستر (۷۰) بار پڑھیں۔ کسی تکلیف یا بیماری میں کثرت سے پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ
 عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تُنَجِّنَا بِهَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَهْوَالِ
 وَالْاَفَاتِ وَتَقْضِيْ لَنَا بِهَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ
 جَمِیْعِ السَّيِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ اَعْلٰی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا
 بِهَا اَقْصٰی الْغَايَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَيْرَاتِ فِی الْحَيٰتِ وَبَعْدَ
 الْمَمَاتِ اِنَّكَ مُجِیْبُ الدَّعْوَاتِ وَرَافِعُ الدَّرَجَاتِ وَاَقْضٰی
 الْحَاجَاتِ وَاَكْفٰی الْمُهْمَمَاتِ وَاِدَافِعُ الْبَلِيَّاتِ وَاَحْلُ الْمُسْكَلَاتِ
 اَعِثْنِيْ اَعِثْنِيْ اَعِثْنِيْ يَا اِلٰهِيْ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....

marfat.com

Marfat.com

شجرہ سلسلہ عالیہ طریقتہ نقشبندیہ مجددیہ

معصومیہ شمسیہ مولویہ ہاشمیہ سیفیہ

- ۱- حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
- ۲- حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۳- حضرت ابو عبد اللہ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۴- حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۵- حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق بن امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۶- حضرت ابو یزید طیفور بن عیسیٰ عرف بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ
- ۷- حضرت ابو الحسن علی بن جعفر خرقاتی قدس اللہ سرہ
- ۸- حضرت ابو علی فضل بن محمد الطوسی عرف ابو علی فارمدی قدس اللہ سرہ
- ۹- حضرت ابو یعقوب خواجہ یوسف الہمدانی النعمانی قدس اللہ سرہ
- ۱۰- حضرت خواجہ عبد الخالق غجدانی المالکی نسبا و الحظی مذہبا قدس اللہ سرہ
- ۱۱- حضرت خواجہ عارف ریوگری قدس اللہ سرہ
- ۱۲- حضرت خواجہ محمود انچرفغوی قدس اللہ سرہ
- ۱۳- حضرت خواجہ علی التساج رامتی عرف حضرت عزیزاں قدس اللہ سرہ
- ۱۴- حضرت خواجہ محمد بابا ساسی قدس اللہ سرہ
- ۱۵- حضرت خواجہ سید امیر کلال قدس اللہ سرہ
- ۱۶- حضرت خواجہ بہاؤ الدین محمد بن محمد البخاری عرف شاہ نقشبند قدس اللہ سرہ

- ۱۷۔ حضرت خواجہ علاؤ الدین محمد بن محمد البخاری عرف خواجہ عطار قدس اللہ سرہ
- ۱۸۔ حضرت مولانا یعقوب چرخئی لوگری قدس اللہ سرہ
- ۱۹۔ حضرت ناصر الدین عبید اللہ محمود السمر قندی خواجہ احرار قدس اللہ سرہ
- ۲۰۔ حضرت مولانا محمد زاہد خوشی حصاری قدس اللہ سرہ
- ۲۱۔ حضرت خواجہ درویش محمد الخوارزمی قدس اللہ سرہ
- ۲۲۔ حضرت خواجہ محمد مقتدی الاملکنی البخاری قدس اللہ سرہ
- ۲۳۔ حضرت مویب الدین مہرنگ محمد باقی باللہ اکابلی قدس اللہ سرہ
- ۲۴۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد القاروقی قدس اللہ سرہ
- ۲۵۔ حضرت عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم اول قدس اللہ سرہ
- ۲۶۔ حضرت خواجہ محمد صبغۃ اللہ قدس اللہ سرہ
- ۲۷۔ حضرت خواجہ محمد اسماعیل عرف امام العارفين قدس اللہ سرہ
- ۲۸۔ حضرت حاجی غلام محمد معصوم عرف خواجہ معصوم ثانی قدس اللہ سرہ
- ۲۹۔ حضرت شاہ غلام محمد عرف قدوۃ الاولیاء قدس اللہ سرہ
- ۳۰۔ حضرت خواجہ محمد صفی اللہ قدس اللہ سرہ
- ۳۱۔ حضرت شاہ محمد ضیاء عرف حضرت شہید قدس اللہ سرہ
- ۳۲۔ حضرت حاجی شاہ ضیاء عرف میاں جی صاحب قدس اللہ سرہ
- ۳۳۔ حضرت صاحب شمس الحق عرف حضرت صاحب کوبستان قدس اللہ سرہ
- ۳۴۔ حضرت مولانا شاہ رسول الطالقانی قدس اللہ سرہ
- ۳۵۔ حضرت مولانا محمد ہاشم السمنگانی قدس اللہ سرہ
- ۳۶۔ مرشدنا حضرت اخندزادہ سیف الرحمن اطال اللہ حیاء

☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....

marfat.com

Marfat.com

شجرہ سلسلہ طریقہ انیقہ حضرات چشتیہ

قدس اللہ اسرارہم العلیہ

- ۱- حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
- ۲- حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ
- ۳- حضرت ابوسعید حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ
- ۴- حضرت ابوالفضل عبدالواحد بن زید قدس اللہ سرہ
- ۵- حضرت ابوالفیض فضیل بن عیاض قدس اللہ سرہ
- ۶- حضرت ابواسحاق ابراہیم بن ادھم الفاروقی البلیخی قدس اللہ سرہ
- ۷- حضرت سید الدین خواجہ حذیفہ مرعشی قدس اللہ سرہ
- ۸- حضرت امین الدین شیخ صبیحۃ البصری قدس اللہ سرہ
- ۹- حضرت کریم الدین منعم شیخ مشاد علود یونوری قدس اللہ سرہ
- ۱۰- حضرت شریف الدین ابواسحاق شامی قدس اللہ سرہ
- ۱۱- حضرت قدوة الدین ابواحمد ابدال البیہقی الحسینی قدس اللہ سرہ
- ۱۲- حضرت خواجہ ابو محمد چشتی قدس اللہ سرہ
- ۱۳- حضرت ناصر الدین خواجہ ابو یوسف البیہقی الحسینی قدس اللہ سرہ
- ۱۴- حضرت خواجہ قطب الدین مودود البیہقی الحسینی قدس اللہ سرہ
- ۱۵- حضرت نیر الدین حاجی شریف زندانی قدس اللہ سرہ
- ۱۶- حضرت ابو منصور خواجہ عثمان ہارونی قدس اللہ سرہ

- ۱۷۔ حضرت خواجہ معین الدین حسنی الحسینی السخمری الاجمیری قدس اللہ سرہ
- ۱۸۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی الاوشی الحسینی قدس اللہ سرہ
- ۱۹۔ حضرت فرید الدین مسعود القاروقی الغزنوی عرف گنج شکر قدس اللہ سرہ
- ۲۰۔ حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری الحسینی قدس اللہ سرہ
- ۲۱۔ حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی قدس اللہ سرہ
- ۲۲۔ حضرت جلال الدین خواجہ محمود عثمان پانی پتی قدس اللہ سرہ
- ۲۳۔ حضرت شیخ احمد عبدالحق ابدال قدس اللہ سرہ
- ۲۴۔ حضرت شیخ محمد عارف عرف مخدوم عارف قدس اللہ سرہ
- ۲۵۔ حضرت شیخ عبدالقدوس النعمانی الغزونی ثم الکتکوی قدس اللہ سرہ
- ۲۶۔ حضرت شیخ رکن الدین کتکوی قدس اللہ سرہ
- ۲۷۔ حضرت شیخ عبدالاحد القاروقی الکابلی قدس اللہ سرہ
- ۲۸۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد القاروقی قدس اللہ سرہ
- ۲۹۔ حضرت سید آدم بنوری قدس اللہ سرہ
- ۳۰۔ حضرت سید عبداللہ الحسینی عرف حاجی بہادر صاحب قدس اللہ سرہ
- ۳۱۔ حضرت مولانا شیخ مامون شاہ منصور قدس اللہ سرہ
- ۳۲۔ حضرت مولانا محمد نعیم کاموی قدس اللہ سرہ
- ۳۳۔ حضرت سید محمد شاہ الحسینی السدھوی قدس اللہ سرہ
- ۳۴۔ حضرت مولانا حافظ محمد صدیق بونیری قدس اللہ سرہ
- ۳۵۔ حضرت مولانا حافظ محمد ہشتنگری قدس اللہ سرہ
- ۳۶۔ حضرت مولانا محمد شعیب تورڈھیری قدس اللہ سرہ

- ۳۷۔ حضرت مولانا عبدالغفور عرف حضرت سوات صاحب قدس اللہ سرہ
 ۳۸۔ حضرت مولانا نجم الدین عرف حضرت ہڈی صاحب قدس اللہ سرہ
 ۳۹۔ حضرت شیخ حمید اللہ عرف شیخ الاسلام نگاہ قدس اللہ سرہ
 ۴۰۔ حضرت مولانا شاہ رسول الطالقانی قدس اللہ سرہ
 ۴۱۔ حضرت مولانا محمد ہاشم السمنگانی قدس اللہ سرہ
 ۴۲۔ مرشدنا حضرت اخندزادہ سیف الرحمن صاحب اطال اللہ حیاء

☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....

شجرہ سلسلہ طریقہ عالیہ حضرات قادریہ

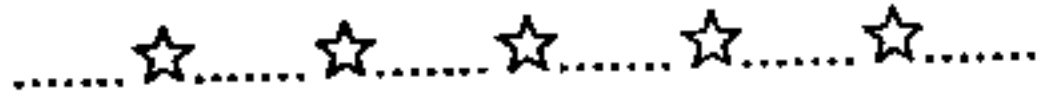
قدس اللہ اسرارہم الصافیہ

- ۱۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
- ۲۔ حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ
- ۳۔ حضرت ابوسعید حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ
- ۴۔ حضرت ابو محمد شیخ حبیب عجمی قدس اللہ سرہ
- ۵۔ حضرت ابوسلیمان داؤد طائی قدس اللہ سرہ
- ۶۔ حضرت ابو محفوظ معروف کرخی قدس اللہ سرہ
- ۷۔ حضرت ابوحسن عبداللہ سری سقطی قدس اللہ سرہ

marfat.com

- ۸۔ حضرت سید الطائفہ ابوالقاسم جنید بغدادی قدس اللہ سرہ
- ۹۔ حضرت ابوبکر الشیبلی الممالکی قدس اللہ سرہ
- ۱۰۔ حضرت شیخ عبدالعزیز بن حارث الاسدی التمیمی قدس اللہ سرہ
- ۱۱۔ حضرت شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز المتقدم قدس اللہ سرہ
- ۱۲۔ حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسی قدس اللہ سرہ
- ۱۳۔ حضرت ابوالحسن حکاری (حنکاری) قدس اللہ سرہ
- ۱۴۔ حضرت ابوسعید مبارک قدس اللہ سرہ
- ۱۵۔ حضرت ابو محمد عبدالقادر ایلانی الحسینی الحسینی قدس اللہ سرہ
- ۱۶۔ حضرت شاہ دولہ دریائی قدس اللہ سرہ
- ۱۷۔ حضرت شاہ منور قدس اللہ سرہ
- ۱۸۔ حضرت شاہ عالم الدہلوی قدس اللہ سرہ
- ۱۹۔ حضرت شیخ احمد ملانی قدس اللہ سرہ
- ۲۰۔ حضرت شیخ جنید پشاوری قدس اللہ سرہ
- ۲۱۔ حضرت مولانا محمد صدیق بونیری قدس اللہ سرہ
- ۲۲۔ حضرت مولانا حافظ محمد ہشتنگری قدس اللہ سرہ
- ۲۳۔ حضرت مولانا محمد شعیب تورڈھیری قدس اللہ سرہ
- ۲۴۔ حضرت مولانا عبدالغفور عرف حضرت سوات قدس اللہ سرہ
- ۲۵۔ حضرت مولانا نجم الدین عرف حضرت حدی صاحب قدس اللہ سرہ
- ۲۶۔ حضرت شیخ الاسلام کتاب حضرت شیخ حمید اللہ صاحب قدس اللہ سرہ
- ۲۷۔ حضرت مولانا شاہ رسول الطالقانی قدس اللہ سرہ

- ۲۸۔ حضرت مولانا محمد ہاشم السمنگانی قدس اللہ سرہ
 ۲۹۔ حضرت مرشدنا اخترزادہ صاحب سیف الرحمن اطال اللہ حیاة



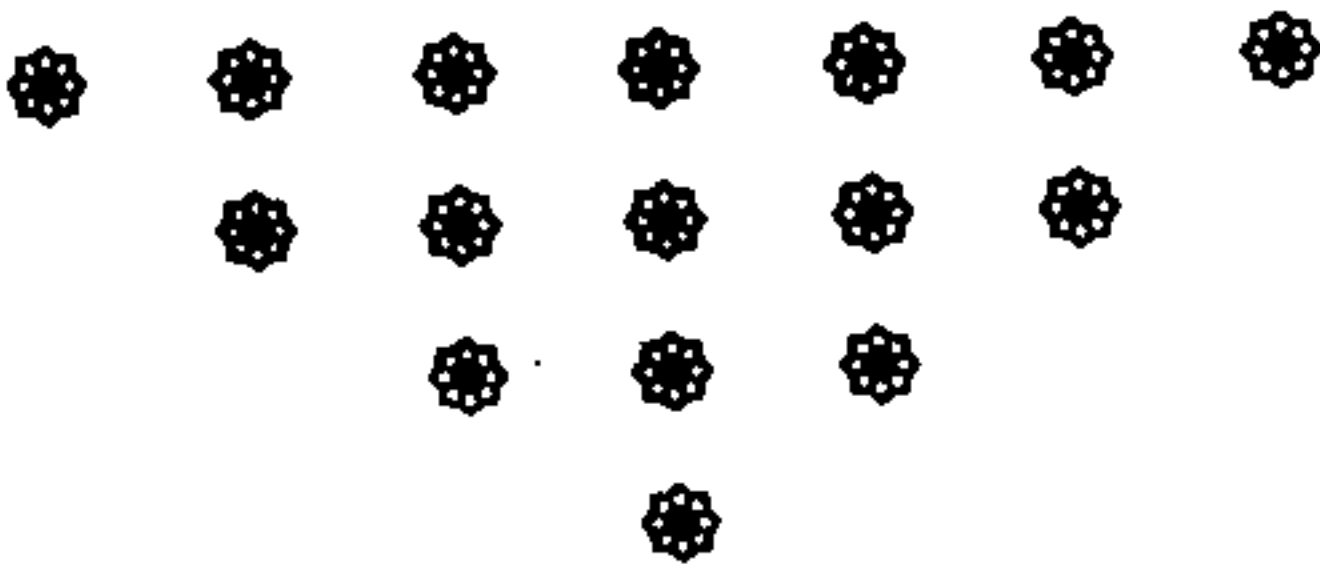
شجرہ سلسلہ طریقتہ عمیقہ حضرات سہروردیہ

قدس اللہ اسرارہم العلیہ

- ۱۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
- ۲۔ حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ
- ۳۔ حضرت ابوسعید حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ
- ۴۔ حضرت ابو محمد شیخ صیب عجمی قدس اللہ سرہ
- ۵۔ حضرت ابوسلیمان داؤد طائی قدس اللہ سرہ
- ۶۔ حضرت ابو محفوظ معروف کرخی قدس اللہ سرہ
- ۷۔ حضرت ابوالحسن عبداللہ سری سقطی قدس اللہ سرہ
- ۸۔ حضرت ابوالقاسم جنید بغدادی قدس اللہ سرہ
- ۹۔ حضرت کریم الدین مشاد دینوری قدس اللہ سرہ
- ۱۰۔ حضرت ابوالعباس احمد دینوری قدس اللہ سرہ
- ۱۱۔ حضرت شیخ محمد بن عبداللہ عمویہ قدس اللہ سرہ

- ۱۲۔ حضرت ابو عمر قطب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ
- ۱۳۔ حضرت ابوالنجیب عبدالقاہر السمر وردی الصدیقی قدس اللہ سرہ
- ۱۴۔ حضرت ابو حفص شہاب الدین عمر الصدیقی الشافعی السمر وردی قدس اللہ سرہ
- ۱۵۔ حضرت ابوالبرکات بہاؤ الدین ذکریا الاسدی القرشی المسلمانی قدس اللہ سرہ
- ۱۶۔ حضرت ابوالفتح رکن الدین فضل اللہ القرشی قدس اللہ سرہ
- ۱۷۔ حضرت مخدوم جہانیاں ابوالکرم سید جلال الدین بخاری قدس اللہ سرہ
- ۱۸۔ حضرت سید اجمل صاحب قدس اللہ سرہ
- ۱۹۔ حضرت سید بدھن بنہراچی قدس اللہ سرہ
- ۲۰۔ حضرت شیخ محمد درویش قدس اللہ سرہ
- ۲۱۔ حضرت شیخ عبدالقدوس النعمانی الغزنوی ثم الکنکوی قدس اللہ سرہ
- ۲۲۔ حضرت شیخ رکن الدین کنکوی قدس اللہ سرہ
- ۲۳۔ حضرت شیخ عبدالاحد القاروقی قدس اللہ سرہ
- ۲۴۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد القاروقی قدس اللہ سرہ
- ۲۵۔ حضرت سید آدم بنوری قدس اللہ سرہ
- ۲۶۔ حضرت حاجی بہادر سید عبداللہ الحسینی قدس اللہ سرہ
- ۲۷۔ حضرت شیخ مامون شاہ منصور قدس اللہ سرہ
- ۲۸۔ حضرت مولانا محمد نعیم کاموی قدس اللہ سرہ
- ۲۹۔ حضرت سید محمد شاہ الحسینی السدھوی قدس اللہ سرہ
- ۳۰۔ حضرت مولانا حافظ محمد صدیق بونیری قدس اللہ سرہ
- ۳۱۔ حضرت مولانا حافظ محمد مشتکری قدس اللہ سرہ

- ۳۲۔ حضرت مولانا محمد شعیب تورڈھیری قدس اللہ سرہ
 ۳۳۔ حضرت مولانا عبد الغفور سواتی قدس اللہ سرہ
 ۳۴۔ حضرت اخوانزادہ نجم الدین عرف ہڈی صاحب قدس اللہ سرہ
 ۳۵۔ حضرت شیخ الاسلام حمید اللہ ککابی قدس اللہ سرہ
 ۳۶۔ حضرت مولانا شاہ رسول الطالقانی قدس اللہ سرہ
 ۳۷۔ حضرت مولانا محمد ہاشم السمنگانی قدس اللہ سرہ
 ۳۸۔ حضرت مولانا خندزادہ سیف الرحمن اطال اللہ حیاء



کتابیات

(آ)

۱۔ آب کوثر۔۔۔ الحاج علامہ مفتی محمد امین

(۱)

۲۔ اثبات وجد۔۔۔ مفتی پیر محمد عابد حسین سیفی،

۳۔ استغفار و توبہ۔۔۔ مفتی غلام سرور قادری

۴۔ اسلامی انسائیکلو پیڈیا۔۔۔ سید قاسم محمود

۵۔ البراہین تامہ لاثبات سنیہ العمامہ۔۔۔ مولانا محمد انور سیفی

۶۔ التوبہ والا استغفار۔۔۔ ابوالخیر محمد برکت علی لدھیانوی

۷۔ السیف الصارم (ماہنامہ)۔۔۔ از جنوری ۱۹۹۶ء تا اگست ۱۹۹۷ء

۸۔ انوار صابری۔۔۔ حافظ عبید اللہ صابری

۹۔ اہمیت آداب شیخ۔۔۔ مفتی پیر محمد عابد حسین سیفی

(ب)

۱۰۔ تلحوا ابات السیف فی الرد علی الفراق الضال المبتدع۔۔۔ تصنیف مجدد عصر حاضر

قیوم زمان اخذ زادہ سیف الرحمن پیرارچی خراسانی

۱۱۔ بہار شریعت۔۔۔ مولانا محمد امجد علی اعظمی قادری

marfat.com

Marfat.com

(ت)

- ۱۲۔ تحقیق الوجد۔۔۔۔۔ خواجہ عالم پیر نور محمد نقشبندی مرتضائی
 ۱۳۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ۔۔۔۔۔ علامہ محمد نور بخش توکلی
 ۱۴۔ تصوف کیا ہے؟۔۔۔۔۔ حضرت منظور احمد شاہ ہاشمی

(خ)

- ۱۵۔ خانقاہی نظام۔۔۔۔۔ میاں مشتاق احمد عظیمی

(د)

- ۱۶۔ دین مصطفیٰ ﷺ۔۔۔۔۔ علامہ سید محمد احمد رضوی

(ذ)

- ۱۷۔ ذکر الہی جل جلالہ۔۔۔۔۔ ابوانیس محمد برکت علی لدھیانوی

(ر)

- ۱۸۔ روحانیت اسلام۔۔۔۔۔ واحد بخش سیال

(ص)

- ۱۹۔ صحیح بخاری شریف
 ۲۰۔ صحیح مسلم بخاری
 ۲۱۔ صراط الطالبین۔۔۔۔۔ سید محمد مظاہر الاشرافی البیلانی

(ع)

- ۲۲۔ عوارف المعارف۔۔۔۔۔ شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سبرہ رومی۔۔۔۔۔

مترجم حضرت شمس بریلویؒ

(غ)

- ۲۳۔ غدیۃ الطالبین۔۔۔۔۔ غوث اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ
 ۲۴۔ غیر مطبوعہ تحریرات۔۔۔۔۔ بابت عمائد و اڑھی شریعت و طریقت۔۔۔۔۔
 مفتی پیر محمد عابد حسین سیفی

(ف)

- ۲۵۔ فیض نقشبند۔۔۔۔۔ ملفوظات حضرت شاہ غلام علی مجددی دہلویؒ۔۔۔۔۔
 مترجم مولانا عبدالکیم خان اختر شہیمان پوری

(ق)

۲۶۔ قرآن مجید

(ک)

- ۲۷۔ کشف المحجوب۔۔۔۔۔ حضرت داماد حنیف بخش علی ہجویریؒ۔۔۔۔۔
 مترجم علامہ فضل الدین گوہر
 ۲۸۔ کنز الطالبین من مرآة المتقین۔۔۔۔۔ صاحبزادہ محمد سلیم شامی نقشبندی
 ۲۹۔ کیمیائے سعادت۔۔۔۔۔ حجۃ الاسلام امام غزالیؒ

(م)

- ۳۰۔ متبذی سالک کے لیے احکامات۔۔۔۔۔ مفتی پیر محمد عابد حسین سیفی
 ۳۱۔ متبذی سالک کو نوافل تلاوت درود شریف کیوں مضر ہے؟۔۔۔۔۔

marfat.com

Marfat.com

مفتی پیر محمد عابد حسین سیفی

- ۳۲۔ مسائل عمامہ۔۔ مولانا علامہ شائستہ گل۔۔ مترجم۔۔ علامہ احمد الدین توکیروی
- ۳۳۔ مشکوٰۃ شریف
- ۳۴۔ معمولات الابرار۔۔ علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی
- ۳۵۔ معمولات سیفیہ۔۔ پیر محمد عابد حسین سیفی
- ۳۶۔ مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی۔۔ مترجم۔۔ حضرت علامہ محمد سعید نقشبندی

(۵)

- ۳۷۔ ہدایت السالکین۔۔ ارشادات حضرت اخندزادہ سیف الرحمن پیرارچی خراسانی



ہدایت السالکین

اثبات علم الغیب

عدم سایہ مصطفیٰ ﷺ

شہنشاہ خراسان

مجدد عصر حاضر شاہ
خراسان کا تقویٰ

حاضر و ناظر محبوب ﷺ

لطائف
کے باے
میں علمی تحقیق

مناظرہ وزیرستان

اور انقش بندیہ

سلسلہ
عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ
کی مشہور تصانیف

وجد (سوال و جواب)

مسائل عماد شریف

اقسام وجد

کیا دوسرے
شیخ کی
بیعت
جائز ہے

تصویر مجدد الف ثانی رحمہ اللہ

مفت تقسیم کرنے والے دوستوں کے لیے مکتبہ کی طرف سے خصوصی رعایت دی جائے گی

ناشر ادارہ محمدیہ سیفیہ پبلیکیشنز

آستانہ عالیہ راوی ریان شریف لاہور 0321-8401546

خریفین علیہ

آداب شیخ

مسائل طہارہ

جز الاسباب

ماہنامہ
السیف الصادق

جواب الاستفتاء

ختم شریف

کاشیوت

مجموعہ رسائل

تشیہد میں

انگلی اٹھانے

کا مسئلہ

سونایا کھونا

ولی اللہ

کی پرواز

الدر الجلیلہ

فی جواز الوسیع